پندرہ روزہ

قومی زبان

کراچی

انجمن ترقی اردو

جلد نمبر ۲۲
شمارہ نمبر ۲-۳

انجمن ترقی اردو پاکستان کا پندرہ روزہ ترجمان

قومی زبان

مدیر اعلیٰ
جمیل الدین عالی

مدیر
شفق خواجہ

۱۵ جنوری سے یکم فروری ۶۳ء

انجمن ترقی اردو پاکستان، اردو روڈ۔ کراچی نمبر ۱

سالانہ چندہ پانچ روپے

اس شمارے کی قیمت چھ آنے

[illegible]

مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان

اردو روڈ کراچی - ۱

فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ -

مرتبہ ابرار حسین صاحب قادری ایم - اے لیکچرار جغرافیہ مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ اس سے قبل انجمن علمی مصطلحات کے سلسلے میں تین جلدیں یعنی فرہنگ اصطلاحات کیمیا ، اصطلاحات طبیعیات اور اصطلاحات تاریخ و معاشیات و جغرافیہ شائع کر چکی ہے - یہ اس سلسلے کی چوتھی جلد ہے - قیمت ایک روپیہ -

فرہنگ اصطلاحات فلکیات -

یہ علمی اصطلاحات کی پانچویں جلد ہے - ان فرہنگوں میں انگریزی اصطلاحات کے مقابل آردو مترادف دئے گئے ہیں - اصطلاحات کے جمع کرنے میں بڑی تحقیق اور محنت سے کام لیا گیا ہے - قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے -

اصطلاحات کیمیا -

فن کیمیا (کیمسٹری) کی انگریزی اصطلاحات کے بالمقابل اردو اصطلاحات انجمن نے ماہرین فن کی ایک جماعت سے تیار کرائی ہیں حتی الامکان آردو اصطلاحات کو عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے - صفحات کتاب ۱۲۰ دیباچہ کے علاوہ - قیمت غیر مجلد دو روپے پچیس پیسے مجلد تین روپے -

وضع اصطلاحات -

یہ کتاب ملک کے نامور انشا پرداز و عالم مولوی وحید الدین سلیم مرحوم نے سالہا سال کے غور و فکر اور مطالعے کے بعد تالیف کی ہے - یہ بالکل نیا موضوع ہے - اس میں اصطلاحات کے ہر پہلو پر تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے - اور اس کے اصول قائم کئے گئے ہیں - دوسرا ایڈیشن - قیمت پانچ روپے پچہتر پیسے -

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ - مولوی مسافر خانہ - بندر روڈ کراچی

فہرست

افکار و مسائل		۳
مژدۂ صبح	پروفیسر حمید احمد خان	۵
گنج ہائے گراں مایہ	افسر صدیقی امروہوی	۱۱
انجمن کا خبرنامہ		۲۹
گرد و پیش		۳۱
نئی مطبوعات		۴۷
نئے خزانے	مرتبہ ابن حسن قیصر	
	زاہدہ خاتون	۴۹
علمی اصطلاحات	مرتبہ انجمن ترقی اردو	۷۹

افکار و مسائل

انڈیا آفس لائبریری

کتابیں معاشرے کے اُن بہترین آثار، علامات اور اظہار کے ارتقا کا مظہر ہوتی ہیں جن سے ایک قوم کی ذہنی اور جذباتی زندگی جنم لیتی ہے۔ پاکستانی تہذیب اور پاکستانی معاشرہ اس وقت تک صحیح معنوں میں وجود میں نہیں آسکتا۔ جب تک کہ وہ اپنا رشتہ زندہ صورت میں ان روایات اور آثار سے نہ جوڑے جو ہماری پچھلی نسلوں نے اپنی کتابوں میں محفوظ کئے ہیں۔ غلامی کے دور میں جہاں ہم ایک غیر ملکی طاقت کے جسمانی طور پر غلام تھے وہاں ہماری ذہنی اور جذباتی زندگی بھی قید و بند میں گرفتار تھی اور ہنوز گرفتار ہے اور اسیر روحیں ان کتابوں کی ہیں جو انڈیا آفس لائبریری میں محبوس ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری مشرقی علوم کی کتابوں کا گراں بہا ذخیرہ ہے جس میں برصغیر کی تہذیب، رسوم و رواج، تاریخ اور علم و ادب کے انمول خزانے محفوظ ہیں۔ بیس ہزار مسودے تو ایسے ہیں جو کاغذوں، درختوں کے پتوں، کھالوں اور مختلف قسم کی دھاتوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ۲ ہزار سے زائد مطبوعہ کتابیں بھی ہیں۔ ان میں اردو، فارسی، عربی، سنسکرت، پالی اور برصغیر میں لکھی پڑھی جانے والی تقریباً ہر زبان کی کتابیں ہیں۔ اس عظیم الشان لائبریری کے قیام کا خواب اٹھارویں صدی کے اواخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے مورخ رابرٹ اورمے نے دیکھا تھا۔ اس کے پاس دستاویزات، کتابوں، نقشوں، مخطوطات اور مسودات کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ اس نے مرتے وقت کمپنی کے ڈائرکٹروں کی کورٹ کے صدر اور اپنے دوست جان رابرٹس کو یہ وصیت کی تھی کہ جب لائبریری قائم ہو تو اس کی کتابیں اس میں رکھ دی جائیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۷۹۸ء میں لائبریری قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کی ابتداء ۱۸۰۱ء میں ہوئی۔ کتابوں کا ابتدائی اور قیمتی ذخیرہ تین طریقوں سے حاصل کیا گیا اس میں کچھ کتابیں ایسی ہیں جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین سے خریدی گئی تھیں اور کچھ کتابیں لوگوں نے اپنی طرف سے لائبریری کے لئے فراہم کیں۔ لیکن اس لائبریری کا سب سے بڑا ذخیرہ درحقیقت اُن کتابوں پر مشتمل تھا ——— جو انگریزوں نے ٹیپو سلطان شہید کی شہادت کے بعد ان کی لائبریری پر قبضہ کر کے حاصل کیا تھا۔ اس لائبریری میں دو ہزار نادر کتابیں تھیں۔ یہ کتابیں بیجاپور اور گولکنڈہ کے مسلمان بادشاہوں کے ذخائر کتب سے ٹیپو سلطان شہید تک پہونچی تھیں۔ سلطان شہید کی لائبریری کی کتابیں آکسفورڈ کیمبرج اور کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج میں تقسیم کر دی گئیں۔ ۱۸۳۶ء میں جب فورٹ ولیم کالج ختم ہوا تو اس نے یہ کتابیں انڈیا آفس لائبریری کو دے دیں۔ ۱۸۱۹ء میں سنسکرت کے عالم ہنری تھامس کولبروک نے سنسکرت کے دو ہزار مسودے عطا کئے۔ ہندوستان کے سرویر جنرل سر کولن میکنزی نے تامل اور دوسری زبانوں کے بیش بہا مسودات مخطوطات اور کتابیں فراہم کیں۔ ۱۸۳۰ء میں آرتھر گک نے دیدوں کے بارے میں کچھ مسودے لائبریری کو پیش کئے غرض کہ متعدد مستشرقین نے

لائبریری کو مختلف مشرقی علوم سے متعلق بڑی نادر اور قیمتی کتابیں فراہم کر کے دیں۔ جو انڈیا آفس لائبریری کے نام سے مشہور ہے۔

برصغیر کی آزادی کے بعد انڈیا آفس کا یہ ذخیرہ ہندوستان اور پاکستان کو واپس ملنا چاہیئے تھا۔ لیکن اس میں دیر اس لئے ہو رہی ہے کہ اب تک وہ اصول طے نہیں ہو سکے جس کی بنیاد پر یہ کتابیں پاکستان اور بھارت کو واپس کی جائیں گی۔ تازہ خبر ہے کہ پاکستان نے انڈیا آفس لائبریری کی تقسیم سے متعلق ہندوستان کی تجویز کو مسترد کر دیا ہے۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ ہندوستان اس لائبریری کو آبادی کی بنیاد پر تقسیم کرنا چاہتا تھا۔ جس کی روشنی میں پاکستان کو صرف ۲۰ فیصد کتابیں اور دستاویزات ملتیں۔ پاکستان کا موقف یہ ہے کہ انڈیا آفس لائبریری میں مسلمانوں کی کتابوں کا جو حصہ ہے وہ پاکستان کو ملنا چاہیئے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ مسئلہ جلد از جلد طے کر دیا جائے اور پاکستان کو وہ سرمایہ واپس کر دیا جائے جس نے برصغیر کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا تھا اور جس کی ضرورت پاکستان کو اس وقت سب سے زیادہ ہے۔

مشرقی پاکستان میں اُردو فلموں کی مقبولیت

فلموں نے اُردو کی اشاعت میں جس قدر اہم خدمات انجام دی ہیں۔ اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اس مقبولیت میں صرف "حسنِ تقدیر" کا کرشمہ ہی کام نہیں کر رہا ہے بلکہ اس میں اُردو کی اس خصوصیت کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے ـــــ جو اسے علاقائی سطح سے اٹھا کر مختلف علاقوں کے درمیان انتقال مطالب کا وسیلہ بناتی ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کی تمام زبانوں میں یہ خصوصیت اردو کو ہی حاصل ہے کہ وہ ایک بین الاقوامی زبان بننے کی پوری اہلیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ برصغیر سے باہر بھی دور دراز ملکوں تک پہنچ گئی ہے۔ اور کسی حد تک بولی اور سمجھی جاتی ہے

جب کسی ملک میں تفریحی ذرائع کو منفعت بخش کاروبار بنانے کی سعی کی جاتی ہے تو روپیہ لگانے والوں کے لئے دو باتیں بہت اہم ہوا کرتی ہیں پہلی بات یہ کہ وہ ایسی تفریح ہو جس میں زیادہ سے زیادہ عوام دل چسپی لے سکیں اور دوسری یہ کہ وہ ایسے انداز اور ایسی زبان میں پیش کی جائے جو کسی ایک جگہ محدود نہ رہ سکے۔ بلکہ اس کا دائرۂ عمل وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے تاکہ روپیہ لگانے والوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ لہذا فلم سازی کے منفعت بخش کاروبار کے لئے اردو ہی اس صنعت کے مقاصد کو سب سے بہتر طور پر بروئے کار لا سکتی تھی۔ جہاں اس صنعت کا خود یہ بنیادی تقاضا تھا کہ اُردو کا دامن تھامے۔ وہیں اُردو کو بھی اس سے بہت فائدہ پہونچا۔ ایسے ایسے علاقوں میں جہاں اُردو کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ فلموں کی مقبولیت نے وہاں کے عوام کو اُردو کے محاورے تک یاد کرا دیئے ہیں۔ خواہ وہ سندھ و بلوچستان کے بعید ترین گوشے ہوں خواہ پنجاب اور سرحد کے دور دراز علاقے۔ وہاں نہ صرف عوام کی زبان پر اُردو نغمے گونجتے رہتے ہیں بلکہ خاص خاص موقعوں پر وہ مکالمے بھی اُردو ہی کے بولتے ہیں جو انھوں نے اُردو فلموں سے متاثر ہو کر یاد کئے تھے۔ یہی وہ مقبولیت کا جوہر ہے جو ایک زبان کو زندہ اور متحرک بناتا ہے۔ اور زبان تسخیرِ قلوب کر کے اپنا جادو چلاتی ہے زبان کا یہ عمل ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ کوئی زبان بھی زبردستی عوام پر ٹھونسی نہیں جا سکتی اور نہ کوئی پروپیگنڈہ کسی زبان کو مقبول بنا سکتا ہے۔

ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ مشرقی پاکستان کی اُردو فلم "چندا" کی مقبولیت سے متاثر ہو کر وہاں کے متعدد فلم سازوں نے بنگالی فلمیں بنانے کا ارادہ ترک کر کے اُردو فلمیں بنانے کا اعلان کر دیا ہے۔ گویا اس طرح مشرقی پاکستان کی فلم انڈسٹری کو وہ راستہ مل گیا جس پر چل کر وہ مستحکم بنیادوں

(باقی صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

پروفیسر حمید احمد خاں

مژدۂ صبح

خطبۂ صدارت[1]

جناب پرنسپل صاحب، خواتین و حضرات

میرے لئے یہ بڑا اعزاز ہے کہ مجھے اورنٹیل کالج کے جشن تاسیس اور ارباب علم و دانش کے اس منتخب اجتماع میں شرکت کا موقع عطا فرمایا گیا۔ ایک سو برس ہوئے ہماری قومی تہذیب کے یورپی ہمدردوں نے، جو ہمارے تہذیبی و تعلیمی مسائل کو مغرب کی عینک سے دیکھتے تھے، اس کالج کے لئے "مشرقی کالج" کا نام تجویز کیا تھا۔ اس دور کے لئے یہ نام بہت موزوں تھا، لیکن آج میں اپنے دل کو ٹٹولتا ہوں تو اس کے اندر مجھے نہ تو سمت کی وہ مخصوص تمیز ملتی ہے، اور نہ اپنے اجتماعی شعور سے قطعی علیحدگی کا وہ احساس، جس کے ماتحت سرزمین یورپ صحیح مقام منظر قرار پاتی ہے اور اس مقام سے عرب و عجم اور پاکستان و چین بجا طور پر بلاد مشرق کی حیثیت سے دکھائی دیتے ہیں۔ یقین مانیئے میں خود اپنا عنبر بننے کی کتنی ہی کوشش کروں، میرے لئے یہ ناممکن ہے۔۔ کہ انگریز یا امریکی بن جاؤں اور خود اپنے آپ کو "اورنٹیل" سمجھنے لگوں۔ یہ قومی دار العلوم ہماری تہذیب کی تربیت گاہ اور ہماری علمی روایت کا گہوارا ہے۔ اس کالج کو دور اخر کے ان صاحب کمال بزرگوں سے نسبت حاصل رہی ہے جو آسمان علم و ادب کے ستارے تھے۔ یہ ان کی بخشی ہوئی روشنی کی کرامت ہے کہ ہماری یہ لمبی اندھیری رات، رات نہیں رہی اور ہمیں اپنے ہزار سالہ ماضی سے اپنا تعلق برقرار معلوم ہوتا ہے۔ جناب والا، آپ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ آپ کو ایسی درخشاں روایت میں کام کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ میرے نزدیک آپ کا جذبۂ حب قوم اور علمی بصیرت دونوں اس بات کے ضامن ہیں کہ جس بلند مقصد کی تکمیل کے لئے اس کالج کا قیام عمل میں آیا تھا، اس کے ساتھ ہمارا رابطہ نہ صرف استوار رہے گا بلکہ اس رابطے میں نئی قوت اور نئی وسعت جلوہ گر ہوگی۔ اس مقصد عزیز کی حفاظت کا سوال پیدا ہوتا ہے تو قوم کی نگاہیں سب سے پہلے آپ کی طرف اور اس کالج کی طرف اٹھتی ہیں، کیوں کہ وہ علوم و ادبیات جن پر صدہا برس تک ہماری قومی ہستی

---

[1] اورنٹیل کالج لاہور کے ۹۳ ویں یوم تاسیس کے موقعہ پر (۱۰ دسمبر ۱۹۶۲ء) پڑھا گیا۔

کی بنیاد قائم رہی۔ اب بھی اس چار دیواری کے اندر زندگی سے لو لگائے ہوئے ہیں۔ بے شک آندھیاں چلتی رہی ہیں اور چل رہی ہیں، لیکن ہمارا ایمان ہے کہ ہماری قومی تہذیب کا چراغ ان ناسازگار حالات میں بھی فروزاں رہے گا۔

جناب والا، آپ نے اورینٹل کالج میں مغربی زبانوں کے اس نفوذ پر جو گزشتہ چند سال سے عمل میں آ رہا ہے، کچھ اندیشوں کا اظہار کیا ہے۔ اگر ہم واقعی نئی داخل نصاب مغربی زبانوں کا روئے انور دیکھنے میں اس قدر محو ہو گئے کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا تو یہ بڑی افسوس ناک بلکہ ہلاکت انگیز صورت حال ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہماری قومیت کی بنیادیں بدستور قائم رہیں تو ان نو واردوں سے ملاقات کسی تشویش کا باعث ہونے کے بجائے باعث انشراح خاطر بلکہ باعث تقویت قلب و بدن ثابت ہو سکتی ہے۔ میری رائے میں عربی فارسی اور اردو میں تازہ کار عناصر کا دخلہ ان کے احیاء و استحکام کا باعث ہوگا۔ اگر آپ ان بیرونی اثرات کو اپنی زبانوں بالخصوص اردو میں جذب کر سکیں تو اورینٹل کالج میں ان غیر ملکیوں کی آمد بہت بابرکت ثابت ہوگی۔ اور مجھے ذاتی طور پر یہ عمل قرین قیاس بھی معلوم ہوتا ہے۔ اردو فارسی کے طلبہ کو جرمن اور فرانسیسی کی محفل میں بیٹھنے دیجئے تاکہ ان کے ذہنوں کی ترکتاز نئے میدانوں سے آشنا ہو اور وہ نئی فتوحات سے قومی زبان کو مالا مال کریں۔ نیت میں راستی ہو تو غیر سے ملنا، اور اس کے سرمایۂ معرفت کو اپنے علوم میں شامل کر لینا، کیا مشکل ہے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اس پختہ کار عاشق کے بتائے ہوئے گر پر عمل کیجئے جس نے فرمایا ہے ؂

آلام روزگار کو آساں بنا دیا　　　جو غم ہوا اسے غم جاناں بنا دیا

خواتین و حضرات، یہ محض شاعری نہیں، حقیقت کا بیان ہے کہ علوم اور تہذیبیں اگر اپنے گرد و پیش کی مفید تحریکات پر حاوی ہونے کی کوشش نہ کریں تو امتداد زمانہ سے بے مایہ اور بے کار، بلکہ بے جان ہو جاتی ہیں۔ یورپ کی تحریک احیائے علوم کے دور آخر سے لے کر انیسویں صدی کے وسط تک مسلمانوں نے یورپی علوم و فنون کے ظہور کو عالمگیر پیمانے پر جس طرح نظر انداز کیا اور ان سے اپنی علیحدگی پر جس طرح مصر رہے، وہ ہماری تہذیبی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہمارے تمدن نے جدید علوم کو وقت پر بتدریج جذب کر کے جزو بدن بنا لیا ہوتا تو ہم اس علمی و تہذیبی خلفشار میں مبتلا نہ ہوتے جو موجودہ دور میں ہمارے لئے زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ سترھویں اور اٹھارویں صدی میں، جب ہم اپنے تمدن کی قدامت اور تہذیب کی پختگی پر نازاں تھے، یورپ نے سائنس کے انکشافات اور قوموں کی جمہوری شیرازہ بندی کے بل پر مشینی آلات کی مدد سے ایک ایسا نظام معیشت وضع کیا جس کی قاہرانہ قوت تسخیر کے سامنے پہلے ہمارے تمدن کے ہزار سالہ ایوان اور پھر ہمارے عقائد و اعمال کے مضبوط قلعے پاش پاش ہونے لگے۔ یورپی تمدن زندگی کے ہر شعبے پر اس طرح محیط ہونے لگا کہ ہماری اپنی قاعدہ دانی اور وضع داری اور حفظ مراتب کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہی۔ صنعتی انقلاب کا لایا ہوا تمدن محض آنکھیں بند کر لینے سے کالعدم نہ ہو سکتا تھا اور جب ہم نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ انسان کی زندگی ایک ایسی منزل میں داخل ہو رہی ہے جسے ہم نہیں پہچانتے۔ موٹر کار، ہوائی جہاز، ٹیلیفون اور ریڈیو کے دور میں پالکی کی سواری، چاندنی کی نشست اور ڈھولک کی تھاپ عہد دقیانوسی کی نشانیاں نہ بھی معلوم ہوتیں تب بھی مشینی تمدن کے پیدا کردہ لوازم حیات سے بے نیاز رہنا عملاً ناممکن تھا۔

یہ ظاہر ہے کہ ہر تہذیب بڑی حد تک ایک باطنی ضابطۂ اقدار سے عبارت ہوتی ہے، اور اپنی بقا اور فروغ کے لئے خارجی دنیا میں لازماً ایک ایسے تمدن کا ظہور چاہتی ہے جو اس کے اپنے مزاج کے مطابق ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انیسویں صدی میں ہند اسلامی تہذیب کی روایات ایک طرف، اور فرنگی تمدن کے طور طریقے دوسری طرف، دو انمل بے جوڑ حقیقتوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہو گئے، اور ان کو باہم ترکیب دینے

کی کوئی صورت نظر کے سامنے نہ آئی۔ سچ پوچھئے تو گزشتہ صدی میں یورپ کا مشینی تمدن ہماری قومی تہذیب پر ایک مصیبت بن کر نازل ہوا۔ کیونکہ جس فضا میں اس تہذیب کی زندگی اور کارفرمائی ممکن تھی، وہ یک بیک معدوم ہوگئی۔ اس ابتلائے عظیم سے محفوظ رہنے کی ایک ہی صورت ممکن تھی کہ ہمارا تمدن صدیوں پہلے سائنسی اور مشینی تمدن کے تدریجی تغیرات کے ساتھ ساتھ ڈھلنا شروع ہو جاتا تاکہ ہمارا تہذیبی نصب العین ہمارے تمدنی انقلاب کی قدم بہ قدم رہنمائی کرتا ہوا ہمیں ذہنی کشمکش اور اندرونی خلفشار سے بڑی حد تک بچا کر آگے لے آتا۔ میری رائے میں یہ صورت ملت اسلامیہ کے لئے بالکل قابل عمل تھی کیوں کہ ہمارے دینی عقائد بنیادی طور پر مطابق فطرت یا مطابق عقل تھے اور اگر یورپ اپنے قرون وسطیٰ کے توہمات سے نکل کر اپنے تمدن کو سائنسی بنیادوں پر استوار کر سکا ہے، تو ہمارے لئے یہ طریق کار بدرجہ اولیٰ ممکن تھا۔ ہمارے لئے لباس، بود و باند، کلام و طعام، دین داری و پرہیزگاری، عیش و عشرت، شادی بیاہ، مرگ و ولادت، تعلیم و تربیت، غرض زندگی کے ہر شعبے میں تہذیبی تصور اور تمدنی عمل کے درمیان بتدریج ہم آہنگی پیدا کر لینا نسبتاً آسان تھا۔ اس صورت حال کے برعکس جب یورپی تمدن زلزلہ بن کر ہمارے سر پر ٹوٹا تو قدرتاً ایک ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا جس نے ہمارے معاشرے میں طرح طرح کی ذہنی پیچیدگیوں، الجھنوں اور وسوسوں کو راہ دی۔ ان ایک ہزار ایک بلاؤں کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے لیکن مجھے یہ ضرور کہنا ہے کہ ہم موجودہ عہد میں کسی بھی علمی، تعلیمی، معاشرتی یا سیاسی فساد کا خیال کریں، اس کی جڑ ہماری قومی تہذیب اور ہمارے اختیار کئے ہوئے یورپی تمدن کے باہمی افتراق تک پہنچی ہوئی معلوم ہوگی۔ اس ذکر کے بعد آپ کو اس قسم کے واقعات پر تعجب نہ ہوگا کہ پتلون کی شکن کے خراب ہو جانے کے اندیشے نے کسی خوش پوش مرد مسلمان کو آرام کی نشست، بلکہ نماز کے ایک سجدے سے بھی محروم رکھا۔ ۔ ۔ ۔ میز کی دوری کے درمیان نئی جمہوریت کو کوئی پردہ حائل نظر نہ آیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ماسٹر صاحب نے پس از سبق شاگرد کو بل پیش کر دیا

خواتین و حضرات! میں نے آپ کی خدمت میں اپنی قوم کی عمرانی تاریخ کا خلاصہ ایک حکایت کے انداز میں پیش کیا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ جس تاریخی حقیقت کو میں نے بیان کرنا چاہا ہے اُسے درست باور کرنے میں آپ کو تامل نہ ہوگا۔ ہماری پرانی تہذیب اور ہمارے نئے تمدن کی دوئی نے احترام روایت کے مطابق ہمارے تمام تصورات، نیز ہماری موجودہ تعلیم اور ہمارے عقائد و اخلاق کے باہمی تعلق اور اس کے ساتھ طلبہ اور معلمین کے روابط میں ایسی ہل چل پیدا کر دی ہے کہ جو تھوڑا بہت امن و سکون ہماری زندگی کو میسر ہے اُسے بھی ایک معجزہ قرار دیا جائے تو مناسب ہوگا۔ اس موقع پر آپ قدرتاً یہ سوال کریں گے کہ کیا اس پرانے مرض کا کوئی علاج بھی ممکن ہے؟ وقت کا پہیا الٹا نہیں گھوم سکتا، نہ تاریخ اپنے کسی باب کو دہراتی ہے۔ لیکن میری رائے میں اب بھی ہم اپنی قوم کے اس درد کا کچھ نہ کچھ مداوا کر سکتے ہیں۔ اس کی ایک تدبیر وہ ہے جس کی طرف جناب والا، آپ اپنے بلیغ خطبے میں پہلے اشارہ کر چکے ہیں آپ نے فرمایا کہ اورینٹل کالج دو تعلیمی عقیدوں کی بنیاد پر قائم ہوا۔ پہلا یہ کہ قوم کے پرانے علوم کو نئی زندگی سے روشناس کرانا ضروری ہے اور دوسرا یہ کہ نئے علوم اُردو کے قالب میں ڈھال کر طلبہ کے سامنے پیش کرنے چاہئیں یہ دونوں اصول، جن کا ذکر آپ نے کیا، دراصل ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔ یہی وہ طریق کار ہے جسے اختیار کر کے ہم مغربی تمدن کے شداد کو مشرف بہ اسلام کر سکتے ہیں۔ یہ تمدن سو ڈیڑھ سو برس سے ایک پرانی بلا کی طرح ہمارے سر پر معلق ہے جب تک یہ ہمارے عقائد و افکار کے حدود سے باہر ہمارا محاصرہ کئے پڑا ہے۔ اس وقت تک اُسے ایک قضائے مبرم قرار دینا چاہیئے لیکن اگر ہم اس نہ ٹلنے والے حملہ آور کو اپنے قبیلے میں شامل، بلکہ جذب کر لیں تو وہ خطرہ جس سے ہم مضطرب ہیں خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ خواتین و حضرات! مغربی علوم کے مطالب کو قومی زبان میں ادا کیجئے۔ یہ نسخہ ایک نہیں۔ سو بیماریوں کا علاج ہے تعلیم اور اخلاق اور اصلاح معاشرت کے کئی عقدے اسی طرح حل ہوں گے میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک ہم انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنائے رکھیں گے، یورپی انسان کے پیدا کئے ہوئے بہترین افکار مغرب کی دی ہوئی خیرات کی طرح ہماری ہتھیلی پر پڑے رہیں گے۔ لیکن یہی مضامین اُردو میں گھول کر ہمیں پلائیے تو یہ ہمارا جزو بدن بن جائیں گے۔

اس صورت میں ہم انھیں عربی اور فارسی کی قدیم روایت کے پس منظر پر دیکھیں گے اور ان سے مرعوب و مغلوب ہو جانے کے بجائے ان پر اپنا ذہنی تسلط قائم کر سکیں گے یقین ماننے کہ عالمِ افکار میں غلبے کا یہ احساس از سرِ نو وہ توازن قائم کر دے گا جسے بے حسی اور خیرات خوری اور اغیار کی نقالی نے عرصۂ دراز سے برہم کر رکھا ہے۔

خواتین و حضرات، میرے انگریز اور امریکی اصحاب بعض دفعہ تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ انگریزی زبان و ادب کا معلم ہوتے ہوئے میں کیوں انگریزی کو ذریعۂ تعلیم کے منصب سے ہٹانے کے حق میں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں انگریزی زبان و ادب کی وفاداری میں اپنے انگریز دوستوں سے بھی کچھ آگے ہوں۔ میرے دوست فقط اتنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں چند انگریزی دان پیدا ہو سکیں، میری کوشش یہ ہے کہ ہم سب انگریزی دان نہیں، انگریز بن جائیں، مگر میکالے کے ساختہ پرداختہ مصنوعی انگریز نہیں، بلکہ وہ سچے انگریز جو اپنے دین و وطن پر جان دیں۔ عزتِ نفس کے نگہبان ہوں اور انسانی مساوات کے قدردان، علم کی راہ میں کڑیاں جھیلنے کو دن رات مستعد رہیں، منطق، صحتِ بیان اور لفظوں کے محتاط استعمال میں یگانۂ روزگار ہوں، لیکن جہاں قومی روایت سے عشق کا سوال پیدا ہو وہاں منطق کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ انگریزی کا سچا خیرخواہ میں ہوں یا میرے وہ انگریز اور امریکی احباب جو صرف انگریزی زبان کا چھلکا مجری قوم کے ہاتھ میں دینا چاہتے ہیں مجھے یقینِ واثق ہے کہ جب تک انگریزی زبان و ادب کی روح ہماری قومی زبان میں منتقل نہ ہو گی انگریزی کے افکار و جذبات کا صحیح فیضان ہماری قوم کے سوادِ اعظم تک نہ پہنچے گا۔

جنابِ والا! آپ نے اپنے تمہیدی خطبے میں ضمناً یہ بھی کہا کہ "علومِ مفیدہ کو اُردو میں منتقل کرنے کی تحریک ہماری یونیورسٹی میں بالکل ضعیف ہو گئی ہے" میں یونیورسٹی کی کم کوشی و سُست کاری کی شکایت کرنے کی حد تک آپ کا ہم نوا ہوں؛ لیکن مجھے یہ دعویٰ قبول کرنے میں تامل ہے کہ اردو کی تحریک اس یونیورسٹی میں بے جان ہو گئی ہے۔ خود آپ ہی کے کالج میں اُردو اکیڈمی ایک عرصے سے بہت مفید کام کر رہی ہے۔ حال میں اُردو کی ترقی و ترویج کے لئے یونیورسٹی نے ایک ادارۂ تالیف و ترجمہ قائم کیا ہے جو عنقریب وسیع پیمانے پر درسی کتابوں کی تالیف شروع کر دے گا۔ یہ ادارہ اپنے مقصد اور نوعیتِ کار کے لحاظ سے دراصل اورینٹل کالج کا ایک شعبہ ہونا چاہیئے۔ جوں ہی اس ادارے کو یونیورسٹی سے ملحق کوئی موزوں جگہ ملتی ہے، میں اس کے موجودہ ناظم کی حیثیت سے تحریک کروں گا۔ کہ ادارۂ تالیف و ترجمہ کا نظم و نسق اورینٹل کالج کے حوالے کر دیا جائے۔ اس طرح یہ کالج اپنے تعلیمی و تدریسی کام کے علاوہ اپنے اُس تخلیقی نصب العین سے بھی بہ حاصل طور پر وابستہ رہے گا جس کے ماتحت علومِ جدیدہ کو اُردو میں منتقل کرنا اس کے فرائض میں داخل ہے

جنابِ والا، خواتین و حضرات، اب آپ کی اجازت سے میں ایک اور مسئلے کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہوں جس کا حلیہ بعض انتشار پسند عناصر نے اس طرح بگاڑا ہے کہ اسے خواہ مخواہ ایک ناخوشگوار مگر بے معنی اور مضحکہ خیز صورت مل گئی ہے۔ یہ مسئلہ علاقائی زبانوں، اور بالخصوص پنجابی کی ترقی کا مسئلہ ہے۔ اُردو اور علاقائی زبانوں کے درمیان گہرا اور قریب کا تعلق ہے۔ پاکستانی ثقافت کو متنوع اور جاندار بنانے میں ان زبانوں کا حصہ بڑا اہم ہے ہمیں یقین ہے کہ ان کا فکری اور لغوی سرمایہ قومی زندگی اور قومی زبان کی قوت میں گراں قدر اضافے کا باعث ہو گا۔ جہاں تک پنجابی کا تعلق ہے یہ اُردو کی حقیقی بہن ہے اور اس کی ترقی میں اُردو کی ترقی کے کئی پہلو مضمر ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت پنجابی کو کس قسم کے مسائل درپیش ہیں؟ مغربی پاکستان کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ پنجابی بولتا ہے اور پنجابی کی تنومند اور محاکاتی ترکیبوں سے مناسب موقعوں پر لطف اندوز ہوتا ہے۔ اہلِ لاہور کی علمی زبانیں انگریزی اور اُردو ہیں لیکن جب کوئی نفسیاتی لمحہ وارد ہوتا ہے تو اہلِ لاہور پنجابی کی صوتی صلابت کا سہارا لینے میں تکلف محسوس نہیں کرتے۔ لاہور میں برسوں سے سرکاری امداد کی بنا پر ایک پنجابی ادبی اکیڈمی قائم ہے جو بہت سی مطبوعات قابلِ ذکر سلیقے اور اہتمام کے ساتھ شائع کر چکی ہے۔ پنجابی کی متعدد ادبی مجلسیں الگ سرگرمِ عمل ہیں اور بعض اہلِ زبان اپنی شوقیہ تحریروں سے پنجابی شعر و ادب

میں مفید اضافہ کر رہے ہیں توقع یہ ہے کہ جوں ہی پنجابی کے اہل قلم اصناف نثر میں معتدبہ ذخیرہ فراہم کر لیں گے، پنجابی بطور ایک ادبی مضمون کے ہمارے نظام تعلیم میں دخیل ہو جائے گی حال ہی میں بلھے شاہ کی کافیاں یونیسکو کی توجہ میں آئیں اللہ بین الاقوامی سطح پر ترجمے کے لیے منتخب ہوئیں۔ یہ تمام حالات بظاہر اطمینان بخش معلوم ہوتے ہیں لیکن گزشتہ چار مہینے سے خدا جانے کن اسباب کی بنا پر بعض گوشوں سے واویلا کی پکار اس طرح بلند ہوئی ہے جیسے کسی نے یکایک پنجابی کا ٹینٹوا دبوچ لیا ہے۔ اگر اس شور کو ذرا غور سے سنیئے تو اس میں ایک خاص سر بار بار نمایاں ہو کر اصرار کر رہا ہے کہ

(ا) مغربی پاکستان کی قومی زبانیں پنجابی، سندھی اور پشتو ہیں اُردو ایک غیر ملکی زبان ہے۔

(ب) بلھے شاہ، شاہ لطیف اور رحمان بابا کو ان کی اصل زبان میں پڑھو۔ یہی قومی وحدت کا راز ہے۔

(ج) مختلف علاقے ہم دل ہو جائیں تو ایک زبان کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

یہ سب انکشافات اپنی جگہ بھی کچھ کم دلچسپ نہ تھے، مگر پچھلے دنوں ایک سیاسی بزرجمہر نے لاہور میں یوم شاہ لطیف کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے اس عام اصول کا اعلان فرمایا "ایک زبان کا خیال" "احمقانہ خیال ہے" ان اقوال کی روشنی میں یہ سمجھنا کچھ دشوار نہیں رہتا جو لوگ یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ "پنجابی خطرے میں ہے" ان کی اصل غرض و غایت کیا ہے۔ ان صاحبوں کو یہ واضح رہے اُردو اگر اُن کی نعرہ بازی سے ملیا میٹ بھی ہو جائے تو بھی پنجابی کو مغربی پاکستان کی قومی زبان بننے کے لیے پشتو اور سندھی جیسے سخت جان حریفوں کا سامنا ہوگا یہ بھی بالکل واضح ہے کہ علاقائی زبانوں میں گھمسان کا رن ڈالے بغیر کسی نئے لسانی تفوق کا فیصلہ نہیں ہو سکتا

جن نامعلوم وجوہ کی بنا پر پنجابی زبان کی حفاظت کے لئے ہوا میں تلواریں چلائی جا رہی ہیں، ان کی ماہیت دریافت کرنے کے لئے پنجابی کے علاقے کی لسانی صورت حال کا جائزہ لیجئے۔ یہاں ہر وقت تین زبانوں کو نمایاں اور اہم مقام حاصل ہے تعلیمی اور سرکاری زبان ایک قسم کی مسخ شدہ، یا نیم مسخ شدہ انگریزی ہے اخباری اور ادبی زبان اُردو ہے میل جول اور کاروبار کی زبان وسیع پیمانے پر پنجابی ہے، اس صورت حال کو برہم کرنے کیلئے جو کوششیں شروع کی گئی ہیں، اُن کے مقصد دو ہی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ پنجابی کو انگریزی کی جگہ دے کر تعلیمی اور سرکاری زبان بنایا جائے۔ دوسرے یہ کہ اُردو کو اس کے موجودہ عوامی منصب سے ہٹا کر پنجابی کو اخباری اور ادبی زبان قرار دیا جائے۔ لطف یہ ہے کہ اس ہنگامے میں پنجابی کے علم بردار ساتھ ہی یہ نعرہ بھی لگائے جا رہے ہیں کہ اُردو ہماری قومی زبان ہے یہ عجب قومی زبان ہے جو نہ تعلیم کی زبان ہے، نہ سرکار کی۔ اور اگر عوام از راہ محبت اسے رضا کارانہ طور پر اخباری اور ادبی زبان بناتے ہیں تو یار لوگوں کا دل چھننے لگتا ہے قوم کی زندگی میں قومی زبان کا اتنا سا دخل بھی کیوں رہے۔

خواتین و حضرات، قومی زبان کوئی بیکار سا کھلونا نہیں ہے کہ جی چاہا تو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ یہ اجتماعی زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے جس کو پورا کئے بغیر معاشرے کی تشکیل و تکمیل نہیں ہوتی۔ قومی وحدت کی تعمیر کے لئے افراد قوم کا ہم خیال ہونا اور ہم خیال ہونے کے لئے ہم زبان ہونا بڑی اہمیت رکھتا ہے یقین جانیے کہ زبان کا فرق دلوں کے فرق پیدا کر دیتا ہے لیکن ہم زبانی ہم دلی کی پہلی شرط بن جاتی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ کی مثال لیجئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے موقع پر امریکہ عام سیاسیات سے الگ رہنے کی حکمت عملی پر کاربند تھا۔ بایں ہمہ جب برطانیہ کو جرمنی نے بُری طرح آگھیرا تو امریکا اپنے پرانے اصول کو ترک کر کے برطانیہ کی حمایت کے لئے جنگ میں آ شامل ہوا۔ ان دونوں ملکوں کے درمیان ہم جہتی کی بنیاد ان کی مشترک زبان پر قائم ہے اور آج بھی یہ کیفیت ہے کہ یہ دونوں دو الگ الگ ملک ہونے کے باوجود ایک معلوم ہوتے ہیں۔ سچ پوچھئے تو انسانی جماعتوں کے درمیان اشتراک زبان ایک نعمت خداداد ہے جس کی قدر کرنا عین مقتضائے فطرت ہے۔ اگرچہ مذہب یا نسل یا زبان قومیت کا جزو لاینفک نہیں ہے لیکن یہ مجموعی طور پر الگ الگ قوم کے وجود کے لئے بڑی اہمیت رکھتے ہیں یک زبانی قوم کی وحدت

سالمیت کے استحکام کا باعث ہوتی ہے کسی مشترک زبان کا نہ ہونا قوم کی وحدت کے لئے اس طرح ضعف کا باعث ہوتا ہے جس طرح عقیدے یا نسل کا اختلاف

قومی زبانوں کے وجود میں آنے کی کئی صورتیں ہیں بارہا قومی زبان ملک کی اکثریت کی زبان ہوتی ہے جیسے برطانیہ میں۔ لیکن انڈونیشیا کو دیکھئے تو وہاں صورت حال برعکس ہے انڈونیشیا میں ایک چھوٹی سی اقلیت کی زبان پورے ملک کی زبان قرار دی گئی ہے تاکہ ملکی آبادی کے بڑے بڑے اجزا کے لسانی مناقشات اتحاد قوم کو متاثر نہ کریں۔ کبھی کبھی ایک ہی ملک کے اندر متعدد قومی زبانوں کا وجود بھی ممکن ہوتا ہے لیکن اس قسم کی خال خال مثالیں عام اصول کے استثنے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سوئٹرزلینڈ کئی زبانوں کا ننھا سا ملک ہے اس کی قومی وحدت اپنے محدود جغرافیے کی بنا پر قائم رہ سکی ہے۔ نیز اسے یہ سہولت میسر ہے کہ اس کی مختلف زبانیں کسی نہ کسی متصل ملک کی قومی زبان ہونے کی حیثیت سے تعلیمی اور دفتری کاروبار کے لئے پہلے سے تیار ہیں۔

لسانی بنیادوں پر پاکستان کی تقسیم چاہنے والے بار بار روس کا ذکر کرتے ہیں کہ وہاں کی بیسیوں بولیوں کو سرکاری زبانوں کا مرتبہ حاصل ہے اس قسم کے بیانات محض اپنے کو یا دوسروں کو فریب دینے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ روس میں روسی زبان کے سر پر جو چتر شاہی سایہ افگن ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ تمام قومی اور بین الاقوامی کاروبار اسی زبان کے ذریعے سے طے ہوتا ہے علاقائی بولیوں کی خود مختاری کی حقیقت اس واقعے سے کھل جاتی ہے کہ ترکستان کے مسلمانوں کے نام تک ابراہیموف، احمدوف اور یوسفوف کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔

میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ میرے نزدیک پاکستان کی علاقائی زبانوں کی ترقی پاکستان کی قومی زبان کی ترقی ہے۔ میں یہ اس لئے کہتا ہوں کہ پشتو، سندھی، پنجابی اور اردو سب کی سب ایک ہی تہذیبی روایت کی زبانیں ہیں اس کے برعکس روسی اور ترکی، روسی اور فارسی، وغیرہ کے درمیان اس قسم کا کوئی تہذیبی اور تاریخی تعلق موجود نہیں ہے۔ مغربی پاکستان کی علمی و ادبی روایت شمال سے جنوب تک ایک ہے اور یہاں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کسی ایک زبان کا فروغ کسی دوسری زبان کو نقصان پہنچائے۔ مجھے اگر اعتراض ہے تو اس ذہنیت پر جو اردو اور علاقائی زبانوں کے قریبی تعلق کو ختم کر کے قوم کے مختلف طبقوں کے درمیان ایک خلیج حائل کر دینا چاہتی ہے۔ اتحاد کی جو دولت ہمیں ایک مسلسل تاریخی عمل کے ذریعے سے حاصل ہوئی اس کو تلف کرنے کی کوششوں پر خاموش رہنا کسی صحیح العقیدہ انسان کے لئے ممکن نہیں ہے جناب والا مجھے معلوم ہے کہ ہمارے بعض عزیز دوست اپنے جذبہ حب وطن کو "عشق اردو" کا نام دے کر آپ سے ناراض ہوتے ہیں۔

لقد لامنی فی حب لیلیٰ اقاربی !

لیکن مجھے یقین ہے کہ ملامت یا خوشامد کا کوئی حربہ اُن ارباب ہمت کے خلاف کارگر نہیں ہوتا جو کسی بڑے مقصد کو سامنے رکھ کر سیدھے راستے پر چلے جا رہے ہوں میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ میں "ادبی پنجابی" سے محبت کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی اس پلیٹ فارم سے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے "سیاسی پنجابی" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ پنجابی کے لئے ادبی اور لسانی کام کرنے کی بے انتہا گنجائش موجود ہے اور ضرورت ہے کہ یہ کام صاحب فراست اور صاحب اخلاص لوگوں کے ہاتھوں انجام پائے۔ لیکن جو لوگ پنجابی زبان کو سیاسی سازشوں کا اکھاڑا بنانا چاہتے ہیں۔ اور اس حیلے مغربی پاکستان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا خواب دیکھتے ہیں میں ان سے قطعی طور پر علیحدہ ہوں۔ جناب والا، اگر آپ میری اس جسارت کو معاف فرمائیں تو میں یہ عرض کروں گا پنجابی کی ترقی کا مسئلہ تخریب پسند عناصر کے ہاتھ میں دے کر آپ نے اور پنجاب یونیورسٹی نے ایک اہم فرض کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جن قوتوں نے اس وقت پنجابی کی پکار لگانی شروع کی ہے ان کو یہ موقع اس لئے مل گیا کہ بے شمار ایسے اشخاص جو مغربی پاکستان کی وحدت اور لسانی توافق کے حامی تھے علاقائی زبانوں کی صحت مندانہ نشوونما سے غافل ہو گئے۔ اگر اورینٹل کالج میں علاقائی زبانوں کا ایک شعبہ قائم ہو جاتا اور اس کام پر وہی توجہ دی جاتی جو ہم دوسری علمی و ادبی تحقیقات پر دیتے ہیں تو علاقائی زبانوں کی ترقی کے مسئلے کو تخریب کی نیت سے

(باقی صفحہ ۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

گنج ہائے گراں مایہ

(۲)

مخطوطاتِ انجمن ترقی اُردو کی وضاحتی فہرست

مرتبہ

افسر صدیقی امروہوی

گزشتہ شمارے میں مثنوی "اسرار محبت" (محبت بریلوی) اور محیط الحقائق (لالہ رام جس محیط) کے بارے میں تفصیلی مضامین شائع کئے جا چکے ہیں۔ اس بار حسب ذیل مخطوطات پر مضامین پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) وصیت نامہ (۲) دیوان حقیقت۔ شاہ حسین حقیقت۔ (۳) مثنوی بحر الفت۔ واجد علی شاہ اختر (۴) قصہ حضرت سلیمان و بلقیس۔ اعز الدین نامی (۵) دیوان عیشی۔ طالب علی خان عیشی

سابقہ شمارے میں مثنوی اسرار محبت کی توضیح کے ضمن میں نواب محبت خان کی تاریخ وفات کتاب حیات حافظ رحمت خاں کے حوالے سے ۱۲۲۴ھ درج کی گئی تھی۔ یہ کتاب سید الطاف علی بریلوی کی تصنیف ہے اور محبت کے والد بزرگوار حافظ رحمت خاں کے مفصل حالات میں لکھی گئی ہے جس کے آخر میں ان کے لڑکوں کے حالات بھی ہیں ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ مستند بات اور کس کی ہو سکتی تھی لیکن اس کے بعد "نقش سلیمانی" کے مطالعہ سے جس میں محبت خاں کے پوتے نواب سلیمان خاں اسد نے اپنے جد امجد حافظ رحمت خاں کے مفصل حالات درج کئے ہیں معلوم ہوا کہ اس میں اسد نے محبت کی وفات کا واقعہ ۱۲۲۳ھ کا بتایا ہے اور شیخ غلام ہمدانی مصحفی کا ایک قطعۂ تاریخ وفات اس کے ثبوت میں درج کیا ہے۔ قطعہ یہ ہے ؎

چو مشتاق کہن نواب جسم جاہ	قضا را گشتہ بر خوانِ قضا حیف
بجستم از خرد تاریخ سالش	ہمیں گفتا "محبت خاں کجا حیف"
	۱۲۲۳ھ

وصیت نامہ

سائز ۸ × ۵½ صفحات (۱۸) سطور (۱۲) کاغذ دیسی۔ تاریخ تصنیف × تاریخ کتابت ×

یہ قدیم نثر کا ایک رسالہ ہے اوّل و آخر میں کہیں نہ مصنف کا نام درج ہے نہ کتابت کا سن تحریر ہے مگر تصنیف کا انداز بتاتا ہے کہ یہ ۱۲۰۰ سے قبل لکھا گیا ہوگا۔ اوپر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہے اسکے بعد لکھا ہے

آغاز:۔ وصیت نامہ حضرت رسالت پناہ محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بولے یا علی رضؓ
میتی یو پنداں یاد رکھو۔ امین جبرائیل نے باری تعالٰے کے حکم سوں آکر بولے ہیں۔ میرے تے تمنا
کوں بولتا ہوں کہ ہر کوئی اس پنداں موافق چلیا تو اُدسے دوزخ کے آنچ حرام ہے ہور برکت
رزق کی ۔

۱۸ صفحہ کے اس رسالے میں جمعہ کے غسل، مواک کے استعمال۔ چاند دیکھ کر دعا پڑھنے اور اسی قسم کے متعدد مشاغل کی ضرورت و فوائد بطور وصیت بیان کئے گئے ہیں۔ غالباً یہ کسی عربی رسالے کا دکنی ترجمہ ہے۔

اختتام:۔ البتہ یو وصیت نامہ پڑھو، ہور یاد رکھو، ہور مسلمان کوں بولو۔ چھپا نکو رکھو۔ یو پنداں مبارک
زبان سوں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کوں بولے ہیں امت نے قبول کئے ہیں
ہور لوگاں یو پچ چلے ہیں: مسلمان کی چال ہے ہور خوبی ہے پڑھنے کی برکت سوں اس پنداں کے رزق
کی کشادگی ہے۔ تحت تمام شد۔

ترقیمہ:۔ سطور کے آخر کے حاشیہ پر "ایں خط نوشتہ است شیخ محی الدین روز جمعہ مرتب شد" لکھا تھا۔ کالے بنی نے "محی الدین" پر روشنائی پھیر کر نابود کرنے کی کوشش کی ہے مگر وہ صاف پڑھا جاتا ہے اور اس کے نیچے "ایں نامہ شیخ کالے بنی صاحب ولد کالے مخدوم کہ دعویٰ کند باطل است" لکھ دیا ہے۔

وصیت نامہ کا ایک مخطوطہ سر سالار جنگ، کے کتب خانے میں بھی ہے (نمبر ۱۴، صفحہ ۱۳۷) لیکن اس کی عبارت مختلف ہے اس کی ابتدا اس طرح ہے:
وصیت نامہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب و امام المتقین اسد اللہ الغالب شاہ مردان مرتضےٰ ولی سوں کہے یا علی بھائی جبرئیل علیہ السلام ایک روز وحی حق سبحانہ تعالےٰ کے نزدیک سوں لائے تھے اور آیت زبان سوں منج کہے اوس موجب میں تم کوں ظاہر کرتا ہوں۔"

◎

دیوان حقیقت

سائز ۸½ + ۶ صفحات (۹۸) سطور (۱۱)

حقیقت کا یہ دیوان جو عصر انشاء و مصحفی کی زبان کا اچھا نمونہ ہے۔ ردالعجز علی الصدر اور تجنیس لفظی قسم کی صنعتوں کا حامل بھی ہے کہیں کہیں ایسے مصرعے بھی آگئے ہیں جن کا حقیقت جیسے صاحب علم کی طرف منسوب ہونا قابل افسوس ہے مثلاً ایک غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

تصور ترا جان جاتا نہیں　　　ترے بن کوئی یاد آتا نہیں

لیکن اس غزل میں یہ شعر بھی ہے جس کا مصرع اوّل خارج از بحر ہے ؎

تو ہی مجھ کو بھاتا ہے تیری قسم ہے　　　قسم لے کہ کچھ اور بھاتا نہیں

اسی طرح ایک مقام پر آثار کو واحد استعمال کرنے کی مثال بھی ہے ؎

یہ عشق بخر کو دیکھیں آفتیں کیا ہم پہ لاتا ہے　　　نظر دل ہی سے اچھا نہیں آثار آتا ہے

حالات مصنف۔ حقیقت کا نام قدرت اللہ قاسم مصحفی۔ عبدالغفور خاں نسّاخ نے شاہ حسین لکھا ہے۔ مثنوی ہشت گلزار مطبوعہ ۱۲۶۶ھ لکھنؤ کے [illegible] صاحب پر بھی شاہ حسین بت الدان [illegible] رائے بدیلی تحسن نے بھی سرمایۂ سخن میں اپنے حالات کے تحت یہی نام لکھا ہے لیکن خمخانۂ جاوید اور خزینۃ الامثال میں ان کا نام سید حسین شاہ درج ہے خود حقیقت نے ایک رباعی میں اپنا نام حسین شاہ بتایا ہے ؎

ہجراں ہے جو یوں نباہ کیا تجھ کو ہوا　　　ہے کس سے جدا تو آہ کیا تجھ کو ہوا
جو دیکھے ہے تیری شکل رو دیتا ہے　　　اے میر حسین شاہ، کیا تجھ کو ہوا

اسی طرح حقیقت کے جدّی وطن میں بھی اختلاف ہے صاحب خمخانۂ جاوید نے خوست نواح غور کو وطن قرار دیا ہے اور مجموعۂ نغز میں بلخی الاصل بتایا گیا ہے صحیح یہ ہے کہ وہ توابع بلاد غور ہی کے رہنے والے تھے جیسا کہ ان کے لڑکے نے سرمایۂ سخن میں تحریر کیا ہے۔

تحسن کا بیان ہے کہ ان کے جد اعلیٰ سید میر کابل نے افغانستان سے آکر خوست میں قیام کیا تھا۔ ان کی اولاد میں سے سید امیر برہان حسب الطلب فرخ سیر مع خاندانی لاہور وارد ہوئے یہاں سے حقیقت کے دادا سید مبارک شاہ، شاہ عالم کے عہد میں دہلی چلے آئے حقیقت کی پیدائش یہیں ہوئی سن تمیز کو پہنچے تو اپنے نانا حکیم میر محمد نواز کی ہمراہی میں لکھنؤ آگئے۔ مجموعۂ نغز اور سخن شعرا کے مصنفین نے بریلی کو حقیقت کا مولد بتایا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔

لکھنؤ میں حقیقت نے سواروں میں نوکری کر لی یہ زمانہ ان کی نومشقی و نوجوانی کا تھا اس کے ساتھ وہ اپنے استاد جرأت کے کلام کی کتابت بھی کرتے تھے امام بخش خاں کشمیری ایک صاحب لکھنؤ میں تھے انھیں اپنے تذکرے کے لئے منشی کی ضرورت ہوئی تو جرأت کی سفارش سے حقیقت اس خدمت پر مامور ہوئے۔ بخش خاں کا تذکرہ مصحفی کے تذکرے سے ماخوذ ہے اور اس کا بیشتر حصہ تذکرہ مصحفی مستعار لے کر حقیقت سے نقل کرایا گیا تھا۔ مصحفی کا یہ قطعہ

اس واقعہ کی غمازی کرتا ہے ؎

جانتے ہیں سب کہ اک مدت سے یہاں — مصحفی کے تذکرے کا شور ہے
تذکرہ یہ جو حقیقت نے لکھا — بے حقیقت مصحفی کا چور ہے

حقیقت نے لکھنؤ میں مختلف نوکریاں کیں ایک رباعی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سبزی منڈی میں کسی خدمت پر مامور تھے ؎

کس منہ سے ادائے شکر ہم حق کا کریں — بندہ پرور نہ کیوں کہ پھر اس کو کہیں
یعنی ہم تھے جو عاشقِ سبزہ رنگ — خدمت بھی ملی تو سبزی منڈی کی ہمیں

دوسری رباعی سے متبادر ہے کہ انہیں مرزا سلیمان شکوہ کے دربار سے بھی توسل رہا تھا ؎

یک خلق کیا عجب جو یہاں ہوا انبوہ — اور حکم میں ہو ہر یک خلقت کے گروہ
کیا شان و مراتب اس کا کہیئے جس کے — وابستہ ہو نام سے سلیماں کا شکوہ

مجموعہ نغز کے مصنف کا بیان ہے کہ وہ لکھنؤ میں معلمی کر کے اوقات بسر کرتے تھے آخر خوش قسمتی نے کٹ صاحب ایک انگریز کے پاس پہونچا دیا اور ان کے میر منشی ہو کر چینا پٹن مدراس چلے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انگریز فوج کا کوئی عہدیدار تھا کیوں کہ حقیقت نے ایک رباعی میں اس تعلق کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

کل باڑہ ہم سے چھوٹے گا صد افسوس — یک غم کا پہاڑ ٹوٹے گا صد افسوس
لشکر جلتے ہی اس کے لشکر کا غم — آہ کشور دل کو لوٹے گا صد افسوس

اس ملازمت کے چھوٹنے کے بعد حقیقت بہت پریشان حال رہے اور اسی پریشان حالی کے زمانے میں ۱۲۲۵ھ میں انھوں نے امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت کا ترجمہ ہشت گلزار کے نام سے (۶۵ ،۷۴) اشعار ہیں۔ نواب عبدالقادر خان ثابت جنگ ابن نواب والاجاہ مرحوم والئی کرناٹک کی خدمت میں پیش کیا۔ خود کہتے ہیں ؎

پورب آیا کبھی گیا پچھم — نگیا یک دل کا دردِ غم
گاہ اتر پھرا گیے دکھن — پر کرم کے گئے نہ بد لچھن
دیکھا پھر اکے ملک کرناٹک — کہتے دکھن کا جس کو ہیں پھاٹک

معاودت وطن کی حسرت کس کو نہیں ہوتی۔ حقیقت بھی اس سے خالی نہ تھے ؎

جلد یہاں سے نجات دیوے خدا — مجھ کو دکھلائے پھر وطن اپنا
کب تلک کوہ اور بن دیکھوں — جلد پھر جا کے میں وطن دیکھوں

افسوس ان کی یہ تمنا پوری نہ ہو سکی اور وہیں دنیا کو خیرباد کہا صحیح سن وفات کا پتا نہیں چل سکا۔ خزینۃ الامثال کے دیباچے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آخر وقت تک میر منشی کے فرائض انجام دیتے رہے اور اس خدمت کے سلسلے میں ان کی اولاد نے سرکار سے وظیفہ پایا۔

حقیقت شیخ قلندر بخش کے شاگرد تھے اور اپنے استاد سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ایک رباعی میں اپنے استاد کے بیماری سے شفا یاب ہونے کی دعا کی ہے ؎

ہے درد میں مبتلا، دوا بخشو تم　　　　صحت جرأت کو اب شہا بخشو تم
جس کے مدفن کی خاک ہے خاکِ شفا　　　　صدقے سے اس کے اب شفا بخشو تم

حقیقت کی تصانیف کی تعداد آٹھ بتائی جاتی ہے ان میں سے دیوان کے علاوہ چند کتابیں یہ ہیں۔

(۱) تحفۃ العجم　　　(۲) خزینۃ الامثال مطبوعہ　　　(۳) مثنوی ہشت گلزار مطبوعہ
(۴) جذبۂ عشق مطبوعہ　　　(۵) صنمکدۂ چین مطبوعہ　　　(۶) مثنوی ہیرا من طوطا مطبوعہ

جذبۂ عشق میں ۱۲۱۴ھ کے ایک چشم دید واقعہ کا بیان ہے مثنوی ہشت گلزار کو نصیرالدین ہاشمی نے "مدراس میں اُردو" میں محمود بنگلوری کی تصنیف بتایا ہے جو قطعی غلط ہے کرناٹک کے علاقہ میں حقیقت کے کچھ شاگرد بھی ہوگئے تھے جن میں نواب حشمت جنگ حشمت اور سید ابوالحسن حیرت نمایاں ہیں۔

دیوان حقیقت کے زیرِ نظر مخطوطے کی ردیف الف کی ابتدا ۶ فردوں سے ہوتی ہے ان میں سے آخری فرد یہ ہے ؎

جی رات لبوں پہ آرہا تھا　　　　مرنے میں ہمارے کیا رہا تھا

یہ مطلع مصحفی کا ہے اور دیوان مصحفی مطبوعہ رام پور میں موجود ہے

ان مطالع کے بعد حافظ شیرازی کی غزل ؎

دل می رود ز دستم صاحبدلاں خدارا　　　　شاید کہ باز بینم آں یار آشنا را

کی تلمیح ہے جس کے بعد ردیف ب شروع ہوگئی ہے۔ دو بؔ کی تین تؔ کی ایک ٹؔ کی ایک دؔ کی چھ رؔ کی اور ایک زؔ کی غزل درج کرنے کے بعد فارسی کی ایک فرد، ایک مربع اور اردو کی ایک ستزاد رباعی ہے مذکورہ رباعی کا مصرع سوم "ابلیس نے جنت سیتی آدم کو نکالا" رباعی کے وزن سے خارج ہے غزلوں کے اختتام پر دو مخمس ہیں ایک ان کے استاد جرأت کی غزل پر ہے اور ایک قیس تخلص کے کسی اور شاعر کی غزل پر۔ یہ قیس غالباً مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ ہیں جو جرأت کے خواجہ تاش تھے۔

فارسی کے تین اشعار کو مثلث کرنے کے بعد رباعیاں شروع ہوتی ہیں ان کی تعداد ۸ ہے جن میں سے ایک فارسی زبان میں ہے۔ آخر میں ایک قطعہ ہے ؎

شمع ساں سوزِ دل کہوں کیا آہ　　　　بن کہے گو کہ جان نکلے ہے
کہ چھری بات بات میں یہاں تو　　　　کاٹنے کو زبان نکلے ہے

<u>دیوان کی بعض خصوصیات</u>۔ اس دیوان سے بعض خاص امور پر روشنی پڑتی ہے

(۱) مدراس میں زینت نام کی کوئی رقاصہ تھی۔ اور اس سے حقیقت کو قلبی لگاؤ تھا۔ اس کے رقص کی تعریف میں (۱۹) اشعار کی طویل غزل لکھ کر حق آشنائی ادا کیا گیا ہے۔ اس غزل کا عنوان ہے "در توصیف رقص زینت بائی"۔ اس غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے۔

بہ ادا بزم میں گر آکے وہ زینت ناچے | رقص میں آئے فلک، زہرۂ وہیں گت ناچے
وجد میں کیوں کہ نہ آجاوے یہ بیخود ہو کر | جب کہ زینت سی صنم پیش حقیقت ناچے

اسی قبیل کی ایک رباعی بھی ہے ؎

زینت دہ بزم عاشقاں ہے زینت | تن جملہ جہان اور جاں ہے زینت
ہے خواب گزشتہ و آئندہ خیالی | ہر حال تو زینت جہاں ہے زینت

(۲) مدراس کے علاقہ میں ان مردوں کو سفید کپڑے پہننے کی اجازت نہ تھی جن کی بیویاں زندہ ہوتی تھیں حقیقت نے ایک رباعی میں اس رواج کا مضحکہ اڑایا ہے ؎

عورت کا تھا سہاگ ہر جا پہ سُنا | مردوں کا سہاگ دیکھا مدراس میں آ
جورو والے نہ پہنیں پاجامہ سفید | بس ... ہی میں سہاگ ان کا اٹکا ہیگا

خالی جگہ پر ایک ایسا لفظ ہے جسے خلاف تہذیب ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا گیا۔

زیر نظر دیوان نامکمل ہے کیوں کہ سخن شعرا، خمخانہ جاوید، تذکرہ ہندی اور سراپائے سخن میں مندرجہ متعدد اشعار اس میں نہیں ہیں کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے سن کتابت اور کاتب کے نام کا علم ہو سکے۔

مثنوی بحر الفت

سائز ۱۲×۷ ۱/۲ صفحات (۲۱۰) سطور (۲۱/۲۳) سن کتابت ۱۲۶۸ھ سن تصنیف قبل از ۱۲۶۸ھ

تقریباً ساڑھے چار ہزار اشعار کی یہ مثنوی سلطان عالم سکندر جاہ اختر والئی ریاست اودھ کی تصنیف ہے کتابت کا انداز قدیم ہے جس میں اڑ کو اور ڑ کو ط سے کو عنسی یا میری کو مری، کڑی کو کری، دے کو دی، جنوں کو جبو اور کہیں کہیں مسکن کو مشکن لکھا ہے۔

اختر کا زمانہ اگرچہ زیادہ قدیم نہیں ہے لیکن انھوں نے بعض مقامات پر زبان قدیم کی پیروی کی ہے۔ مثلاً ان دو شعروں میں اس زبان کا استعمال دیکھئے ؎

گر بھلا ہوں و یا بُرا ہوں میں | بندہ لے رب مگر ترا ہوں میں

روح قالب سے جب رواں ہووے　　　نام تیرا مری زباں ہووے

مجھ کو رسوا نہ حشر میں کیجو　　　پردہ اے پردہ پوش رکھ لیجو

پہنچیں دونوں پلنگ پاس جو ہیں　　　ماہ پروین قدم بڑھا کے وہیں

اختر نے سبب تالیف کے سلسلے میں اوّل اپنے والد بزرگوار ثریا جاہ شاہ امجد علی کی محبت و شفقت کا ذکر کیا ہے پھر بتایا ہے کہ انھوں نے اس سے پہلے دو قصے نظم کئے تھے ان میں سے ایک کا نام فسانۂ عشق " تھا جسے یار دوستوں نے اڑا لیا۔ دوسرا قصہ یہ بحر الفت ہے

قبل بھی کہہ چکا ہوں دو قصے　　　دوستوں نے لگا لئے حصے

ایک کا نام ہے فسانۂ عشق　　　درحقیقت ہے کارخانۂ عشق

سادہ دل مجھ کو جانتے تھے غریب　　　یار سب لے گئے وہ نظم عجیب

بحر الفت ہوا جو نام اس کا　　　مثل دریا ہوا کلام اس کا

بحر الفت کی توجیہ اختر کے ان اشعار میں خوب کی ہے۔

عشق اس مثنوی میں تھا جو بھرا　　　بحر الفت ہر اک نے اس کو کہا

خوب اعجاز اس بیان میں ہے　　　سحر اختر تری زبان میں ہے

مثنوی بحرُالفت کی زبان اگرچہ سادہ ہے لیکن بیساختگی نے سانخ جستہ جستہ لفظی و معنوی صنعتیں بھی آگئی ہیں۔ مراعات النظیر حسن التعلیل اور حسن تشبیہ کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱)　ہو کہیں ساقیٔ چمن رخسار　　　غنچے کے عطرداں میں عطر بہار

---

(۲)　عدل کا تھا یہ اس کے زور یہ شور　　　قید فانوس میں تھا شمع کا چور

---

(۳)　یوں نہالوں کی اُن میں جلوہ گری　　　جس طرح سے نگینۂ شجری

کہکشاں کی فلک پہ یوں تھی جلا　　　جس طرح سے محک پہ نقش طلا

حالات مصنف:۔ واجد علی شاہ اختر کے حالات سے کون واقف نہیں۔ وہ ملک اودھ کے آخری فرمانروا اپنے ملک کے مجازی حاکم ہی نہ تھے بلکہ قلمرو سخن کے بادشاہ بھی تھے امجد علی شاہ کے بعد ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۷ میں مسند نشین ہوئے اور حکومت برطانیہ نے ۱۸۵۶ء میں بدنظمی کے الزام میں برطرف کر کے کلکتہ بھیج دیا جہاں ۴۹

سال نظر بندی کی زندگی گزار کر ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۷ء میں وفات پاگئے۔

اختر کو شاعری میں منشی مظفر علی اسیر سے تلمذ تھا لیکن مشق سخن نے انھیں خود استادی کے درجے پر پہنچا دیا تھا اور اکثر مصاحب ان سے اصلاح لینے کو اپنے لئے باعث فخر و عزت خیال کرتے تھے۔

آغاز مثنوی۔ مثنوی بحر الفت کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے۔ ؎

اے قلم حمد اس خدا کی کر | جس نے پیدا کئے ہیں شمس و قمر
ہر کواکب کی اسی سے تزئین ہے | روشنی بخش ماہ و پرویں ہے

یہ حمد (۴۹) اشعار پر ہے آخری شعر یہ ہے ؎

حمد میں کیا تری یک انساں ہیں | مرغ و ماہی تلک ثنا خواں ہیں

اس کے بعد نعت کا سلسلہ ہے یہ (۶۵) اشعار اسی جوش و خروش کے مظہر ہیں جو ایک مومن کا خاصہ ہو سکتا ہے۔ سبحان اللہ ؎

باعثِ نقشِ عالمِ ایجاد | ماحیٔ کفر و بدعت و بیداد
شمعِ یقینِ ابوالقاسم | مشعلِ دودۂ بنی ہاشم
ماہِ برجِ وقار و مہرِ شرف | ناسخِ دینِ انبیائے سلف
واقفِ سرِّ کبریائے جلیل | گُل نو رستۂ ریاضِ خلیل
نورِ حق، بحرِ جود، ابرِ کرم | نو بہارِ حدیقۂ عالم

نعت ختم کر کے مناجات کی طرف رجوع کیا ہے جس کے خاتمے پر عیش باغ، موتی جھیل اور لکھنؤ کا ذکر دلکش انداز میں ہے کچھ اشعار اپنی اور اپنے کلام کی تعریف و توصیف میں اور کچھ اشعار، سبب تالیف میں تصنیف کرنے کے بعد اصل قصہ ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ

ایک بادشاہ بہت عظیم الشان تھا جس کا نام مہر پرور تھا۔ وہ اٹھارہ سال کا ہو چکا تھا مگر مکروہاتِ دنیاوی سے کوئی رغبت نہ تھی چودھویں رات تھی کہ چاندنی کی سیر کے لئے وہ اپنے باغ میں پہنچا اس باغ کا نام چاندنی باغ تھا اور خادماؤں کو طلب کیا۔ محفل رقص و سرود آراستہ کی گئی اور جب یہ محفل نشاط ختم ہوئی اور بادشاہ آرام کرنے لگا تو دو پریاں ماہ پرویں اور اس کی خالہ زاد بہن ماہ رو اپنے طلسمی تخت پر اڑتی ہوئی اُدھر سے نکلیں۔ ماہ پرویں شہزادے پر عاشق ہو گئی اپنی انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنائی اور اس کے نام کی مہر لے کر چل دی۔ مہر پرور خواب سے بیدار ہوا تو نام کی مہر کے بدلے انگوٹھی دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔ اب اس کی تلاش شروع کی۔ آگے چل کر مہر پرور اور ماہ پرویں کی ملاقات، مہر پرور پر یاسمین نام کی جادوگرنی کا عاشق ہونا۔ دیو ارقم کا ماہ پرویں کو اٹھا لے جانا۔ شہپال جادوگر کا اس کو قید میں رکھنا آخر نرگس جادو کی اعانت سے پہلے ابتق جادوگر کا مسخر و مسلمان ہونا پھر اس کی شرکت سے شہپال جادوگر کے ساتھ معرکہ آرائی اور آخر کار فتح پا کر مہر پرور کا ماہ پرویں کو قید سے چھڑانا مفصل طور پر بیان کیا ہے

مثنوی کا اختتام ان شعروں پر ہوتا ہے ؎

آگے اختر دعا خدا سے کر | اور یہ التجا خدا سے کر

مہر کی ہے یہ روشنی جب تک — رات کی ہے یہ تیرگی جب تک
جب تلک نور اس سحر میں ہے — جب تلک یہ ضیا قمر میں ہے
ماہ پروین کی جب تلک ہے جھلک — زہرہ اور مشتری میں یہ جب تک
گردش ہر ستارہ ہے جب تک — برج بارہ میں یہ بروئے فلک
جاہ وحشمت زیادہ ہو اور فوج — ہے یارب سدا ہمارا اوج
بڑھے ہر وقت اوج جاہ وسپاہ — تا قیامت رہے یہ دولت وجاہ

ترقیمہ: بحولہ تعالےٰ دعونہ، بتاریخ بست ودیم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۸ ہجری کتاب مینی فسانۂ عشق از دست نحیف ضعیف طالب علیے تمام شد

قصہ حضرت سلیمان وبلقیس

سائز ۸×۵½ صفحات ۲۴۰ سطور (۱۵/۱۴) سن تصنیف ۱۲۲۵ھ/۱۲۲۶ھ سن کتابت ۱۲۵۱ھ

کاتب نے پہلے صفحہ پر تین رباعیاں اور تین چیستانیں تحریر کی ہیں دوسرے صفحہ سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے مولوی نصیرالدین ہاشمی نے فہرست مخطوطات کتب خانہ سرسالارجنگ مطبوعہ سنہ ۱۹۵۷ء کے صفحہ ۵۱۹ پر اس کتاب کا نام قصہ سلیمان پیغمبرؑ تحریر کیا ہے درانحالیکہ دکن میں اردو مطبوعہ سنہ ۱۹۳۸ء کے صفحہ ۶۹ پر نامی کی تصنیفات کے سلسلے میں وہ اس کا نام سلیمان نامہ تحریر کر چکے ہیں انجمن کے زیر نظر مخطوطے میں اس کا نام قصہ حضرت سلیمان وبلقیس درج ہے۔

<u>سن تصنیف</u>:۔ اسی فہرست میں ہاشمی صاحب نے قصہ سلیمان پیغمبرؑ کی تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۶ھ بتائی ہے اور اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل اشعار دیئے ہیں ؎

ہوا ختم جب نسخہ دلکشا — میں تاریخ کی فکر کرنے لگا
یکایک سروش سعادت سرشت — کہا ہے ندا "بوستان بہشت"
جو پوچھا میں سال شروع کتاب — کہا "روضۂ حور" سے کر حساب
یہ تاریخ دونوں کیا جو بیاں — ہے آغاز وانجام اس کا عیاں

اب یہ نظم کرتا ہوں میں اختتام (۹) بنام محمد علیہ السلام

اوّل تو تاریخ تصنیف ۱۲۲۲ھ لکھنا غلط ہے سال تصنیف ہونا چاہیئے دوسرے آغاز تصنیف کا مادۂ روضۂ حور ہے جس کے عدد ۱۲۲۵ھ ہوتے ہیں۔ اختتام کا مادہ بوستان بہشت ہے جس کے عدد ۱۲۲۶ھ ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ سلیمان نامہ کو ناؔمی نے ۱۲۲۵ھ میں لکھنا شروع کیا اور ۱۲۲۶ھ میں یہ تصنیف اختتام کو پہنچی خدا جانے ہاشمی صاحب نے ۱۲۲۷ھ کہاں سے حاصل کر لئے۔ انجمن کے زیر تبصرہ نسخے میں بھی یہی اشعار ہیں اور کاتب نے دونوں مادہ ہائے تاریخ کے نیچے غلطی سے سرخ روشنائی کے ساتھ ۱۲۲۶ھ تحریر کر دیا ہے۔ روضۂ حور کے نیچے ۱۲۲۵ھ چاہیئے تھا۔

<u>تعداد اشعار</u>: انجمن کے مخطوطے کے صفحات کی تعداد ۲۴۰ ہے ان میں سے (۴۰) صفحے ۱۵ سطری ہیں اور (۲۰۰) صفحے ۱۷ سطری اس حساب سے کل سطور کی تعداد چار ہزار ہوتی ہے ان میں سے ابتدا و آخر کی ۴۲ خالی سطور اور چالیس عنوانات کی ۴۰ سطور کل ۸۲ سطور منہا کرنے کے بعد اس کی تعداد ۳۹۱۸ ہوتی ہے لیکن ہاشمی صاحب "مدراس میں اردو" کے صفحہ ۷ پر کل تعداد تقریباً (۲۸۰۰) بتلاتے ہیں جو قصہ سلیمان پیغمبر میں انھوں نے بارہ سطری صفحات کی تعداد ۲۴۳ بتائی ہے اور ان کی سطور ۲۹۸۴ ہوتی ہیں جو عنوانات منہا کرنے کے بعد ۲۹۰۰ سے کم نہیں رہ سکتیں۔

<u>حالات مصنف</u>۔ ناؔمی کا نام غلام اعزالدین خان اور خطاب مستقیم جنگ تھا وہ حامد علی خاں کے فرزند ارجمند، دکن کے نامور شاعر تھے عمدۃ الامرا (۱۲۱۰ تا ۱۲۱۶ھ) کے دربار سے ملک الشعرا کا امتیاز حاصل کیا تھا

سال ولادت ۱۱۸۱ھ ہے مولانا حافظ محمد حسین سے عربی و فارسی کی تکمیل کی تھی۔ شاعری میں مولانا محمد باقر آگاہ سے تلمذ تھا اس مثنوی میں اپنے استاد کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں ؎

علاوہ جہاں سے کیا انتقال جو تھا مولوی باقر کمال
سخن گو سخن رس، سخندان تھا وہ علوم جہاں جسم اور جاں تھا وہ
کمالوں کا گھر اس سے آباد تھا وہی عصر کا شہرا استاد تھا
مجھے ہے ملا فیض اس ذات سے وہ آگہ کیا مجھ کو ہر بات سے

ناؔمی صرف اُردو کے شاعر نہ تھے انھوں نے فارسی و عربی میں بھی طبع آزمائی کی ہے وہ انشاؔ، جرأتؔ اور مصحفیؔ کے معاصر تھے۔ ۱۲۴۱ھ میں وفات پائی۔ ناؔمی نے بعض تصنیفات میں مستقیم تخلص بھی استعمال کیا ہے۔ ناؔمی کی تصنیفات متعدد ہیں جن کی تفصیل انھوں نے خود بیان کی ہے ؎

کیا میں نے پہلے بحسن نظام حکایات شیریں و خسرو تمام
جو بعد اس کے پھر میں نے کھولی زباں کیا قصہ قیس و لیلیٰ بیاں
سعادت نے پھر رہنمائی جو کی لکھا مثنویِ وفاتِ نبی
کیا فکر پھر ساقی نامہ وہیں بنارس کا قصہ لکھا بعد ازیں
لکھوں اب بفضل خدا دو بنی حکایت سلیمان و بلقیس کی

مثنوی شیریں و خسرو، نظامی کی فارسی مثنوی کا ترجمہ ہے اور اس کا نام نوبہار عشق ہے (فہرست مخطوطات اردو اوّل ادارۂ ادبیات ص ۹۳)

مثنوی کی زبان کے بارے میں ناؔمی نے خیر الامور پر عمل کیا ہے وہ اس زبان کو ریختہ کہتے ہیں اور فارسی و ہندی کی درمیانی کڑی ظاہر کرتے ہیں ؎

ہے اس مثنوی کی زباں ریختہ　　　عرب اور عجم سے ہے آمیختہ
نہیں صرف اُردو مگر ہے عیاں　　　زبانِ مسلمانِ ہندوستاں
اگر بولتا ٹھیٹھ ہندی کلام　　　تو بھاکا تھا وہ پربیوں کا تمام
زبانِ دکن میں نہیں میں کہا　　　کہ ہے وہ زباں بھی نپٹ بے مزا
جو دیکھا کہ اوسط ہے خیر الامور　　　کیا اختیار اس کو میں بالضرور

سلیمان نامہ میں شمالی ہند کے ان شاعروں کو بُری طرح لتاڑا گیا ہے جو جنوبی ہند چلے گئے تھے ؎

یہاں آئے جاہل ہندوستاں　　　نہ تھا پختہ شاعر کوئی بیگماں
جو شاعر یہاں آئے وہ چور آئے　　　نپٹ جاہل و بے ہنر، کور آئے

اور اس ضمن میں ولؔی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ؎

جو کامل ہوئے ہند میں شاعراں　　　کئے ہیں ولی کی صفت ہر زماں
سخنور اُسے اپنا بوجھے امام　　　کہے بانیٔ ریختہ کا کلام
جو پائے اُسے خوب صاحب تلاش　　　کہے ہر کوئی واہ وا شاباش
سب اس کی تلاش اور بیاں پر گئے　　　نہیں اس کی دکنی زباں پر گئے
نہ رکھے زباں پر کوئی اس کی حرف　　　ثنا میں گئے صرف بہت کو صرف

<u>آغاز مثنوی</u>۔ مثنوی سلیمان و بلقیس کا آغاز اس طرح ہے ؎

سراؤں سدا اس سلیماںؑ کو　　　دیا جان جو جان انساں کو
زمین و فلک اور عرش بریں　　　بنے اس کی قدرت سے کرسی نشیں
اگرچہ شیریں ہے یا بحر شور　　　ہے دونوں کو بخشا وہی شور و زور

یہ حمد (۵۸) اشعار کی ہے اور اس شعر پر ختم ہوتی ہے ؎

ہماری ثنا سے غنی ذات ہے　　　بس اب ناؔمی وقتِ مناجات ہے

اس کے بعد مناجات کے (۲۴) اشعار لکھے ہیں جن میں اپنے والدین، بھائیوں، بہنوں، بچوں اور دوستوں کے لئے فلاحِ دارین کی دعا کر کے نعت شریف مناقب حضرت علیؓ و حسنینؓ، مدح شیخ عبدالقادر جیلانی اور مناجات بجناب رسالت میں (۲۲۰) اشعار قلم بند کئے ہیں پھر کتاب کی تالیف کے سبب پر (۲۷) اشعار میں روشنی ڈالی ہے یہاں سے اصل داستان شروع ہوتی ہے ؎

<u>آغاز</u>

پلا ایسی صہبا مجھے ساقیا — دوبالا ہوتا میری فہم وذکا

مغنی کہاں بربط وچنگ دف نے — کہ دل شاد کرنے کا یہ وقت ہے

تفاسیر میں اس طرح ہے لکھا — کہ داؤد کو جب بُلایا خدا

دیا قابض روح پیغام موت — بلانے کو لائے اُسے جام موت

تھے اس وقت حاضر اٹھارہ پسر — سلیمان ان سب میں تھا خورد تر

کیا حق نے فرمان جبریل کو — کہ جا پاس داؤد کے جب ید تو

کئے ہیں سوالات، اس کے جواب — لو اولاد سے اس کے پوچھ آشتاب

جو اُن میں سے دیوے جواب سوال — اُسی پر ہے بعد اس کے دولت بحال

سلیمان ان سوالوں کے جواب دیتے ہیں اور سلطنت کے مالک بن جاتے ہیں اب ان کو ایک انگوٹھی بارگاہ الٰہی سے عنایت ہوتی ہے۔ جس سے جن، پری اور دیو اُن کے مطیع ہوجاتے ہیں۔ مسجد بیت المقدس تعمیر ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان تمام انسانوں اور حیوانوں کو دعوت دیتے ہیں مگر جس قدر کھانا تیار ہوتا ہے۔ وہ ایک مچھلی چٹ کر جاتی ہے۔ سلیمان اور شاہ سے جنگ ہوتی ہے جس میں وہ کامیاب ہوتے ہیں اور اس کی لڑکی سے شادی کرتے ہیں پھر ان کی انگوٹھی چوری ہوجاتی ہے اور اس کے ساتھ حکومت بھی ختم ہوجاتی ہے انجام کار ایک اور عورت ان کے ساتھ شادی کرتی ہے جس کے ذریعہ سے کھوئی ہوئی انگوٹھی ملتی ہے اس کے بعد انھیں پیغمبری ملتی ہے پھر وہ مختلف بادشاہوں سے جنگ اور دیوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے کوہ قاف سیر کے لئے جاتے ہیں یہاں ان کا ایک ہمراہی ایک پری پر عاشق ہوکر اس سے شادی رچاتا ہے جس کے بطن سے بلقیس پیدا ہوتی ہے۔

ہُدہُد حضرت سلیمان کے پاس شہر صبا سے بلقیس کی خبر لاتا ہے اور یہاں سے پیغام لے کر جاتا ہے ایک عالی شان محل تعمیر ہوتا ہے اور بلقیس حضرت سلیمان کی زینت خانہ بن جاتی ہے۔ مدت مدید گزر جانے پر بلقیس کا انتقال ہوجاتا ہے جس کے بعد حضرت سلیمان بھی وفات پا جاتے ہیں

<u>اختتام</u>۔ اختتام کے اشعار اوپر درج کئے جاچکے ہیں

ترقیمہ۔ "این نسخہ بتاریخ یازدہم ربیع الثانی ۱۲۵۱ھ روز پنجشنبہ یک پاس روز برآمدہ به اختتام رسید۔ کاتب الحروف محمد کریم الدین عرف منور حسین"

اس کے بعد منور حسین کی نصف اینچ مربع مہر ہے

مثنوی سلیمان و بلقیس کا ایک نسخہ کتب خانہ سرسالار جنگ میں ہے (فہرست ص ۵۱۹)

ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے (مثنوی ۳۴۹)

ایک نسخہ مولوی خلیل اللہ حیدرآبادی کے کتب خانہ میں ہے (مدراس میں اردو ص ۷)

دیوان عیشی

سائز ۹ ۱/۲ × ۶ صفحات (۱۰۸) سطور ۱۳ خط نستعلیق کاغذ دیسی۔ سن کتابت ۱۲۵۴ھ

مصنف دیوان کا نام طالب علی خان تھا وہ علی بخش خان کے بیٹے اور لکھنو کے باشندے تھے گلشن بیخار کے مصنف کا بیان ہے کہ وہ فارسی میں مرزا قتیل اور اردو میں مصحفی کے شاگرد تھے لیکن مصحفی کے بیان سے (جو ریاض الفصحا مطبوعہ انجمن ترقی اردو میں ہے) معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کی استادی کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ مصحفی کے الفاظ یہ ہیں۔

خوشہ چینی از فیض صحبت انشاء اللہ خان و مرزا قتیل وغیرہ ہمہ کردہ اقرار بہ شاگردی
یک کس نمی کند بالفعل خود استاد وقت خود است"

وغیرہ میں یقیناً خود مصحفی بھی شامل ہیں۔ کیوں کہ اس وقت یہی تین باکمال شاعر تھے۔

مصحفی نے ان کو جوان صلاحیت شعار بتایا ہے اور لکھا ہے کہ بہ فقیر از ابتدائے ملاقات تا الی الآن نیک وضع اتحاد ورزیدہ آمد عمرش از سی متجاوز خواہد بود

عیشی نے لکھنو کے بعض امراؑ کی مصاحبت میں زندگی گزاری جن میں الماس علی خان خواجہ سرا کا نام بھی شامل ہے صاحب سخن شعراؑ کا بیان ہے کہ عین عالم شباب میں وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۳۶ھ اور ۱۲۴۸ھ کے درمیان کا ہے کیوں کہ ریاض الفصحا کے مطابق جس کا سن تکمیل ۱۲۳۶ھ ہے وہ حیات تھے اور گلشن بیخار کی روایت کے مطابق جس کا سن آغاز ۱۲۴۸ھ ہے وفات پاچکے تھے کیوں کہ موخرالذکر میں "از اعزہ آں دیار بودہ" تحریر ہے۔

عیشی کا کوئی ذاتی رنگ سخن نہیں ہے ان کا کلام اس دور کی یادگار ہے جب لکھنو میں ناسخ کا طوطی بول رہا تھا اور سادگی و آمد کی جگہ تصنع و آورد نے لے لی تھی۔ بندش کی چستی اور زبان کی درستی تو موجود ہے مگر تغزل کی روح کم نظر آتی ہے۔

عیشی نے ایک دیوان فارسی مع قصائد، ایک دیوان اردو، مجموعہ نثر سرچراغاں وغیرہ کئی کتابیں یادگار چھوڑیں ان کے ایک مسدس کا مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے کتب خانے میں ہے (صفحہ ۱۴۴ جلد دوم)

زیر نظر دیوان کی ابتدا میں نہ حمد ہے اور نہ نعت۔ پہلی عشقیہ غزل کا مطلع یہ ہے۔

بس کہ آرام کی جا گوشۂ مدفن سمجھا   غلغل حشر کو میں یاروں کا شیون سمجھا

آخری غزل کا آخری شعر یہ ہے ؎

شب غم میں مواجل جل کے عیشی   سنا ہے شمع محفل کی زبانی

عیشی نے عام شعراء کی طرح خودستائی بھی کی ہے لیکن کم۔ پورے دیوان میں چند شعر اس قبیل کے ہیں لیکن ان میں بھی اساتذہ کی اہانت سے پرہیز کیا ہے

ہنرمندو! غنیمت اس کو سمجھو — کہ عیشی یادگارِ رفتگاں ہے

عیشی اک بحرِ فصاحت تھا وہ ماشاء اللہ — تو نے اپنا جو ہمیں شعر و سخن دکھلایا

میں غزل خواں سوئے گلزار جو گزرا عیشی — زہر کھانے کو ہوئے مرغِ خوش الحان تیار

چپ غم نے کر دیا ہمیں عیشی وگرنہ تھے — استادِ عندلیب غزلخوانوں میں ہم

بلبل زبان نہ کھولیو عیشی کے روبرو — اے بددہن وہ زمزمہ پیرائیاں کہاں

معلوم ہوتا ہے کہ آتش کے ساتھ عیشی کے مراسم دوستانہ تھے جس کا ثبوت اس مقطع سے ملتا ہے ؎

عجب زمانہ یہ عیشی بقول آتش ہے — کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا الٹی

زیرِ نظر دیوان غالباً مکمل نہیں ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ دو غزلیں پوری نہیں ہیں کیوں کہ ان کے اشعار آخر موجود نہیں اور دونوں میں ایک ایک شعر کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ ان غزلوں کے مطلع یہ ہیں ؎

جلایا جوشش آہِ سرد نے پھر دل کا داغ اپنا — ہوا روشن انسیم صبح سے عیشی چراغ اپنا

چمن میں شاخ سے جس طرح گل کھل کھل کے گرتے ہیں — مرے مژگاں میں یوں مژگاں سے ٹکڑے دل کے گرتے ہیں

پہلی غزل میں صرف (۵) شعر ہیں اور دوسری غزل میں (۸)، دوسری غزل کا مطلع غالباً غلط کتابت ہوا ہے، اس کے دوسرے مصرع میں پہلے "مژگاں" کی جگہ "دامن" کی ضرورت ہے یعنی مصرع یوں ہونا چاہیئے۔

مرے دامن میں یوں مژگاں سے ٹکڑے دل کے گرتے ہیں

ریاض الفصحا میں جو منتخب اشعار دیئے گئے ہیں ان میں سے غزل عشا کے مندرجہ ذیل اشعار اس مخطوطہ میں شامل نہیں ہیں ؎

وفورِ کاہشِ غم سے مرا یہ حال ہوا — کہ چشم مور میں میں پیکرِ خیال ہوا

بنا نہ کاسۂ دریوزۂ سبوئے شراب — ہزار بار میں خاکِ درِ کلال ہوا

ان اشعار کی جگہ انھیں قافیوں کے دوسرے اشعار ہیں ممکن ہے کہ عیشی نے انھیں خود قلم انداز کر دیا ہو۔ اسی تذکرے میں یہ اشعار موجود ہیں۔ مگر زیرِ نظر دیوان ان دونوں غزلوں سے خالی ہے ؎

پہلی غزل
حالِ دل مجھ سخت جاں کا ہر نفس بد تر ہوا — آخرش احباب کے سینے کا میں پتھر ہوا
دشت پیمائی مری عہدِ جنوں میں دیکھئے — مونے سر سے ہر سرِ خار قدم ہمسر ہوا
عیش نے صندل لگایا واں جبینِ ناز میں — رشک سے بیساختہ پیدا یہ دردِ سر ہوا

دوسری غزل۔ جو تنگ دل ہیں تیش کا ان میں اثر کہاں — پایا گدا نے غنچے کی مٹھی سے زر کہاں

زیرِ نظر دیوان میں صرف الف۔ د۔ ر۔ م۔ ن۔ و۔ ہ۔ ے ان آٹھ ردیفوں کی غزلیں ہیں ب سے خ تک اور ز سے لام تک کسی ردیف کی غزل موجود نہیں۔

غزلیات کے علاوہ اس دیوان میں (۲۳) اشعار کا ایک قطعہ تہنیت شب برات بھی ہے جو کسی "امیر فلک قدر" کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا اس قطعہ کا مطلع یہ ہے ؎

شبِ برات ہے آج اور یہ نور کا ہے وفور — کہ چشم روزنِ دیوار تک نہیں بے نور

ممکن ہے کہ یہ امیر فلک قدر الماس علی خان ہوں یا نصیر الدولہ کیوں کہ عیشی نصیر الدولہ کی مصاحبت میں بھی رہے تھے۔

ترقیمہ۔ تحریر فقیر حقیر کثیر التقصیر اللہ داد بیگ تسمل بتاریخ بستم شہر شعبان المعظم دیوان ہندی عیشی ۱۲۵۴ھ

ہر کہ خواند دعا طمع دارم — زاں کہ من بندۂ گنہگارم

اس کے بعد یہ عبارت درج ہے۔

"طالب علی خان عیشی مرحوم معاصر خواجہ حیدر علی آتش مرحوم کی غزلیں ختم ہوئیں"

اس تحریر کے بعد آخر میں شکستہ دستخط ہیں جو میر النصر علی معلوم ہوتے ہیں اور اس تحریر میں آتش کو مرحوم ظاہر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ داد بیگ تسمل کے کتابت کیے ہوئے مذکورہ بالا دیوان عیشی کو دوبارہ ۱۲۶۳ھ کے بعد نقل کیا گیا کیوں کہ آتش اس سن میں وفات پا چکے تھے۔

کتب خانہ سالار جنگ کی وضاحتی فہرست کے صفحہ ۲۷۶ پر نصیر الدین ہاشمی نے دیوان عیش کا اندراج کیا ہے اور لکھا ہے کہ نہیں معلوم یہ دیوان کون سے عیش کا ہے لیکن اس کی ابتدائی غزل دیوان عیشی کی ہے ۔ اس کا مطلع جو ہم اس سے قبل درج کر چکے ہیں۔ اس طرح بے معنے کر کے درج کیا ہے ؎

بسکہ آرام کی جا گوشۂ مدفن سمجھا
غافلِ حشر کو میں یاروں کا نشیمن سمجھا

"غافلِ حشر" اور یاروں کا نشیمن"، ماشاء اللہ اس تحقیق کی داد نہیں دی جا سکتی۔

بقیہ مژدۂ صبح

استعمال کرنے کی وہ کوشش صورت پذیر نہ ہوتی جس کے بعض آثار اب لاہور میں بھی نظر آنے لگے ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ کی دانش مندانہ قیادت میں علاقائی زبانوں کے ایک شعبے کا قیام اُن نا راست اور کج اندیشانہ سرگرمیوں کا سدّباب کر دے گا جن سے ہمارے وطن کے موجودہ لسانی توازن کو برہم کرنا مقصود ہے۔

خواتین و حضرات، اس میں شک نہیں کہ اس وقت معاشی رقابتیں اور اقتصادی ناہمواریاں بھی زبان کے مسئلے کو الجھا رہی ہیں لیکن ان پیچیدگیوں کی نوعیت دائمی نہیں ہے۔ اور تدبر کا تقاضا یہ ہے کہ ہم مستقبل پر اپنی نظر رکھیں اور کسی عارضی ناآسودگی سے متاثر ہو کر ان گراں مایہ وسائل کو اپنے ہاتھوں تباہ نہ کر دیں جن پر ہمارے اتحاد و استحکام کی بنیاد ہے۔

یہ عبوری دور ایک لحاظ سے دورِ ابتلا ہے لیکن میرا ایمان کہتا ہے کہ صبح اُسی وقت قریب ہوتی ہے جب رات کچھ زیادہ اندھیری معلوم ہو رہی ہو۔

مژدۂ صبح دریں تیرہ شبانم دادند   شمع کشتند و زخورشید نشانم دادند

گنجینۂ گوہر

شاہد احمد دہلوی

سترہ مندرجہ ذیل شخصیتوں کے خاکے اس کتاب میں شامل ہیں۔

مولوی نذیر احمد دہلوی	میر ناصر علی	استاد بیخود دہلوی	خواجہ حسن نظامی
بشیر الدین احمد دہلوی	مولانا عنایت اللہ	مرزا عظیم بیگ چغتائی	میراجی
سعادت حسن منٹو	جگر مرادآبادی	حکیم کیفؔ دہلوی	پروفیسر مرزا محمد سعید
استاد بندو خان	ایم اسلم / جوش ملیح آبادی	جمیلؔ جالبی	شاہد احمد دہلوی

عمدہ کتابت و طباعت بڑا سائز۔ قیمت صرف چھ روپے

ملنے کا پتہ:۔ مشتاق بکڈپو شیلڈن روڈ۔ کراچی ۱

اختر انصاری اکبرآبادی
کے تنقیدی تحقیقی مضامین کا دوسرا مجموعہ

جمالِ آگہی

قیمت ۳ روپے

ناشر: حلقۂ اربابِ فکر۔ پوسٹ بکس ۸۵ حیدرآباد (پاک)

بقیہ افکار و مسائل

پر کھڑی ہو سکے گی۔ یہ رجحان اُردو کے لئے کتنا مفید ہوگا۔ اس کا اندازہ آسانی سے نہیں کیا جا سکتا۔ جب اُردو وہاں کے عوام کے دل کی دھڑکن بنے گی تو سیاسی اکھاڑے بازوں کو آئندہ زبان سے کھیلنے کا موقع بھی نہیں مل سکے گا۔ علاوہ اسکے ایک بہت خوش آئند بات مشرقی پاکستان میں اُردو فلموں کے تعلق سے یہ سامنے آئی ہے کہ اس طرح ہم مشرقی پاکستان کی ثقافت۔ تہذیب اور عام زندگی سے روشناس ہو سکیں گے جو پاکستان کے اتحاد اور سالمیت کے لئے بہت ضروری ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں مشرقی بنگال ہی وہ خطہ ہے جو کلچر کے اعتبار سے پاکستان کے سارے علاقوں سے زیادہ مالدار ہے اور اس طرح ہم اُن کے کلچر کی ان خوبیوں کو محسوس کر سکیں گے جس پر ایک اعلیٰ اور مہذب سوسائٹی کا دار و مدار ہوتا ہے مشرقی پاکستان کی پہلی فلم چندا مغربی پاکستان میں اسی لئے زیادہ مقبول ہوئی کہ وہ مغربی پاکستان کے عام فلموں کے ابتذال سے پاک وصاف تھی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب اعلیٰ معیاری تصویریں بنائی جائیں گی تو اس کا کتنا گہرا اثر مرتب ہوگا اور پاکستان کے یہ دونوں علاقے ایک کڑی میں منسلک ہو کر ایک ایسی ثقافت کو جنم دینے کے قابل ہو سکیں گے۔ جو پاکستانی ثقافت کہلائے گی۔

مشرقی پاکستان میں اس وقت پانچ اُردو فلمیں تیار ہو رہی ہیں۔ جو بہت جلد نمائش کے لئے پیش کر دی جائیں گی۔ ہم اس اقدام پر اور مشرقی پاکستان کی اُردو فلموں کی کامیابی پر مسرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ان کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔

اُردو نثر کی اوّلین کتاب
معراج العاشقین
مصنفہ
خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رح
مرتبہ
تحسین سروری
مرتب نے چند قلمی نسخوں اور ایک مطبوعہ نسخے (مرتبہ مولوی عبدالحق) کو سامنے رکھ کر یہ اڈیشن ترتیب دیا ہے اور مقدمہ میں معراج العاشقین کی تاریخی اور لسانی حیثیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ کتاب کے آخر میں قدیم الفاظ کی فرہنگ بھی دیدی گئی ہے شروع میں خواجۂ دکن حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ کے مختصر حالات درج ہیں۔ اس سلسلے سے طلباء اردو لسانیات کو اس تصنیف کے عہد، اُردو کی قدامت اور اس کے تدریجی ارتقاء کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ قیمت آٹھ آنے
دکن دارالاشاعت۔ کلیٹن روڈ ۔ کراچی

انجمن کا خبر نامہ

تمغۂ بابائے اُردو

۱۸ دسمبر ۶۲ء کو پشاور یونیورسٹی کے کانووکیشن میں چانسلر نواب ملک امیر محمد خان گورنر مغربی پاکستان نے ایم۔ اے میں اوّل آنے والے طالب علم عبدالستار جوہر کو انجمن ترقی اُردو کی طرف سے مبلغ پانچسو روپے کا چیک دیا۔ یہ رقم تمغہ بابائے اُردو کے ساتھ پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں کے ان طالب علموں کو ہر سال دی جاتی ہے جو ایم اے اُردو کا امتحان اول بدرجۂ اول (فرسٹ کلاس فرسٹ) آتے ہیں۔

روسی ادیب الغ زادہ کی آمد

۲۰ دسمبر ۶۲ء کو روسی ادیب الغ زادہ دفتر انجمن میں تشریف لائے۔ الغ زادہ تاجکستان کے بسنے والے ہیں اور فارسی زبان میں لکھتے ہیں۔ اُن کے چند ناول اور ڈرامے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ پندرہ روزہ ثقافتی دورے پر پاکستان تشریف لائے تھے۔ دفتر انجمن ترقی اُردو میں انھوں نے معتمد اعزازی سے انجمن کے علمی و ادبی کاموں کے سلسلے میں گفتگو کی اور کتب خانہ خاص کے بعض مخطوطات کا معائنہ کیا۔ معتمد اعزازی نے معزز مہمان کو انجمن کی ۱۰ مطبوعات کا ایک سیٹ پیش کیا۔

خواتین کا مشاعرہ

انجمن ترقی اُردو خواتین مغربی پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان تیسرا سالانہ انعامی مشاعرہ بی این آر سنٹر لاہور میں زیر صدارت محترمہ لیڈی عبدالقادر منعقد ہوا۔ اس مشاعرے میں صوبے کے مختلف حصّوں سے آئی دلی میں شاعرات نے حصہ لیا۔ اور اپنا کلام سنایا۔ گورنمنٹ کالج لائلپور کی لیکچرر رخسانہ درانی نے شیلڈ حاصل کی۔ بہترین غزل۔ نظم اور ترنم کے انعامات علی الترتیب۔ فرحت رشید (بہاولپور) حشمت آرا حجاب (لاہور) اور تبسم رعنا نے حاصل کئے

انجمن کی صدر بیگم مجاہد حسین شاہ نے مشاعرے کے اختتام پر خواتین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ انجمن نے ۹ فلیمنگ روڈ پر ایک اُردو لائبریری قائم کی ہے جہاں سے بچوں کے پڑھنے کے لئے مفت کتابیں مل سکتی ہیں لائبریری کے لئے انجمن کی صدر نے اپنے مکان کا ایک کمرہ پیش کیا ہے

مقالات و خطبات گارساں دتاسی کی اشاعت نو

حال ہی میں انجمن [illegible] سے مقالات (حصّہ اول) اور خطبات گارساں دتاسی (حصّہ اول و دوم) کے نئے ایڈیشن شائع کئے گئے تراجم کی نظر ثانی ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے کی ہے۔ خطبات کا پہلا ایڈیشن ایک ہی جلد میں تھا۔ لیکن اشاعت نو میں اسے دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

رسالۂ اردو کا عبدالحق نمبر

رسالہ اُردو کا عبدالحق نمبر جو ۲۶۸ صفحات پر مشتمل ہے شائع ہوگیا ہے۔ اسے ستید وقار عظیم صاحب نے مرتب کیا ہے۔ لکھنے والوں میں ڈاکٹر سید عبداللہ پروفیسر حمید احمد خان، دیوان سنگھ مفتون، حامداللہ افسر، ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی۔ ڈاکٹر محمد حسن، ڈاکٹر طاہر فاروقی، پروفیسر سید محمد ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، اسلوب احمد انصاری، ڈاکٹر سلام سندیلوی، ڈاکٹر اعجاز حسین، ڈاکٹر ریاض الحسن اور بہت سے دوسرے اہل قلم کے نام شامل ہیں۔ (قیمت پانچ روپے)

امریکی شاعر جیسی اسٹوارٹ کی آمد

۰۶ دسمبر کو مشہور امریکی شاعر جیسی اسٹوارٹ دفتر انجمن ترقی اُردو میں تشریف لائے۔ انھوں نے انجمن ترقی اُردو کے مختلف علمی شعبوں کا معائنہ کیا۔ انجمن کی طرف سے انھیں دو کتابیں "اسٹوڈنٹس اسٹینڈرڈ ڈکشنری" اور "آرٹ اِن اُردو پوئٹری" پیش کی گئیں۔

مقالاتِ گارساں دتاسی

(جلد اول)

یہ مقالات اُردو ادب کی تاریخ میں نہایت اہم مرتبہ رکھتے ہیں۔ ان میں بہت سی ایسی جزئیات موجود ہیں جن کا اُردو ادب کی دوسری کتابوں میں کوئی ذکر نہ ملے گا۔ ہندوستانی رفتارِ ادب کو سمجھنے کے لئے ان مقالات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

۱۸۷۰ء سے ۱۸۷۳ء تک پروفیسر موصوف کے چار وقیع اور گراں قدر مقالے۔

قیمت دس روپے

ملنے کا پتہ

اُردو اکیڈمی سندھ۔ بندر روڈ۔ کراچی

گرد و پیش

تصویر کا ایک رُخ

پاکستان اس وقت دو اہم مسائل سے دوچار ہے اور ہمارے ارباب حل و عقد۔ سیاسی رہنما۔ ماہرین تعلیم و لسانیات اور عالم انہی دو مسائل کو حل کرنے کیلئے ہر ممکن طریقے پر غور و فکر کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ خارجی اہمیت رکھتا ہے اور دوسرا داخلی۔ کشمیر کا مسئلہ اور زبان کا مسئلہ زبان کا تعلق ایک قوم کی تاریخ اور اس کی تہذیب سے ہوتا ہے۔ یہ نہ راتوں رات وجود میں آتی ہے اور کسی کارخانے سے ڈھلی ڈھلائی یا گھڑی گھڑائی مل سکتی ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر دو دلے پن سے نہیں سوچا جا سکتا۔ اور نہ یہ بھی ٹھیک ہے اور وہ بھی ٹھیک کہہ کر اس سے دامن بچایا جا سکتا ہے۔ اب یہ مسئلہ اتنا طول کھینچ چکا ہے کہ مزید وقت ضائع کئے بغیر فیصلوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں یہ مسئلہ اس لئے زیادہ اہم ہے کہ اس کے بغیر مشرقی اور مغربی پاکستان ایک رشتے میں پروئے نہیں جا سکتے۔ اس سلسلے میں قومی اسمبلی کے اسپیکر جناب مولوی تمیز الدین خاں نے سکھر میں تقریر کرتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے اردو اور بنگالی سیکھنے کی کوشش کریں۔ وہ بنیادی جمہوریتوں کے ممبروں اور معزز شہریوں کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ صرف زبان ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعہ ایک دوسرے کو سمجھنے کا خاطر خواہ موقع میسر آسکے گا۔"

ایک نئی سرکاری زبان

وزیرِ خارجہ محمد علی نے ملک کے ماہرینِ لسانیات کو مشورہ دیا ہے کہ وہ پاکستان کے لئے ایک ایسی قومی زبان بنانے کی کوشش کریں جو ملک کے دونوں حصّوں کے باشندوں کے جذبات و احساسات کی تسکین کر سکے۔ انھوں نے ماہرینِ لسانیات کی پہلی کانفرنس کے نام ایک پیغام میں مزید یہ بھی کہا کہ ماضی میں اس پیچیدہ مسئلہ کو حل کرنے کی قطعی کوشش کبھی نہیں کی گئی۔

جسٹس ایس اے رحمٰن نے جو اس کانفرنس کا افتتاح کر رہے تھے اپنے بیان میں کہا کہ اس کانفرنس کا مقصد قومی زبان کے مسئلہ کا حل تلاش کرنا ہے انھوں نے توقع ظاہر کی کہ ماہرینِ لسانیات اردو اور بنگالی کی مشترک خصوصیات کو اجاگر کر کے ایک مشترک رسم الخط اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے انھوں نے کہا عربی سے زیادہ بہتر اور کوئی رسم الخط نہیں ہو سکتا۔

بنگالی زبان عربی رسم الخط اختیار کرنے سے قاصر ہے

مولوی تمیز الدین خان اسپیکر قومی اسمبلی نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ مشرقی پاکستان کے ماہرینِ تعلیم کی اکثریت اس تجویز کے خلاف ہے کہ بنگال کے لئے عربی رسم الخط اختیار کیا جائے۔ آپ نے کہا اسلامی دورِ حکومت میں بنگالی زبان عربی و فارسی کا خاصا اثر قبول کر چکی ہے لیکن بنگالی نے سنسکرت سے زیادہ اثر لیا ہے اور اب واقعی یہ عربی رسم الخط اختیار کرنے سے قاصر ہے۔

ہندوستان میں اُردو کا رختِ سفر

پٹیالے کی ایک خبر مظہر ہے کہ عدالتوں میں اُردو نے رختِ سفر باندھ لیا ہے اور اُردو کی جگہ ہندی اور پنجابی زبان رائج کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے لیکن بعض انگریزی اور اردو الفاظ کا بدل نہ ملنے کی وجہ سے حکام کو خاصی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

دھلی میں آل انڈیا سکھ تعلیمی کانفرنس نے مطالبہ کیا ہے کہ دہلی میں پنجابی کو علاقائی زبان قرار دیدیا جائے چوں کہ آزادی کے بعد سے شہر میں پنجابی بولنے والے اکثریت میں ہو گئے ہیں جب کہ بعض حلقے اب بھی ہندی اور اُردو کو علاقائی زبانوں کی حیثیت میں برقرار رکھنے پر زور دے رہے ہیں وزیرِ داخلہ ہند شری لال بہادر شاستری نے جدید اُردو پر ایک عجیب و غریب الزام عائد کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ کبھی کبھی میں محسوس کرتا ہوں اردو فارسی سے بھی زیادہ مشکل ہوتی جا رہی ہے۔ میں خود بھی تھوڑی سی اُردو جانتا ہوں لیکن اُردو کی نئی چھپنے والی چیزوں کو سمجھنا میرے لئے مشکل ہوتا ہے اور اس طرح اردو والوں کی پوزیشن ہندی کے سلسلے میں اس سے زیادہ مشکل ہے" اس بیان پر سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے۔

دس طویل سال

وزیرِ مواصلات جناب در محمد اوستو نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اُردو دس سال میں انگریزی کی جگہ لے لیگی۔ وہ جیکب آباد میں اخبار نویسوں سے باتیں کر رہے تھے۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ سندھ کے مقامی باشندوں کو اُردو سیکھنے میں تامّل نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ دل چسپی سے سیکھنا چاہیئے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے انجمن اُردو کراچی یونیورسٹی کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے محض بھریت کی خاطر قربانیاں نہیں دی ہیں بلکہ چند معتقدات کے تحفظ کے لئے یہ وطن حاصل کیا ہے۔ اور اُردو زبان ہمارے

ان معتقدات کا مظہر ہے" انھوں نے افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ایک ایسی قوم کا ترقی کرنا تو درکنار زندہ بھی نہیں رہ سکتی جو اس درجہ احساس کمتری میں مبتلا ہو کہ اپنی قومی زبان اپنی جنگ آزادی کی سب سے بڑی علامت کو "نوکروں کی زبان" قرار دیتی ہو۔ انھوں نے بتایا کہ اردو ہمارے لئے صرف اظہار خیالات کا وسیلہ ہی نہیں ہماری فکری قوتوں کا سرچشمہ ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ وہ کسی دوسری زبان یا انگریزی میں اپنے خیالات کا اظہار بہتر انداز میں کر سکتا ہے دراصل وہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ سرے سے اس کے پاس کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ انھوں نے متنبہ کیا کہ وہ طبقہ جو اردو کی اہمیت سے منکر ہے خواہ وہ مختصر سہی لیکن اس قدر بااثر ہے کہ ہمارے مستقبل سے کھیل رہا ہے۔ نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج آپ ان لوگوں کو جو تحریک آزادی سے وابستہ رہے ہیں کہیں آرائشی شمعوں کی طرح تو استعمال نہیں کر رہے ہیں۔ ہماری روشنی سے زیادہ ہمارے سوز و گداز پر نظر رکھئے۔ ہم اپنا کام کر چکے ہیں پاکستان کا مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ کو قومی تہذیب کا پاس ہے، تو پاکستان کا مستقبل کوئی تاریک نہیں بنا سکتا۔"

سائنس دانوں کی کانفرنس۔ قومی زبان کی اہمیت

سائنٹیفک سوسائٹی آف پاکستان کے زیر اہتمام سوسائٹی کی چوتھی سالانہ کانفرنس کے افتتاح کے موقعہ پر مولوی تمیز الدین خان نے اپنے پیغام میں کہا کہ سائنس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے اپنے پیغام میں قومی زبانوں میں سائنس کی تعلیم دینے پر خاص طور سے زور دیا ہے اور کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا کی ہے۔ سوسائٹی کے نام ایک پیغام میں مغربی پاکستان کے گورنر ملک امیر محمد خان نے سوسائٹی کی طرف سے قومی زبان میں سائنس کی تشہیر کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ زبان ہی کے ذریعہ اظہار خیال ممکن ہے اور قومی زبان میں سائنٹیفک معلومات کی فراہمی سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ چودھری محمد علی نے اپنے پیغام میں کانفرنس کے مقاصد کو سراہا ہے

پاکستان سائنٹفک سوسائٹی کی چوتھی سالانہ کانفرنس سندھ مدرسہ کی عمارت میں شروع ہوئی۔ کانفرنس کا افتتاح کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے کیا۔ اس اہم ترین کانفرنس میں ملک کے دونوں حصوں سے مندوبین نے شرکت کی جن میں ملک کے مشہور سائنس دان ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی۔ ڈاکٹر نذیر احمد۔ ڈاکٹر رفیق احمد خان ڈاکٹر عبد السلام صدیقی ڈاکٹر محمد افضل حسین قادری اور ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کے نام شامل ہیں۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنے خطبۂ افتتاحیہ میں فرمایا کہ ہم اور ہمارا ملک دنیا کی ترقی کی دوڑ میں کس قدر پیچھے رہ گیا ہے اور اس کے بعد بھی ہم میں سے بہت کم لوگ اصل مرض کو پہچانتے ہیں اور علاج کی فکر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے پورے وثوق کے ساتھ اس بات پر زور دیا کہ ہم اپنے ملک اور قوم کو اسی وقت ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں جب ہم ہر طبیعی علوم اور تحقیقاتی معلومات کو اپنی قومی زبان میں منتقل کر دیں۔ اپنی زبان میں سوچیں اور اپنی زبان میں لکھیں۔ اپنی زبان میں سمجھیں اور اپنی زبان میں سمجھائیں۔" کانفرنس میں جو مقالے پڑھے گئے وہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اردو میں ہر قسم کے اور اعلیٰ ترین سائنٹفک خیالات کو بخوبی ادا کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی نے "نامیاتی کیمیا کی نئی راہیں" کے موضوع پر بڑی آسان اردو میں ایک اہم لیکچر دیا جس کو

حاضرین نے بڑے انہماک، غور اور خاموشی سے سُنا اور نہایت لطف اُٹھایا۔ پاکستان سائنٹیفک سوسائٹی کے زیرِ اہتمام ایک مجلس مذاکرہ بھی منعقد ہوئی جس کی صدارت ثانوی تعلیمی بورڈ کے صدر قیصر حسین بختیاری فرما رہے تھے۔ کراچی یونیورسٹی کے صدر شعبہ جغرافیہ ڈاکٹر قاضی سعید الدین نے اردو میں سائنس کی ترویج پر زور دیا۔ اور اِس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بنانے کی تجویز پیش کی۔ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ اعلیٰ ثانوی مدارس کے موجودہ نصابوں کا دوبارہ جائزہ لینے کیلئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ دوسری قرارداد میں اردو میں سائنس کی کتابوں کی کمی پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور اردو میں دلچسپ۔ سادہ۔ عام فہم، مصوّر اور عملی کتابیں لکھوانے اور چھپوانے کی ضرورت پر زور دیا گیا جو قابل مصنفین سے لکھوائی جائیں گی۔

مغربی پاکستان اسمبلی کی سرکاری زبان اُردو ہوگی

مغربی پاکستان اسمبلی کے اسپیکر مسٹر مبین الحق صدیقی نے کہا ہے کہ اُردو صوبائی اسمبلی کی سرکاری زبان ہوگی۔ انھوں نے کہا کہ صوبائی اسمبلی کے قواعد مرتب کئے جا رہے ہیں۔ اور ان میں ایک دفعہ رکھی جائے گی جس میں بتایا جائے گا کہ صوبائی اسمبلی کی سرکاری زبان اُردو ہوگی۔ انھوں نے بتایا کہ اُردو کو ایوان کی سرکاری زبان بنانے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ کیوں کہ اسمبلی کے پچھلے اجلاس میں زیادہ تقریریں اُردو میں کی گئی تھیں۔ جو مقررین انگریزی میں تقریر کرنے کے عادی تھے۔ انھوں نے بھی اُردو میں تقریریں کیں

پاکستان میں اُردو کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک

روزنامہ انجام کراچی اور پشاور کے مالک جناب شیخ محمد عثمان آزاد نے نیشنل پریس آف پاکستان کو بتایا کہ وہ اُردو کی ترویج اور فروغ کے لئے ہر اس محبِ وطن ادارہ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں جن کے پس پردہ سیاسی اغراض نہ ہوں بلکہ وہ صرف اُردو کی خدمت کرنا چاہتے ہوں۔ انھوں نے کہا کہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہماری مادری زبان کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا جا رہا ہے اور حکومت انگریزی زبان کو زبردستی سرکاری محکموں اور عوام کے سروں پر مسلط کر رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ دوکانوں۔ فرموں اور دیگر اداروں کے سائن بورڈ، لیبل اور دوسری دفتری چیزیں اُردو زبان میں ہونا چاہئیں انھوں نے مزید کہا کہ پاکستانیوں کو بھارتیوں سے سبق لینا چاہیئے کہ انھوں نے اپنے یہاں ہندی زبان رائج کردی ہے

نئی سرکاری زبان بنانے کی مذمت

اردو کے ممتاز اسکالر اور بزم اُردو کے صدر جناب اے۔ ڈی۔ اظہر نے لاہور کی ماہرین لسانیات کانفرنس کی اس تجویز کی مذمت کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "ایک نئی سرکاری زبان وضع کی جائے۔ جو ملک کے دونوں حصوں میں استعمال ہوسکے"۔ انھوں نے کہا کہ ان نام نہاد اسکالروں نے یہ تجویز پیش کرتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ زبانیں دنوں، مہینوں یا سالوں میں نہیں بنتیں بلکہ صدیوں میں بنتی ہیں۔ اس کے لئے مسلسل کام ہوتا رہتا ہے وہ کسی حکم کے ذریعہ وجود میں نہیں لائی جاسکتیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آج دنیا بھر کی زبان ایک ہی ہوتی۔ جناب اے ڈی اظہر نے کہا ہے کہ قائداعظم کے ارشاد کے مطابق اُردو کو اس کا صحیح مقام دلانے کی بجائے ایسی تجاویز پیش کرنا مسئلہ کی طرف سے آنکھ بند کر لینا ہے انھوں نے افسوس ظاہر کیا کہ یہ تجویز اس مقام سے پیش کی گئی ہے جہاں اقبالؔ۔ حفیظؔ اور بخاری پیدا ہوئے ہیں۔

انگریزی کے بورڈ

نیشنل پریس آف پاکستان کی اطلاع ہے کہ مغربی پاکستان میں اُردو کی ترویج اور اس کو ہر شعبۂ زندگی میں لازمی بنانے کے لئے ایک منظم مہم شروع ہونے والی ہے۔ اردو زبان استعمال کرو کی یہ مہم اُردو کالج کے طلباء شہر کے اہم مقامات پر مظاہرہ کرکے شروع کریں گے۔ اور دکانوں اور اداروں کے وہ بورڈ اتروانے کی کوشش کریں گے جو انگریزی میں لکھے گئے ہیں۔ اور دوکان داروں اور

ذمہ داروں سے یہ مطالبہ کریں گے کہ ان کی جگہ صرف اُردو میں بورڈ نصب کئے جائیں۔

انجمن نفوذِ اُردو کا قیام

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ سرور کی صدارت میں ایک جلسہ سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ پیر الٰہی بخش صاحب کے دولت کدے پر منعقد ہوا اس جلسہ میں اُردو کو جلد از جلد نافذ کرنے پر غور کرنے کے بعد یہ طے کیا گیا کہ ایک انجمن نفوذِ اُردو قائم کی جائے۔ اس انجمن کے صدر پیر الٰہی بخش صاحب اور سیکرٹری عبدالرحمٰن چودھری منتخب ہوئے ہیں۔

اُردو زبان اپنانے کی تلقین

ادارۂ ادبیات نصیرآباد ضلع لاڑکانہ کے نائب صدر نے مغربی پاکستان کے تمام کمشنروں۔ ڈپٹی کمشنروں ججوں اور دوسرے اعلیٰ حکام کو ایک مشاورتی مراسلہ بھیجا ہے جس میں اردو کو صحیح معنوں میں سرکاری اور دفتری زبان بنا کر انگریزی کے طوقِ غلامی سے نجات حاصل کرنے کی تلقین کی ہے

علمی و تعلیمی خبریں

روحانی اقدار اور اسلام کی اشاعت،

اس وقت عالم انسانی جس ذہنی خلفشار میں مبتلا ہے اور ترقی اور فکری بلندیوں کی جس انتہا پر پہونچ کر بھی موت و زیست کی کش مکش میں مبتلا ہے وہ انسان کا ایسا المیہ ہے جس پر عبرت بھی ہوتی ہے اور رنج بھی لیکن یہ ذہنی خلفشار اور بے چینی صرف اس لئے ہے کہ انسان اپنی روح کو موجودہ ترقی سے ہم آہنگ نہیں کر سکا ہے بزم عالم کی رونق جتنی بڑھتی جارہی ہے اتنی ہی تاریکی اور تنہائی انسان کے اندر گھر کرتی جارہی ہے یہی وجہ ہے کہ اس وقت ساری دنیا روحانی اقدار کو بروئے کار لانے اور انسان کی تنہائی اور ذہنی خلفشار کو دور کرنے کے لئے بے تاب ہے مذاہب روحانی اقدار کے محافظ ہیں اور موجودہ دور کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم بغیر جھجک کے یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو موجودہ دنیا کے سامنے اس کے تمام مسائل کا حل پیش کر سکتا ہے ایسے وقت جب کہ پاکستان میں خود روحانی اور اخلاقی اقدار کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا یہ فریضہ ہے کہ ہم اسلام کو ساری دنیا کے سامنے ایک مکمل نظام حیات کی صورت میں پیش کریں۔

یہ خبر پاکستان میں مسرت سے سُنی جائے گی کہ لائنز کلب اور روٹری کلب کے طرز پر پاکستان میں بھی بین الاقوامی بنیادوں پر ایک کلب قائم کیا گیا ہے جس کا نام نونکس انٹرنیشنل کلب رکھا گیا ہے اس پاکستانی انٹرنیشنل کلب کے ڈائرکٹروں میں جسٹس سجاد احمد جان، مسٹر ایم شریف چودھری محمد اختر الٰہی اور مالطاف حسن قریشی شامل ہیں۔ کلب کے بنیادی مقاصد میں انسان کے جذبۂ قربانی کو بیدار کرنا اسے انسانیت کی خدمت اور بھلائی کے لئے آمادہ کرنا۔ ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل کرنا۔ عوام میں خدمت کا جذبہ بیدار کرنا، مشرقی و مغربی پاکستان کے درمیان مکمل

فکری وذہنی ہم آہنگی پیدا کرنا۔ پاکستانیوں میں اچھے اور ذمہ دار شہری بننے کا احساس پیدا کرنا اور زندگی کے ہر شعبے میں اخلاقی اور روحانی قدروں کو اجاگر کرنا شامل ہیں۔ یہ کلب عالم انسانی کے درمیان ذہنی مطابقت، ہمدردی اور خیر سگالی کے جذبات ابھارنے کی کوشش کرے گا۔

مکہ میں رابطہ اسلامی کانفرنس

مکہ میں ایک رابطہ اسلامی کانفرنس منعقد ہوچکی ہے جس میں دنیا بھر کے اسلامی ممالک کے علما کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس کانفرنس میں اسلامی ممالک کے مسائل اور عالمی صورتِ حال پر غور کرنے کے علاوہ ان ذرائع پر بھی غور کیا گیا جو مسلمان ملکوں میں الحاد اور لادینیت اور فحاشی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک سکے۔ یہ کانفرنس اس بات پر بھی توجہ دلاچکی ہے کہ اسلامی ملکوں کو ایک دوسرے کے قریب تر لانے اور ان کے موجودہ تعلقات کو اور مضبوط بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ اور اسلامی ممالک جن کٹھن مسائل سے دوچار ہیں انھیں حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

دوسری رابطہ کی کانفرنس کینیا کے دارالحکومت نیروبی میں عنقریب منعقد ہوگی۔

اسلامی مملکت کا قیام

قومی اسمبلی کے اسپیکر مولوی تمیز الدین نے کہا ہے کہ پاکستان اس وقت تک صحیح طور پر اسلامی مملکت نہیں بن سکتا جب تک پورا معاشرہ اسلامی اصولوں پر عمل پیرا نہ ہو۔ آپ مدرسہ اسلامیہ راولپنڈی میں تقریر کر رہے تھے۔ آپ نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی مملکت کے قیام کے لئے دینی تعلیم ضروری ہے۔ دینی تعلیم کے فروغ ہی سے ہم اپنے معاشرے کو صحیح اسلامی رنگ میں ڈھال سکیں گے۔

رابطہ عالم اسلامی اور کتابیں

رابطۂ عالم اسلامی کی جانب سے مکہ مکرمہ میں وسیع بنیادوں پر ایک اسلامی دارالاشاعت قائم کیا جائے گا۔ اور اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔ اس دارالاشاعت کے ذریعہ وہ نایاب دینی کتب شائع کی جائیں گی جو بے توجہی کے سبب آہستہ آہستہ ناپید ہوتی جارہی ہیں۔ اس دارالاشاعت کے ذریعہ عالم اسلام کے منتخب علما کے وہ جائزے بھی شائع کیے جائیں گے جو موجودہ مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لٹریچر کی اشاعت کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہوگا کہ مسلمان ممالک میں ایسی ذہنی فضا پیدا کی جائے جو نئی نسل کو مذہب میں دلچسپی اور جاذبیت محسوس کرا سکے اور جس سے زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلامی اقدار کو فروغ حاصل ہو۔

عالمی اسلامی اکیڈمی

موجودہ دور میں سائنسی ترقی اور ایجادات نے انسانیت کے لئے جو گوناگوں مسائل پیدا کردیئے ہیں۔ ان کے بارے میں اس وقت ایسا کوئی انتظام موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو قرآن اور سنت کا واضح اور مستند نقطۂ نگاہ معلوم ہوسکے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ انتشار کا سبب بن رہے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی کا ایک منصوبہ یہ بھی ہے کہ دنیائے اسلام کے چوٹی کے اہل علم پر مشتمل ایک اسلامی اکیڈمی بھی قائم کی جائے جو ان مسائل سے متعلق اسلامی نقطۂ نظر واضح کرسکے۔

ہندوستان میں اردو

آزادی کے بعد پاک و ہند کی نئی آزاد مملکتوں کو جہاں نئے نئے مسائل سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ان میں سب سے اہم مسئلہ لسانیات کا ہے اور غالباً زبان کے مسئلہ پر اسی طرح تازہ اور پرجوش جذبات اور خیالات کا بھی اظہار کیا جاتا ہے جس طرح آزادی سے پہلے سیاسی جلسوں میں حصول آزادی کے موضوع پر کیا جاتا تھا۔ لسانی مسئلے پر ہندوستان اور پاکستان دونوں جگہ پر کوئی کامل حل نہیں نکل سکا ہے جس سے ہماری نسلوں کی ذہنی پرورش اور نشوونما۔ قومی ثقافت۔ تہذیب۔ تعلیمی استعداد اور سائنسی علوم کی ترقی پر زبردست اثر پڑ رہا ہے۔

ہندوستان میں ہندی زبان کے فروغ اور حکومت کی سرپرستی کے باوجود یہ مسئلہ اس لئے لاینحل ہے کہ نئی زبان اس طرح جزو بدن نہیں ہوتی ہے جس طرح اُردو ہوگئی تھی۔ ہندوستان میں اُردو کی حالت ہوگئی ہے جو کسی رانی کے مہترانی بن جانے سے پیدا ہو سکتی ہے اور اس سے چھوت چھات کا برتاؤ عام ہوگیا ہے۔ لیکن اب بھی وہاں اُردو کے بہی خواہ اور محب وطن افراد اور ایسے دانش ور جو لسانیات کی اہمیت کو قوم کی ترقی کا سب سے پہلا زینہ جانتے ہیں، اردو نوازی کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔

اس سلسلے میں حکومت آندھرا پردیش نے ایک سرکاری اعلامیہ شائع کیا ہے جس کا خیر مقدم ہر حلقے سے بہت جوش و خروش سے ہوا ہے۔ اس اعلامیہ میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اُردو زبان بنیادی طور پر ہمارے ملک کی ایک زبان ہے جسے دستور میں ایک قومی زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ اور ریاستی حکومت نے بھی ہر طرح اردو کو مناسب اہمیت دی ہے۔ اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ اُردو کو آندھرا پردیش میں بعض ملازمتوں مثلاً سکریٹریٹ منسٹریل اور جوڈیشل منسٹریل سروس میں راست تقررات کے لئے علاقائی زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے (سابق حکومت حیدرآباد نے ان خدمات کے لئے اُردو کو علاقائی زبان کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا تھا) اس کا اثر یہ ہوگا کہ جو امیدوار ریاست کی زبان اول کی لیاقت نہیں رکھتے وہ بھی ان ملازمتوں کے لئے امتحانات میں شرکت کر سکتے ہیں اور جوابات اُردو میں دے سکتے ہیں۔ ریاست کی تمام گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ خدمات کے لئے اُردو کو دوسری زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ اس اعلامیہ میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ اُردو کو تلنگانہ کے تمام نو اضلاع) اور آندھرا کے تین اضلاع میں منسٹریل اور جوڈیشل خدمت میں تقررات کے لئے علاقائی زبان کی حیثیت میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اردو کو تلنگانہ کے علاقوں میں عدالتوں کی ایک زبان تسلیم کر لیا گیا ہے جہاں اُردو میں دی ہوئی درخواستوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو تلگو درخواستوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان کے جواب بھی اُردو میں دیئے جائیں گے اور دیئے جا رہے ہیں ایسے اضلاع میں جہاں اُردو بولنے والوں کا تناسب آبادی ۱۵ فی صد ہے وہاں تمام قوانین و ضوابط اور اعلامیے اُردو میں بھی جاری کئے جا رہے ہیں۔ ایسے مقامات پر جہاں اُردو بولنے اور سمجھنے والوں کی تعداد زیادہ ہو وہاں اُردو کے سائن بورڈ بھی آویزاں کئے جا رہے ہیں۔ ریاست میں ایسے مدارس کثرت سے موجود ہیں جہاں اُردو بولنے والے طلباء کے لئے اُردو میں تعلیم کا انتظام ہے جہاں بھی کم از کم دس طلباء اُردو میں تعلیم پانے کی خواہش کریں وہاں ابتدائی اور تحتانوی کلاسوں میں اُردو ذریعہ تعلیم کر دی جاتی ہے اردو ذریعہ تعلیم کے ثانوی مدارس کے لئے طلبا کی تعداد ۴۵ ہونی چاہیئے۔ اسی طرح مجالس قانون ساز میں اراکین اُردو میں اظہار رائے کر سکتے ہیں۔

حکومت آندھرا پردیش کے اس وضاحتی اعلامیہ کا ہر طرف بہت پرجوش خیر مقدم کیا گیا ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس پر پوری پابندی سے عمل درآمد ہونا چاہیئے پاکستان میں بھی علاقائی طور پر ان اقدامات کو سامنے رکھنا بے حد ضروری ہے

راجیہ سبھا میں

شری لال بہادر شاستری مرکزی وزیر داخلہ نے اُردو کے بارے میں اظہار رائے کرتے ہوئے پارلیمنٹ میں کہا کہ اُردو کو اس کا مقام دیا جانا چاہیئے اور کہا کہ اُردو اور ہندی ایک دوسرے سے دور ہوتی جا رہی ہیں آپ نے یہ انوکھا استدلال اختیار کیا کہ اردو فارسی آمیز ہوتی جا رہی ہے جو حقیقت سے بعید ہے۔ آپ نے یوپی میں اُردو کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ وہاں لڑکے اور لڑکیاں سہ لسانی فارمولے کے تحت اردو سیکھ سکتی ہیں۔

اُردو پروگرام

آل انڈیا ریڈیو کلکتہ سے حال ہی میں اُردو پروگرام کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے حالاں کہ ابھی اس کو کوئی باضابطہ پروگرام کی حیثیت نہیں دی گئی ہے لیکن ایسی صورت میں یہ ایک خوش کن اقدام ہے کہ پہلے کلکتہ سے اردو کی بھنک ہی سنائی نہیں دیتی تھی چند مہینوں

ہے، اردو نشاۃ سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور مقامی شاعروں کو اپنی تخلیقات پیش کرنے کا موقعہ بھی مل رہا ہے۔ اس وقت کلکتہ میں اچھے ادیبوں اور شاعروں کی بڑی تعداد موجود ہے اور توقع کی جا سکتی ہے کہ اردو پروگرام کو زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانے پر پیش کرنے کے اقدامات کئے جاتے رہیں گے۔

اُردو زبان کی مٹھاس اور شائستگی

وزیر مالیات مسٹر برہمانند ریڈی نے حیدرآباد ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے اردو زبان کی مٹھاس اور شائستگی کی بڑی تعریف کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ قیام حیدرآباد کے دوران اردو زبان اچھی طرح سمجھنے کے قابل ہو گئے ہیں، لیکن ابھی وہ اس زبان میں اپنا مافی الضمیر ادا نہیں کر سکتے۔ انھوں نے توقع کی ہے کہ وہ جلد ہی اس خامی کو بھی دور کر لیں گے، اور اُردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار بھی بآسانی کر سکیں گے۔

انجمن ترقی اُردو لکھنو کی تجویز

انجمن ترقی اردو لکھنو کی مجلس عاملہ نے اترپردیش کی لسانی کمیٹی کی سفارشات کو قابل قبول نہیں سمجھا ہے بلکہ اسے مضر قرار دیا ہے

۲۲ دسمبر کو پہلا جلسہ انجمن ترقی اُردو لکھنو کے زیر اہتمام منعقد ہوا جس میں لسانی کمیٹی کی سفارشات کی وضاحت کی گئی ہے۔ بعد میں مجلس عاملہ کے کئی اجلاس منعقد ہوئے جن میں دفعہ وار سفارشات اور سب کمیٹی کی رائے پر غور و خوض اور بحث و مباحثے کے بعد یہ تجویز متفقہ طور پر منظور کی گئی کہ۔

انجمن ترقی اردو لکھنو کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ اترپردیش لسانی کمیٹی کی ان سفارشات کو جو اب تک اُردو کے سلسلے میں شائع ہو چکی ہیں اردو زبان کی بقاء و توسیع و ترویج کے لئے کچھ باتوں کو چھوڑ کر مجموعی طور پر قابل قبول نہیں بلکہ مضر سمجھتا ہے۔"

تجویز کے طور پر چند سفارشات بھی منظور کی گئیں۔ اس جلسہ میں شرکت کرنے والوں میں اکثر سر شامل تھے۔ پروفیسر سید مسعود حسن رضوی حیات اللہ انصاری۔ ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی اور محمد حسین خاں عرشی قابل ذکر ہیں۔

اُردو آرٹس کالج

اسٹوڈنٹس یونین اُردو آرٹس کالج کا افتتاح کرتے ہوئے صدر شعبہ اُردو جامعہ عثمانیہ جناب مسعود حسین خاں نے فرمایا کہ مادری زبان سے بہتر ذریعہ تعلیم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جامعہ عثمانیہ ان کوششوں کا ثمر تھی جو ایک صدی پہلے سوچی گئی تھیں اور جس میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا۔

یہ جلسہ اردو ہال میں ہو رہا تھا ڈاکٹر مسعود حسین خاں نے یہ فرمایا کہ اُردو آرٹس کالج نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے اردو آرٹس کالج کی بقاء اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اُردو کو ذریعہ تعلیم کے مدارس کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے اس سے نہ صرف اس کالج کو استحکام ہوگا بلکہ اردو کی تعلیم بھی وسیع تر ہو جائے گی آپ نے کہا کہ اردو مدارس کے قیام اور ذریعہ تعلیم کی ذمہ داری حکومت کو قبول کرنی چاہیئے۔

فنون لطیفہ اور ثقافت

فنون لطیفہ انسان کے جذبات و احساسات۔ تصورات اور تخیلی قوتوں کا تخلیقی اظہار اور معاشرے کے بہترین آثار کا پیمانہ ہوتے ہیں۔ وہ تہذیب و تمدن کے نقیب بھی ہوتے ہیں اور فکری بلندیوں کا ترجمان بھی ——

پاکستانی ثقافت ہزاروں سال کی ترقی اور متعدد تہذیبوں اور قوموں کے بہترین عناصر سے سیراب ہوتی رہی ہے لیکن ہم اس کی طرف سے غافل ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کی طرح پاکستان میں تہذیبی آثار کو محفوظ کرنے اور فنون لطیفہ کو عوام تک پہونچانے کا فریضہ انجام دیا جائے۔ اس اہم کام میں ہمارے معاشرے کے اس طبقہ کی جو صحیح معنوں میں فنون لطیفہ کو عام کرنے میں ضروری خدمات انجام دے سکتا ہے کوششوں اور توجہ کی ضرورت ہے

مونالیزا کی نمائش

مونالیزا کی تصویر جو فرانس نے امریکہ کو مستعار دی ہے۔ اخباری نمائندوں کو واشنگٹن میں دکھائی گئی۔ تصویر سرخ مخمل پر چسپاں کرکے ایک سنہری فریم میں جڑی ہوئی ہے اس کو جس کمرے میں رکھا گیا ہے وہاں حرارت، درجے کے کنٹرول کے بھی انتظامات کئے گئے ہیں۔ جو فرانس میں تھے۔ مونالیزا کو جس تہ خانے میں رکھا گیا ہے اس کے آگے تین مقفل دروازے ہیں جن میں سے دو فولادی ہیں۔ بیرونی دروازے کے قریب ٹیلیویژن کیمرے رکھے ہوئے ہیں جو تہ خانے کے اندر کی فضا پر برابر نظر رکھتے ہیں۔ اس قیمتی تصویر کی حفاظت کے لئے امریکی خفیہ پولیس کے دو افسر اور آرٹ گیلری کا پہریدار تعینات کیا گیا ہے

دنیا کی یہ مشہور ترین تصویر ۴۵۶ سال پہلے لیونارڈو ڈاونچی نے بنائی تھی۔ یہ شاہکار تیس انچ لمبا اور بیس انچ چوڑا ہے۔ واشنگٹن میں اس کی پہلی نمائش کا افتتاح فرانس کے وزیر ثقافت آندرے مالرو کریں گے۔ اس نمائش کو دیکھنے والوں میں صدر کینیڈی اور ان کی اہلیہ بھی شامل ہوں گی۔

الازہر میں مصوری کا شعبہ

دنیا کی قدیم ترین اسلامی یونیورسٹی الازہر میں صدر ناصر کی گہری دلچسپی کی وجہ سے اہم تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ الازہر جو اب تک ایک خالص دینی درسگاہ کی صورت میں ساری دنیا میں مشہور ہے اب دنیاوی علوم سے بھی متعارف ہو رہی ہے۔ اس درسگاہ میں متعدد دنیوی علوم کے شعبے بھی قائم ہو گئے ہیں اور مصوری کی تربیت کی پوری پوری سہولتیں بھی فراہم کر دی گئی ہیں جب کہ اس کا تصور بھی کچھ عرصہ پہلے ممکن نہیں تھا۔

مرکز ثقافت

پچھلے مہینے نیویارک میں لنکن سنٹر کے فلہارمونک ہال کا افتتاح ہوا جس کی تعمیر پر ایک کروڑ چون لاکھ ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔ فنون لطیفہ کے اس عظیم مرکز کی افتتاحی تقریب میں جیکولین کینیڈی، جان ڈی۔ راک فیلر سوئم، لیونارڈ برنسٹین نے رونق بخشی اور ٹیلیویژن پر ملک بھر میں ہزاروں افراد نے اس تقریب کو دیکھا۔ یہ ثقافتی مرکز ابھی زیر تعمیر ہے جب وہ مکمل ہو جائے گا تو [illegible] چودہ ایکڑ کا خوشنما پارک ہوگا رقص اور ڈراموں کے لئے الگ الگ تھیٹر ہوں گے۔ ان کے علاوہ ایک لائبریری ایک میوزیم اور موسیقی کا ایک اسکول ہوگا۔

لنکن ہاؤس سنہ ۶۶ء تک مکمل ہوگا اور اس کا شمار امریکہ کے اہم ترین ثقافتی مرکزوں میں ہوگا جس کی تعمیر پر چودہ کروڑ میں لاکھ ڈالر خرچ ہوں گے۔

کتابیں اور لائبریریاں

کتاب کے بغیر انسانی ترقی کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہر کتاب صحیفۂ زندگی ہوتی ہے اور انسان کی تہذیب و تمدن، مادی ترقی اور فنون لطیفہ تعلیم اور تاریخ سب کتابوں سے عبارت ہیں۔ کتاب ایک ایسی دستاویزی ضمانت ہے جس کی ذمہ داری مصنف پبلشر اور قاری تینوں پر یکساں عائد ہوتی ہے اور یہ ضمانت علم کی حفاظت اور اس کی اشاعت ہے۔

حیدرآباد میں کتابوں کی نمائش

پاکستان پبلشرز بک سیلرز ایسوسی ایشن کی کتابوں کی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے ڈاکٹر رضی الدین صدیقی وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی نے اس امر پر زور دیا کہ پبلشرز کو چاہئے کہ وہ مناسب قیمتوں پر بہتر سے بہتر کتاب شائع کرنے کی کوشش کریں۔ آپ نے شکایت کی کہ ہماری کتب کا معیار اچھا نہیں ہوتا جس کی ذمہ داری پڑھنے والوں کے ساتھ ساتھ پبلشرز پر بھی عائد ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس قسم کی نمائشوں کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس سے لوگوں کو مختلف مضامین پر شائع شدہ کتابوں کے متعلق معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ نمائش میں اردو، بنگالی، سندھی اور انگریزی کی دو ہزار سے زائد کتابیں پیش کی گئیں۔

نار یہ یونیورسٹی کے لئے کتابیں

نائیجیریا میں ہالینڈ کے سفیر نے زاریہ کی احمدو بیلو یونیورسٹی کو عربی کی دو سو کتابیں پیش کی ہیں نائیجیریا یونیورسٹی نسوکا کو . . . فنی کتابوں کی ایک قسط بھیجی گئی ہے اور لاگوس کی یونیورسٹیوں کے لئے بھی کتابیں بھیجنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے

کراچی میں لائبریری

فارسی اکیڈمی بہت جلد ایک اہم لائبریری کراچی میں قائم کرنے والی ہے۔ جس میں اہم فارسی کتابوں کا ایک ایسا ذخیرہ موجود ہوگا۔ جس سے فارسی زبان سے دلچسپی رکھنے والوں اور تحقیقی کام کرنے والوں کو فائدہ پہونچے گا۔

اُردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

سیکرٹری ایڈیٹوریل بورڈ اُردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام نے لاہور میں اعلان کیا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے اُردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی جلد اول کا کراسہ چہارم شائع کر دیا ہے اس کراسہ میں مسجد آق سے آمودریا تک گیارہ دلچسپ اور معلوماتی مضامین شامل ہیں جو معروف اور مستند اہل قلم سے لکھوائے گئے ہیں ،

الجزائر یونیورسٹی

الجزائر میں تمام اسکولوں کے نصابات میں بڑی اہم تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ الجزائر میں پہلی بار بچے یہ پڑھ رہے ہیں کہ ان کے اسلاف بربر اور عرب تھے ورنہ پہلے کے نصاب میں اُن کے اسلاف کو گال کا باشندہ قرار دیا گیا تھا۔ نئی درسی کتابوں میں شمالی افریقہ ، عرب اور بحیرۂ روم کے جغرافیہ اور تاریخ کو اہمیت دی گئی ہے ۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ابتدائی کلاسوں سے لے کر یونیورسٹی سطح تک عربی کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے نئی درسی کتابیں آزاد الجزائر کا ایک نیا باب کھول رہی ہیں۔

قلمی نسخے اور نادر مسودے

تیسری کل ہند اسلامی تعلیمات کانفرنس علی گڑھ یونیورسٹی میں بخیر و خوبی انجام کو پہونچی۔ اس کانفرنس میں۔ الہ آباد۔ دہلی۔ حیدر آباد۔ لکھنؤ۔ پٹنہ کی یونیورسٹیوں کے نمائندے شریک ہوئے۔

اُردو (سہ ماہی)
کا یادگار خصوصی شمارہ،

بابائے اُردو نمبر

برصغیر پاک و ہند کے چوٹی کے ۲۲ اہل قلم حضرات کے بلند پایہ مضامین پر مشتمل یہ شمارہ بابائے اُردو مرحوم کے بہت سے روپ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ دوست جانباز سپاہی ، بزرگ ، بھائی اور اسی قسم کے دوسرے بیسوں روپ ۔ قیمت پانچ روپے۔

انجمن ترقی اُردو پاکستان ، اُردو روڈ کراچی

کانفرنس نے فیصلہ کیا کہ ملک میں عربی اور فارسی کتابوں کے جس قدر قلمی نسخے ہیں ان کا جائزہ لیا جائے اور نادر مسودات اور قلمی نسخوں کو کسی مرکزی مقام پر یکجا کر کے اُن کے تحفظ کا انتظام کیا جائے۔ کانفرنس نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ جو علماء اسلامی تعلیمات کے بارے میں تحقیقی کام سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ انہیں کانفرنس کا رکن بنایا جائے۔

مطبوعات کی قومی فہرست

پاکستان میں مطبوعات کی فہرست تیار کرنے والی کمیٹی گزشتہ پندرہ سال کے دوران ملک میں شائع ہونے والی کتابوں اور رسالوں کی فہرست تیار کرنے میں مصروف ہے۔ اس کمیٹی کو پشاور یونیورسٹی کا مکمل تعاون حاصل ہے۔ یہ فہرست اگست ۴۷ء سے دسمبر ۶۱ء تک مطبوعات پر مشتمل ہوگی۔ خیال ہے کہ یہ فہرست آئندہ سال فروری تک مکمل ہو جائیگی

تعلیم۔ طلباء۔ اور رکاوٹیں

کوئی ملک اور قوم حقیقی معنوں میں اس وقت تک ترقی یافتہ نہیں کہلائی جا سکتی۔ جب تک تعلیم کی اشاعت عام نہ ہو۔ اور ملک کے ہر طبقے اور ہر سطح کے لوگوں میں اتنی تعلیم نہ پھیل جائے کہ وہ ذاتی مسائل سے لے کر قومی مسائل تک ایک عقلی نقطۂ نظر رکھتے ہوں تعلیم کی اشاعت میں جہاں حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعلیم عام کرے اور اس کے لئے سہولتیں بہم پہونچائے وہاں قوم کے ایسے افراد اور اداروں کا تعاون ضروری ہے جو تعلیم کو عام کرنے میں حکومت اور عوام کا ہاتھ بٹائیں تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جو کئی حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ اچھے تعلیمی ادارے اور اچھے اساتذہ وہ ماحول پیدا کر سکتے ہیں جس میں نئی نسل کی وہ تربیت ہو سکے جو ملک اور قوم کے لئے مفید اور سربلندی کا باعث بنتی ہے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب تعلیمی اداروں کو ہر قسم کی تعلیم دینے کی پوری پوری سہولتیں حاصل ہوں اور اساتذہ اپنی نجی ضرورتوں سے اتنے بے فکر ہوں کہ وہ تعلیم کو ایک مقدس فرض سمجھ کر پھیلائیں اور طلباء تعلیم اور علم کے ان اعلیٰ تصورات پر عمل پیرا ہو سکیں جس کی ملک کو ضرورت ہے پاکستان میں تعلیم کا مسئلہ بہت اُلجھا ہوا ہے اور اس کے کسی پہلو پر بھی وہ کام نہیں ہوا ہے جس کی ضرورت روز بروز اُبھرتی جا رہی ہے۔ ہمارے تعلیمی نظام میں یہ خلا اتنا نمایاں ہو چکا ہے کہ اس کی طرف توجہ دینا ملک کی سب سے اہم خدمت ہے۔

تعلیم کی اسی اہمیت کے پیش نظر چودھری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان نے پنجاب یونیورسٹی اسٹوڈنٹس یونین میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ملک میں صحیح تعلیمی ماحول پیدا کرنے کے لئے اساتذہ کی اچھی تنخواہیں اور زیادہ عزت دینے کی ضرورت ہے انھوں نے کہا کہ تعلیم پر جو روپیہ لگایا جاتا ہے وہ دوہری پیداواری اہمیت رکھتا ہے۔ وہ انسانی وسائل کو ترقی دیتا ہے اور زیادہ موثر پیداوار کی جانب لے جاتا ہے"

کراچی یونیورسٹی

کراچی یونیورسٹی کی کیمیکل سوسائٹی کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اعلان کیا ہے کہ فنڈ کی کمی کی وجہ سے ہمیں اپنی تعلیمی سرگرمیاں ختم کر دینی پڑی ہیں۔ انھوں نے تنخواہوں کی کمی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ اساتذہ کی تنخواہیں اتنی کم ہیں کہ وہ یونیورسٹی چھوڑ کر ایسے اداروں میں چلے جاتے ہیں جہاں انھیں بہتر اور معقول تنخواہ مل جاتی ہے

جناب بروہی اور طلباء

سندھ یونیورسٹی اسٹوڈنٹس یونین میں تقریر کرتے ہوئے سابق مرکزی وزیر قانون مسٹر اے کے بروہی نے طلبا پر زور دیا ہے کہ وہ انسانیت کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دیں۔ تا کہ وہ ملک کے باعزت اور ذمہ دار شہری

بن سکیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ یونیورسٹیاں علم کا منبع اور ملک کی تہذیب کی علامت ہوتی ہیں۔ اور طلباء کی تعمیر اور کردار کا مرکز بنتی ہیں۔ جناب بروہی نے ملک میں تعلیمی انحطاط کا سبب ملک کی سیاسی بے چینی کو قرار دیا ہے اور مشورہ دیا ہے کہ ملکی مسائل کے بارے میں سائنٹیفک طرزِ فکر اختیار کیا جائے۔

قومی تعمیر میں طلباء کا حصّہ

جسٹس انوار الحق نے بزمِ اُردو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ قومی تعمیر میں طلباء کا حصہ یہ ہے کہ وہ خود اپنی تعمیر کریں۔ اور مستقبل کی ذمہ داریوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ آپ نے مزید کہا کہ قومی تعمیر کے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمارے ذہن میں قومی تعمیر کی صحیح تصویر موجود ہو آپ نے کہا کہ صحیح نظریات کے بغیر کسی قوم یا ملک کی تعمیر نہیں ہوسکتی "

ریاست چترال میں تعلیم

ریاست چترال پاکستان کا ایک اہم حصّہ ہے۔ اور سیاسی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کیوں کہ اس کی سرحدیں روس اور افغانستان سے ملتی ہیں چترال کو برطانوی عہد میں جان بوجھ کر پسماندہ رکھا گیا تھا لیکن آزادی کے بعد وہاں حالات بدل چکے ہیں۔ اور تعلیمی ترقی پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس خطّے کی اہمیت کے پیشِ نظر تعلیم کو ہمہ گیر پیمانے پر پھیلایا جائے۔ اس سلسلے میں حکومتِ پاکستان کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

تعلیمی بہبود اور فورڈ فاؤنڈیشن

پاکستان میں تعلیم کو بہتر بنانے اور نئے منصوبوں کے اجراء کے لئے فورڈ فاؤنڈیشن نے شکاگو یونیورسٹی نے دس لاکھ چالیس ہزار روپیہ کی رقم منظور کی ہے۔ اس امداد کی بدولت گریجویٹ اسکول آف ایجوکیشن اپنا پروگرام جون ۶۴ء تک پاکستان میں چلا سکے گا۔

حکومت پاکستان اور فاؤنڈیشن

صوبائی وزیر تعلیم بیگم محمودہ سلیم نے بتایا کہ حکومت ایک تعلیمی فاؤنڈیشن قائم کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے یہ ادارہ غیر سرکاری تعلیمی اداروں کو مالی امداد دے گا۔ آپ نے مزید بتایا کہ اگلے آٹھ سال میں صوبہ میں مڈل تک تعلیم مفت اور لازمی کر دی جائے گی۔

تعلیم کو ارزاں کرنے کی ضرورت

کالج ٹیچرز ایسوسی ایشن کے صدر پروفیسر علیم الدین سالک نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں تعلیم کو ارزاں کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے بتایا کہ ملک بھر میں صرف تراسی ہزار خوش نصیب ایسے ہیں جن کے پاس ایم اے یا بی اے کی ڈگریاں ہیں۔ ساڑھے نو کروڑ کی آبادی میں سے صرف انیس فیصد خواندہ ہیں۔ ان میں سے دس فیصد ایسے ہیں جنھوں نے کسی اسکول یا کالج میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ آپ نے معیارِ تعلیم کے انحطاط کا بھی ذکر کیا اور اس کی وجہ بتلاتے ہوئے کہا کہ ہمارے یہاں ذریعۂ تعلیم یکساں اور موزوں نہیں ہے طلبہ کو ابتدا میں علاقائی زبان میں تعلیم دی جاتی ہے پھر اس کی جگہ ایک قومی زبان لے لیتی ہے اور پھر آخر میں انگریزی مسلّط کر دی جاتی ہے

فنی اور سائنسی تعلیم

ڈائرکٹر ایجوکیشن راولپنڈی نے طلباء پر زور دیا کہ وہ فنی اور سائنسی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ انھوں نے کہا کہ اگر ہمارے یہاں سائنس دانوں اور فنی ماہرین کی کمی نہ ہوتی تو پاکستان اپنی ترقی کی رفتار کو کئی گنا تیز کر کے ترقی یافتہ ممالک کے دوش بدوش کھڑا ہو سکتا ہے۔

مشرقی جرمنی میں تعلیم سے فرار

مشرقی برلن کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے والے افریقی اور ایشیائی ممالک کے بے شمار طالب علم اپنی ادھوری تعلیم چھوڑ کر مشرقی جرمنی سے رخصت ہو رہے ہیں۔ ان طلبا کو شکایت ہے کہ تعلیمی اداروں میں تعلیم و تربیت کے بجائے سیاست پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ یہ انکشاف شام۔ گھانا۔ گی آنا اور بھارت کے چار ایسے طلبا نے ایک پریس کانفرنس میں کیا جو مشرقی برلن سے تعلیم چھوڑ کر مغربی برلن چلے آئے تھے۔

تعلیم ایک عظیم تحفہ ہے

برطانیہ کے رائل کالج آف سرجنز کے سابق صدر سر سیلے پمبری ویکلے نے کہا ہے کہ یونیورسٹی کی تعلیم فکر انسانی کو جلا بخشتی ہے اور انسان کو زیادہ جمہوری اور بہتر بننے میں مدد دیتی ہے۔ آپ نے تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے مزید کہا کہ تعلیم ایک عظیم تحفہ ہے جو مملکت اپنے شہریوں کو پیش کر سکتی ہے۔ سر سیلے ان خیالات کا اظہار پنجاب یونیورسٹی کے سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد میں کر رہے تھے

ماتم میں ہم شریک

زندگی ایک سمندر کی مانند ہے جس میں چھوٹی بڑی لہریں اُٹھ کر وہ تموّج پیدا کرتی ہیں جسے سمندر کے جوش و خروش اور زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زندگی کے سمندر کی لہریں وہ شخصیتیں ہوتی ہیں جو زندگی کے سمندر میں جوش و خروش اور زندگی پیدا کر کے اسے ارتقا کی راہوں پر گامزن کر دیتی ہیں جب ایک لہر مٹ جاتی ہے تو دوسری اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اور زندگی کا قافلہ اسی طرح آگے بڑھتا رہتا ہے۔ لیکن لہر کا نقش پھر بھی اپنے آثار چھوڑ جاتا ہے۔ ہمارا کام ان لہروں کو گننا نہیں ہے بلکہ اس سے توانائی حاصل کرنا ہے۔ آج ہم ان لہروں کے مٹنے کے چند نقوش پھر دیکھ رہے ہیں۔ مگر یہ نقوش دل پر اس طرح ثبت ہیں کہ محسوس ہوتا ہے کہ ساتھ اس کارواں کے ہم بھی ہیں۔"

صنوبر حسین کی موت ایک نڈر اور بے باک صحافی اور ایک مخلص ادیب کی موت ہے جس کے غم میں ہم سب شریک ہیں انجمن ترقی اُردو پشاور کے سیکرٹری مسٹر تاج سعید نے کاکا صنوبر حسین کے انتقال کو ایک عظیم حادثہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ پشتو ادب ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا ہے۔

بیگم سالک کا انتقال

ابھی مولانا عبدالمجید سالک کا ہی غم تازہ تھا کہ ان کی ہمدم دیرینہ اور رفیقۂ حیات کا انتقال بھی حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے یکم جنوری کو اچانک ہو گیا۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۶۷ سال تھی۔ انھیں مسلم ٹاؤن قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ ہمیں سالک صاحب کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔

تلگو کے ممتاز شاعر

تلگو کے ممتاز شاعر شری کے وینکیٹسور راؤ کا انتقال گڈگور کے مقام پر سرطان کے مرض میں ہوگیا۔ انتقال کے وقت اُن کی عمر ۶۰ سال تھی۔ وہ تلگو کے ایک ممتاز شاعر ہی نہیں تھے بلکہ تحریک آزادی کے ایک مخلص کارکن بھی تھے۔ اور آزادی کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں انھوں نے جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کی تھیں۔ آپ تلگو کے مہاکوی سورگیہ چیلا پلی وینکٹ شاستری کے شاگرد تھے۔ اور ساہتیہ اکیڈمی کے ہفتہ وار رسالہ کوی مالا کی مدیر بھی تھے۔

علامہ صوفی میرٹھی کا انتقال

مولانا صوفی میرٹھی، ۱۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو لاہور میں انتقال فرما گئے۔ مولانا برصغیر کے ایک مبلغ بھی تھے اور فن شعر کے استاد بھی۔ آپ علمی و ادبی دنیا میں ایک خاص مقام رکھتے تھے، وہ حضرت نوح ناروی کے شاگرد تھے۔ آپ نے تاریخ پر مضامین اور کتابیں بھی لکھی ہیں۔

یادوں کے چراغ

زندگی کی فتوحات بڑی اور عظیم شخصیتوں کی مرہون منت ہوتی ہیں۔ اور اُن ہی نفوسِ قدسیہ کی روشنی میں انسانیت کے قافلے اپنی راہ تلاش کرتے ہیں جب یہ شخصیتیں اس عالم کی طرف لوٹ جاتی ہیں جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔ تو وہ راہیں سنسان اور تاریک ہوجاتی ہیں۔ جہاں انھوں نے اپنی فتوحات کے جھنڈے نصب کئے تھے لیکن زندہ قومیں ان ہی کو اپنے لشکروں کے نشان بنالیتی ہیں۔ اور یادوں کے چراغوں کی لو بڑھادیتی ہیں تاکہ نئی راہوں کی تاریکی ان عظیم شخصیتوں کے انفاس سے روشن اور تابناک ہوجائے۔ ۴ جنوری کو ایک ایسے ہی تابناک چراغ کی یاد سارے پاکستان میں منائی گئی۔ رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کی تیسویں برسی پر تمام ملک میں انھیں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ کراچی۔ لاہور۔ پشاور حیدرآباد اور دوسرے شہروں میں ان کی یاد میں جلسے ہوئے اور مقررین نے اِن جلسوں میں مولانا کی زندگی اور شاندار کردار پر روشنی ڈالی۔ صوبائی وزیر مواصلات مسٹر عبدالوحید خان نے لاہور میں مولانا محمد علی جوہر مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ آپ نے قوم سے اپیل کی کہ جہاد آزادی کے رہنماؤں۔ قائداعظم۔ مولانا محمد علی۔ مولانا حسرت موہانی۔ مولانا ظفر علی خاں اور اقبالؒ کے علمی اور عملی کارناموں کی ترتیب و تدوین کے لئے وہ اقدامات کرے جو اس ورثہ کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا سبب بن سکے مولانا کی روح کے ایصال ثواب کے لئے مسجدوں میں فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔

یوم ظفر کی یادگاری تقریب

ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی کے بہادر سپاہی بہادر شاہ ظفر کی یادگاری تقریب ہندوستان کے طول و عرض میں بڑے جوش و خروش اور احترام کے ساتھ منائی گئی۔ حیدرآباد دکن میں ادارۂ ادبیات اُردو کے زیر اہتمام اور دیگر ممتاز ادبی ثقافتی اور تاریخی اداروں کے تعاون سے اس شہید وطن کی یادگاری تقریب ریو ہندر بھارتی نیشنل تھیٹر میں منائی گئی جس کا افتتاح پروفیسر ہمایوں کبیر وزیر سائنسی تحقیقات اور ثقافتی امور نے فرمایا۔ یہ قومی تقریب بڑے تزک و احتشام

اور احترام کے ساتھ منائی گئی۔

ایک اپیل ۔ بے حسی پر تنبیہ

حکیم محمد حسن قرشی صدر پاکستان طبی کانفرنس نے قوم سے مسیح الملک حکیم اجمل خاں مرحوم کی یاد منانے کی اپیل کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ مسیح الملک کی شخصیت برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اور مشاہیر میں یگانہ حیثیت کی حامل تھی اُن کا شمار ملک کے نامور رہنماؤں میں ہوتا ہے اور انھوں نے تحریک آزادی میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور بڑے اخلاص و ایثار سے نوجوانوں کی رہنمائی کی ہے انھوں نے مزید کہا کہ قوم کو اُن کی یاد تازہ رکھنی چاہیئے۔ کیوں کہ اُن کا شمار ان رہنماؤں میں ہوتا ہے جن میں مولانا محمد علی مولانا شوکت علی قائداعظم ۔ مولانا حسرت موہانی ۔ مولانا ظفر علی خاں اور ڈاکٹر سر محمد اقبال شامل تھے۔

اس آئینہ خانے میں

اقتصادی ترقی کے بغیر ثقافت کا تحفظ ناممکن ہے۔ بلبل اکیڈمی کی ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے نیشنل بنک آف پاکستان کے ڈائرکٹر جناب ممتاز حسن نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو بھوک اور احتیاج سے نجات نہیں دلائی گئی اور ان کی حالت بہتر نہیں بنائی گئی تو ہم نے جو سیاسی آزادی حاصل کی ہے اس کی سالمیت ختم ہو جائے گی انھوں نے کہا کہ پاکستان جو کم ترقی یافتہ ملک ہے عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانے اور لوگوں کو بھوک افلاس اور بیماری سے نجات دلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ممتاز حسن صاحب نے مزید کہا کہ اقتصادی ترقی کے بغیر تہذیب و ثقافت کا تحفظ ناممکن ہے اگر اقتصادی ترقی ہماری ثقافت کی حفاظت نہیں کر سکتی تو وہ بھی بے معنی ہے

نوبل پرائز کی پیشین گوئی

اردو کالج کے طلباء کی پیشین گوئی کے مطابق صدر ایوب کے سائنسی مشیر اور مشہور پاکستانی سائنس دان پروفیسر عبدالسلام کو بہت جلد نوبل پرائز ملے گا۔ پروفیسر سلام نے سائنسی میلے میں بک اسٹال پر قسمت کا حال بتانے والے کارڈ دیکھے انھوں نے ایک کارڈ اٹھا لیا اور جب اس پر کیمیاوی محلول پھیرا تو یہ پیشین گوئی اس پر درج تھی۔

فیض احمد فیض کیوبا روانہ ہو گئے

پاکستان کے مشہور شاعر جناب فیض احمد فیض کیوبا کے وزیراعظم کاسٹرو کی دعوت پر ہوانا روانہ ہو گئے ہیں۔ وہ کیوبا کے انقلاب کی چوتھی سالگرہ کی تقریبات میں شرکت کریں گے خیال ہے کہ فیض صاحب تین ہفتے لندن سے باہر رہیں گے۔ اور اس دوران میں لاطینی امریکہ کے ملکوں کا دورہ کریں گے۔

پاکستانی تاریخ

چیکوسلواکیہ کے ممتاز پروفیسر جان مارک عنقریب پاکستان کی تاریخ لکھنے کا کام شروع کرنے والے ہیں۔ پروفیسر موصوف پاکستان کا دورہ کرنے تشریف لائے تھے۔ وہ اس دورہ میں تاریخ کے سلسلے میں ضروری مواد فراہم کر رہے ہیں۔ پروفیسر مارک اُردو زبان کے ریسرچ اسکالر ہیں۔

روسی ادیب کی تقریر

ممتاز روسی ادیب جناب الغ زادہ نے جو پاکستان میں ایک ثقافتی دورے پر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روس اور پاکستان کے عوام کو قریب لانے کے لئے دونوں ملکوں کے خیر سگالی وفود کا تبادلہ بے حد اہمیت رکھتا ہے انھوں نے وفود کے تبادلے پر زور دیا۔ اس موقع پر سیاسی اور ثقافتی انجمنوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔

فیض احمد فیض کی تقریر

پاکستانی اسٹوڈنٹس فیڈریشن لندن کے ایک استقبالیہ میں تقریر کرتے ہوئے لینن پرائز یافتہ اور پاکستان کے مشہور شاعر جناب فیض نے کہا ہے کہ ہم لوگوں نے جن کا تعلق پچھلی پود سے ہے کسی ایسے کردار کا مظاہرہ نہیں کیا جس پر فخر کیا جا سکے یا ہم لوگ آپ کو کوئی قابل تقلید مشورہ دے سکیں۔ گزشتہ دور کے زعمانے افسوس ناک مثالیں قائم کی ہیں۔ اس لئے پاکستان کی نوجوان پود کا فرض ہے کہ وہ خود اپنے ملکی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ استقبالیہ فیض احمد فیض کے اعزاز میں ترتیب دیا گیا تھا۔

ایک رسالہ ——— ایک تحریک

ماہنامہ

ہم قلم

فی شمارہ ۶۲ پیسے

سالانہ چھ روپے

ادارۂ مصنفین پاکستان
اسٹریچن روڈ کراچی

نئی مطبوعات

عنوان مذکور کے تحت "قومی زبان" کے ہر شمارے میں اُردو کی تازہ شائع شدہ کتب کے بارے میں معلومات درج کی جاتی ہیں ناشرین اور مصنفین سے درخواست ہے کہ وہ ادارۂ "قومی زبان" سے تعاون فرمائیں اور اپنی کتابوں کی اشاعت کے بارے میں مطلع فرماتے رہیں

حقوق الاسلام (مذہب)	قاضی ثناء اللہ پانی پتی مترجمہ وحید الدین سلیم پانی پتی	پاک اکیڈمی - کراچی ۱۸ع
تاریخ تدوین حدیث (مذہب)	ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی	" " " "
حکایت پنجاب حصہ اول - دوم - سوم:-	مرتبہ آر - سی ٹمپل مترجمہ میاں عبدالرشید	مجلس ترقی ادب - لاہور
مرحوم دہلی کالج (ادبی تاریخ دنیا ایڈیشن)	بابائے اُردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق	انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۵
بابائے اُردو مولوی عبدالحق (مضامین)	عبداللطیف اعظمی	ادارۂ فروغ اُردو لکھنؤ
حالی اور نیا تنقیدی شعور (ادب و تنقید)	پروفیسر اختر انصاری دہلوی	اُردو اکیڈمی سندھ - کراچی ۲
اردو رباعی (فنی و تاریخی ارتقاء) (ادب و تنقید)	فرمان فتح پوری	سنگ میل پبلشرز و مشتاق بک ڈپو کراچی (۱)

تدریس اُردو	(تعلیم)	فرمان فتح پوری	مکتبہ جامعہ تعلیم ملی کراچی ۲۳
مشاہدات بلاد اسلامیہ	(سفرنامہ)	محمودہ عثمان حیدر	ادارہ علم مجلسی کراچی نمبر ۱
خدا اور دیوتا	(افسانے)	جبران خلیل جبران	مکتبہ ماحول کراچی نمبر ۱
نئی نظم اور پورا آدمی	(تنقید)	سلیم احمد	ادبی اکیڈمی۔ کراچی ۵
میگھ ملہار	(افسانے)	ممتاز شیریں	لارک پبلشرز کراچی ۵
معارف النفس	(فلسفہ)	لفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید	مکتبہ اسلوب کراچی ۱۸
کوکا بیلی	(ناول)	شوکت صدیقی	ادارہ ادبیات نو۔ لاہور ۸
دن اور داستان	(ناول)	انتظار حسین	" " " "
اس حمام میں	(افسانے)	ایوب صابر	" " " " "
حدیث دل	نیا ایڈیشن (مجموعہ کلام)	غلام ربانی تاباں	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۲۵
برگ سبز	(مجموعہ کلام)	بانو طاہرہ سعید	مکتبۂ سعدی۔ حیدرآباد دکن ۲
مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط		مترجمہ و مرتبہ ڈاکٹر خلیق انجم	مکتبہ برہان دِلّی ۶

گنجینۂ گوہر (ہندوستان اور پاکستان کی سترہ ادبی شخصیتوں کے سوانحی خاکے) شاہد احمد دہلوی۔ مشتاق بک ڈپو۔ کراچی ۱۰

رسوم دہلی		سید احمد دہلوی	اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۰
جمالی	(ناول)	ایم۔ اسلم	مکتبہ صبوحی۔ لاہور۔

نئے خزانے

ستمبر ۱۹۶۲ء کے اردو اخبارات و رسائل میں شائع شدہ مضامین کی وضاحتی فہرست

مرتبہ

سید ابن حسن قیصر ———— زاہدہ خاتون

- کتابیات و عجائب گھر اور صحافت
- فلسفہ
- عیسائیت۔ سکھ مذہب
- اسلام
- سماجیات و شماریات
- سیاسیات
- معاشیات
- نظم و نسق و سماجی بہبود
- تعلیمات
- تجارت اور رسم و رواج
- لسانیات
- طب
- انجینیرنگ
- زراعت۔ تربیت اطفال
- فنونِ لطیفہ
- ادب
- اُردو ادب۔ تاریخ و تنقید
- اردو ادب۔ شعر و شاعری
- اردو ادب۔ نثر
- اُردو ادب۔ خطوط
- اُردو ادب۔ طنز و مزاح
- سائنس
- اقبالیات
- بابائے اُردو
- فارسی۔ ادب
- انگریزی۔ فرانسیسی۔ سنسکرت۔ ہندی
- بنگالی اور سندھی ادبیات
- تہذیب و تمدن۔ جغرافیہ
- سیاحت۔ اور تاریخ
- مسئلہ کشمیر
- قائداعظم
- سوانح
- تبصرے

اس اشاریہ کی تیاری میں حسب ذیل اخبارات و رسائل سے مدد لی گئی ہے

رسائل

قومی زبان کراچی
مولوی دہلی
شاداب پشاور
ہمدردِ صحت کراچی
انشاء کراچی
جامعہ دہلی
قندیل لاہور
زیب النسا کراچی
جامعہ کالج میگزین کراچی
حور لاہور
ایشیاء لاہور
چٹان لاہور
اقدام لاہور
صبح دہلی
نرگس لاہور
الفرقان ربوہ
شہاب لاہور

لاہور۔ لاہور
ثقافت لاہور
فاران کراچی
ترجمان القرآن لاہور
تجلی دیوبند
ادبی دنیا لاہور
برہان دہلی
ساغر کراچی
نصرت لاہور
العلم۔ کراچی
پاک جمہوریت لاہور
معارف اعظم گڑھ
لیل و نہار لاہور
تحریک دہلی
ساقی کراچی
نقّاد کراچی
کارگر کراچی

جمار بھاشا دہلی
انجم کراچی
اُردو نامہ کراچی
صبا حیدرآباد دکن
صدق جدید۔ لکھنؤ
ہماری زبان علی گڑھ
ماہِ نو کراچی
نگار پاکستان کراچی
افکار کراچی
ہم قلم کراچی
سیارہ لاہور
صبح امید بمبئی
کتاب نما دہلی
نیرنگ خیال لاہور
فروغ اُردو لکھنؤ
ادب لطیف لاہور
آجکل دہلی

مہر نیم روز کراچی
معارف اسلام لاہور
البصیر۔ چنیوٹ

اخبارات

جنگ کراچی
نوائے وقت لاہور
امروز لاہور
انجام کراچی
ملاپ حیدرآباد دکن

کتابیات و عجائب گھر اور صحافت

بابائے اُردو — مقدمہ قاموس الکتب
قومی زبان کراچی ۱-۱۶ ستمبر ۶۲ء

محمد تقی — کتابوں کی باتیں
جنگ کراچی ۲۰ ستمبر ۶۲ء

محمد سلیم الدین — عام کتب خانے
جنگ کراچی ۲۳ ستمبر ۶۲ء

قیصر ابن حسن اور زاہدہ حنا خاتون — رفتار ادب (جون ۶۲ء کے رسائل اور اخبارات کے مضامین کی فہرست)
قومی زبان کراچی ۱-۱۶ ستمبر ۶۲ء

خالد کمال — قاہرہ کا اسلامی میوزیم
جنگ کراچی ۱۰ ستمبر ۶۲ء

ناز امیر الٰہی — مولانا عبدالمجید سالک اور صحافت
نوائے وقت لاہور ۲۷ ستمبر ۶۲ء

ادارہ — مسلمان اور انگریزی اخبارات
مولوی دہلی ستمبر ۶۲ء

خواجہ غلام قدیر — ثقافتی آزادی اور اشتراکیت
شاداب پشاور ستمبر ۶۲ء

فلسفہ

اسلم ایم — حیات روح (۲)
ہمدرد صحت کراچی ستمبر ۶۲ء

نقی اختر — روحیں نظر آتی ہیں (جارج مارٹل کے بیانات)
انشاء کراچی ستمبر ۶۲ء

عبداللہ دل بخش — کھو گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے
جامعہ دہلی ستمبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — کھلی کتاب (پامسٹری)
قندیل لاہور ۱۶ ستمبر ۶۲ء

نسیم طاہرہ — یہ لکیریں زبان رکھتی ہیں
زیب النساء لاہور ستمبر ۶۲ء

اقبال جعفری — خواب اور تعبیر
جامعہ کالج میگزین کراچی ۶۲-۱۹۶۱ء

لطیف النور — خواب و خیال
نور لاہور ستمبر ۶۲ء

محمد لطیف فتح پوری — کشف و خواب کی حقیقت (مسلسل)
الشیاء لاہور ۲۳ اور ۳۰ ستمبر ۶۲ء

کنیز فاطمہ — آوارہ بچے
قندیل لاہور ۱۶ ستمبر ۶۲ء

اشہر جمیل — شرمانا و حجاب
ہمدرد صحت کراچی ستمبر ۶۲ء

افسر حامد اللہ — کیا تم ایک نارمل انسان ہو؟
ہمدرد صحت کراچی ستمبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — خوف (ایک واہمہ)
قندیل لاہور ۳۰ ستمبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — محبت ایک حقیقت ہے
چٹان لاہور ۳ ستمبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — خود اعتمادی
جنگ کراچی ۱۶ ستمبر ۶۲ء

ابوزید اصلاحی — زندہ معاشرت (ضمیر کی اصلاح اور درستی)
مولوی دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

رابعہ یوسف — زندگی میں اخلاق کی اہمیت
اقدام لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

رفیع اللہ عنایتی — باتیں کرنے کا فن
صبح دہلی۔ پہلا حصہ ۶۲ء

رئیس امروہوی — نکتہ چینی
ہمدرد صحت کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — آپ کا مستقبل
جنگ کراچی ۲۰ ستمبر ۶۲ء

عزیز الرحمٰن — زندگی اور ہم
جنگ کراچی۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء

مختار سحر — ارتقائے نفس
ایشیاء لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء

محمد اصعت — ایک بدنام فلسفی (ابیقور (EPICURE)
ایک ممتاز یونانی فلسفی کا تعارف)
نرگس لاہور۔ اگست ستمبر ۶۲ء

ناصر احمد نصیر — ابن الہیثم
امروز لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

ناصر احمد نصیر — ابن سینا
امروز لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

ناصر نصیر احمد — ابن سینا کی نفسیات و اخلاقیات
امروز لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء

ناصر نصیر احمد — امام غزالی رح
امروز لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

ناصر نصیر احمد — امام غزالی اور الٰہیات تصوف اور اخلاقیات
امروز لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء

خواجہ بدر — اسپینوزا کا فلسفۂ مذہب
ثقافت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

عیسائیت ۔ سکھ مذہب

رفیق احمد (مترجم) — ایک ممتاز عیسائی مشنری کے نام مریم جمیلہ کا خط (دی کال آف دی منارٹ مصنفہ ڈاکٹر کینتھ کریگ پر تبصرہ اور پروٹسٹنٹ عقائد پر تنقید)
ایشیاء لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

ادارہ — تثلیث (کیا یہ الٰہی بھید ہے یا بے دین بناوٹی کہانی) الفرقان ربوہ ستمبر ۶۲ء

زنکاری — سکھوں کا ایک عجیب وغریب فرقہ
نوائے وقت لاہور۔ ۷ ستمبر ۶۲ء

اسلام

ادارہ — ہمیں کون سا اسلام درکار ہے
شہاب لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

شاد عارفی — زندہ مذہب (دین فطرت)
مولوی دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

ظفر احمد عثمانی — اسلامی تہذیب کیا ہے
شہاب لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء

وحید الدین خاں — کیا سکولرزم اسلام کی ضد نہیں؟
ایشیاء لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء

ابوالاعلیٰ مودودی — لاہور کے جلسۂ عام میں امیر جماعت اسلامی کی تقریر
ایشیاء لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء

ابوالاعلیٰ مودودی — ہمارے مسائل اور ان کا حل (چوک یادگار پشاور میں مسائلِ حاضرہ پر طویل تقریر)
شہاب لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

یوسف کلیم — لاہور میں پاکستان سیرت کانفرنس (مجالسِ سیرت کا تفصیلی جائزہ)
شہاب لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

ادارہ — پاکستان میں اسلام پسند اکثریت کیوں کمزور ہے
ایشیا لاہور۔ ۱۱ ستمبر ۶۲ء

بشیر احمد — اسلام میں خارجی اثرات کے نتائج
اقدام لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء

تھیوڈور شیزو — جاپان میں اسلام کے نام لیوا انسان کی عبادتگاہ
جنگ کراچی۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء

شریفی، محمد حسام اللہ — زندہ سیاست (اسبابِ زوالِ اُمّت)
مولوی دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

——— — اسلام اور جمہوریت
اقدام لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء

——— — اسلامی حکومت کے اجزائے ترکیبی (قسطِ اوّل)
(طٰہٰ حسین کے مضمون کا ترجمہ)
لاہور۔ ۳ اور ۱۰ ستمبر ۶۲ء

ادارہ — اجاریہ و ربا کا خلاصہ قرآن
مولوی دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

بشارت علی — عمرانی علوم کی کسوٹی۔ العرفان (۲)
ثقافت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

عبدالباری ندوی — خیر اُمّۃ کا نقشہ (قرآن مجید کے آئینہ میں)
فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

ارشاد داؤد — قرآن کریم کی تفسیریں
انجام کراچی۔ ۹ ستمبر ۶۲ء

ابوالاعلیٰ مودودی — تفہیم القرآن (سورۂ سبا) (۴)
ترجمان القرآن لاہور ستمبر ۶۲ء

ابوالاعلیٰ مودودی — درسِ قرآن (سورہ ق۔ رکوع ۳)
ایشیا لاہور۔ ۱۹، ۲۳ اور ۳۰ ستمبر ۶۲ء

صابر خان محمد — سید سلیمان ندویؒ سے ایک قلمی ملاقات (قرآنی آیات کی بعض مشکلات اور ان پر استفسارات)
چٹان لاہور۔ ۱۷ ستمبر ۶۲ء

محمد شفیع — معارف القرآن (سورہ انعام ابتدائی ۵ آیات)
شہاب لاہور۔ ۹، ۱۶، ۲۳ اور ۳۰ ستمبر ۶۲ء

شیخ عبدالقادر — اصحابِ کہف انکشافاتِ جدیدہ کی روشنی میں
الفرقان ربوہ۔ ستمبر ۶۲ء

ابوالاعلیٰ مودودی — معارف الحدیث
شہاب لاہور۔ ۲، ۹، ۱۶، ۲۳ اور ۳۰ ستمبر ۶۲ء

عامر عثمانی — تفہیم الحدیث۔ حسنِ اخلاق (۲)
تجلّی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء

ابوالبقا — امام ابوحنیفہؒ کا مقام فنِ حدیث میں
ترجمان القرآن لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

عرشی امرتسری — اسلام میں عقل کا مقام
ادبی دنیا لاہور۔ دورِ پنجم شمارہ ہشتم

ابن شہاب قصوری — جماعت اسلامی کو کچل دیجئے
(عائلی قوانین کی قرارداد پر حکومت کے مشورہ پر بحث)
شہاب لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

فضل الرحمٰن	کرسچل انٹرسٹ کی فقہی حیثیت کا تنقیدی جائزہ (مکمل)	برہان دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
رمضان اختر ایم	عورت کی ذمہ داریاں	اقدام لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
شائستہ محمود رضوی	عائلی قوانین اور عورت	جنگ کراچی۔ ۱۹ ستمبر ۶۲ء
شفاعت محل	عائلی قوانین	سائز کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
قادر خان ایم اے	عائلی قوانین حقیقت کی کسوٹی پر	انجام کراچی۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء
مقبول عزیز	عورت کی ذمہ داریاں	اقدام لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
منظور احسن	عائلی قوانین اور مسٹر پرویز	شہاب لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
ولی حسن ٹونکی	عائلی قوانین کا ماخذ	شہاب لاہور۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء
ابوالاعلیٰ مودودی	شرعی سزاؤں کو ظالمانہ کہنے کے الزام کی حقیقت	ایشیاء لاہور۔ ۱۱ ستمبر ۶۲ء
علی اصغر چودھری (مترجم)	خدا، روح اور کائنات (سائنس اور اسلام کی نگاہ میں) مسلسل (محمد یامین خان کے مضمون کا ترجمہ)	ایشیاء لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
عطاء اللہ پالوی	دعا کی بے اثری	نصرت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
کلیم اختر	سیالکوٹ کے چند مشہور عرس	قندیل لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء
محمد خصلت حسین صابری	صوفیائے حق	العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء
محمد صادق سیالکوٹی	توکل کا قرآنی مفہوم	امروز لاہور۔ ۱۴ اور ۲۱ ستمبر ۶۲ء
———	ایک بے مثال ادارہ کی بنیاد و ترقی (داؤدی بوہرہ فرقہ)	جنگ کراچی۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
———	جامعۂ سیفیہ (سورت گجرات)	جنگ کراچی۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
بیگم شمسی عباد الرحمٰن	بعثت محمدی کے وقت دنیا کی مذہبی اور اخلاقی حالت	انجام کراچی۔ ۵ ستمبر ۶۲ء
———	خلقِ عظیم (سیرت رسول کریمؐ)	قندیل لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
محمد صادق سیالکوٹی	سید الکونینؐ	قندیل لاہور ۱۶ ستمبر ۶۲ء
ادارہ	دعوتِ اسلامی کا طریق کار (نبی الرحمت کا اسوۂ حسنہ)	ایشیاء لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
ادارہ	رسول اللہؐ کا طرز خطاب	ایشیاء لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
محمد جعفر پھلواری	فرمانرواؤں کو دعوت اسلام (رسول اللہؐ کی دعوت اسلام)	ثقافت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
احمد انور	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سماجی زندگی	روزنامہ ملاپ حیدرآباد دکن ۱۲ ستمبر ۶۲ء

نذیر احمد مجمی	نبی کریمؐ کا اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کی تربیت
	ایشیاء لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
———	ام المومنین کی سہیلی (نظم)
	شہاب لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
اکرم، ایس، ایم	عمر فاروقؓ (تاریخ اسلام کی مثالی شخصیت)
	قندیل لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
وارث میر	۔۔۔ عمرو بن العاصؓ اور حضرت عمرؓ کا احتساب
	نوائے وقت لاہور۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء
کامل محمد وارث (مرحوم)	حضرت ابو ایوب انصاری ؓ
	چٹان لاہور۔ ۳ ستمبر ۶۲ء
محمد اسلم	حضرت اویس قرنی
	امروز لاہور۔ ۲۱ ستمبر ۶۲ء
کامل محمد وارث (مرحوم)	انس بن مالکؓ
	چٹان لاہور۔ ۱۰، ۱۷ اور ۲۴ ستمبر ۶۲ء
شمس نوید	کیا ہم مسلمان ہیں (سیدنا زید بن حارثہؓ)
	تجلی دیوبند ستمبر ۶۲ء
ظہور احمد	امام فخر الدین رازیؒ
	ایشیاء لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
رفیع الدین ہاشمی	علامہ ابن خلدون
	امروز لاہور۔ ۷ ستمبر ۶۲ء
ادارہ	سیرت غوث اعظم (صوفیانہ زندگی
	(اردو زبان میں غوث الثقلین کی سوانح
	حیات کا ایک حصہ)
	مولوی دہلی ستمبر ۶۲ء

سردار علی صابری	غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
	انجام کراچی۔ ۱۲ ستمبر ۶۲ء
قیصر مظہری	غوث الاعظم سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
	پاک جمہوریت لاہور۔ ۱۵ ستمبر ۶۲ء
عباد اللہ فاروقی	حضرت سلطان المشائخ نظام الدین
	اولیا محبوب الٰہیؒ
	امروز لاہور۔ ۲۸ ستمبر ۶۲ء
کوثر نیازی	حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہی
	شہاب لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
مسعود احمد	شاہ محمد غوث گوالیاریؒ
	معارف اعظم گڑھ۔ ستمبر ۶۲ء
———	حضرت موج دریا بخاریؒ
	نوائے وقت لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
مظہر باری	شاہ علی بغدادیؒ۔ (ڈھاکے کے ایک
	صوفی بزرگ)
	لیل و نہار لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء
عزیز الرحمٰن مدنی	شاہ عبدالقادر رائے پوری کے وصال پر
	چٹان لاہور ۲۴ ستمبر ۶۲ء

سماجیات و شماریات

گویا جہان آبادی، ضامن حسین نقوی	
	فرد و ملت کا نظام حیات
	العلم کراچی۔ جولائی ستمبر ۶۲ء
محمد الیاس برنی مرحوم	تمدن معاشی اور معاشرت
	العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

سلطان محمود	سماجی برائیاں اور ان کا انسداد امروز لاہور۔ ۲۷-۲۸ ستمبر ۱۹۶۲ء
قریشی اے-ڈی	معاشرتی کام اور ترقی انجام کراچی۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۲ء
شہزادی	غلط اقدام۔ لڑکی کا رشتہ طے کرنے سے قبل لڑکے متعلق ہر ممکن معلومات حاصل کرنے کی اہمیت زیب النساء لاہور۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
وارث سرہندی	شادی (نفسیات جنس کا ایک باب) انشاء کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
——	دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ چٹان لاہور۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

سیاسیات

بیگم رشیدہ پٹیل	اصلاحات کی ضرورت جنگ کراچی۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۲ء
گوپال متل	آزادی اور امن کے مسائل تحریک دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
مارٹن میکینالڈز	جمہوریت کے لئے جدوجہد جنگ کراچی۔ ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء
محمد داؤد	جمہوری نظام اقدام لاہور۔ ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء
الطاف جاوید	پاکستانی تہذیب اور قومیت کا مسئلہ انشاء کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
میر خلیل اللہ	پاکستانی قومیت جنگ کراچی۔ ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء
شاہد احمد	سیٹو ساقی کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
سیف اللہ	چین میں آزادی کی جدوجہد کا آغاز تحریک دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
محمد اسلام	مسلم لیگ کی چھپن سالہ تاریخ پر ایک اجمالی نظر جنگ کراچی۔ ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء
قائد اعظم	تاریخی خطبۂ صدارت (۷، ۸ اپریل ۱۹۴۶ء کو عربک کالج دہلی میں منعقدہ غیر منقسم ہندوستان کے صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں میں کامیاب مسلم لیگی اراکین کے کنونشن کے موقع پر تقریر) جنگ کراچی۔ ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء
نسیم الظفر	خواب اور تعبیر (جدوجہد پاکستان کا ذکر) لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۲ء
——	ایک تاریخی دستاویز (سر آغا خاں کی قیادت میں لارڈ منٹو کو بتاریخ یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء پیش کردہ سپاسنامہ) جنگ کراچی ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء
——	الجزائر میں خفیہ تنظیم کے مظالم اقدام لاہور۔ ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

معاشیات

رفیق عزیزی	ایک رکشا ڈرائیور سے انٹرویو نقاد کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
بارک اللہ خاں	سرمایہ داری، اشتراکیت، اسلام اقدام لاہور۔ ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء
حامد مجید	گلستان وطن کے زہر بھرے کانٹے قندیل لاہور۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

— افریقہ پر اشتراکیت کی یلغار
جنگ کراچی۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

علوی، ایس اے — جدید تنظیم کے تحت چھوٹی صنعتوں کا مستقبل
کارگر کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

علیم، ع — دستی کرگھوں سے ۔ خودکار مشینوں تک
کارگر کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

نسیم احمد — مغربی پاکستان میں چھوٹی صنعتوں کی رفتار
کارگر کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

حمیدہ بانو — دولت۔ ترقی کا جدید ذریعہ
قندیل لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

نظم ونسق وسماجی بہبود

امیر بیگ میرزا — سابق پولیس افسر کے مشاہدات وتجربات
امروز لاہور۔ ۲۳، اور ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

عزیز الرحمن — خودکشی یا قتل کرنے والے
نقاد کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

عزیز الرحمن — جرائم کی روک تھام
جنگ کراچی۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۲ء

تعلیمات

الطاف علی بریلوی — آج کے تعلیمی مسائل
العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۶۲ء

محمد بدر منیر — نئی نسل (مستقبل کی قربان گاہ پر)
اقدام لاہور۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

حبیب علاؤالدین — حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس
روزنامہ ملاپ حیدرآباد دکن ۱۹ ستمبر ۱۹۶۲ء

سنبل نسریا — جنوبی ویٹ نام میں تعلیم
جوار بھاٹا دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

— سائنس کی تدریس میں عام اشیاء کا استعمال
لیل ونہار لاہور۔ ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

خالد مختار احمد — بنا طالب علم
قندیل لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

ادارہ — تعلیم وسیاحت
پاک جمہوریت لاہور۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

محمد آصف — بچے کی تعلیم (روسو کا نظریہ)
نرگس لاہور۔ اگست ستمبر ۱۹۶۲ء

سعید وارثی — جامعہ کالج
انجام کراچی۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۲ء

تجارت اور رسم ورواج

ادارہ — برطانیہ۔ مشترکہ منڈی اور پاکستان
پاک جمہوریت لاہور۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۲ء

رضی الدین — قوموں کی تاریخ میں دولت کا مقام
جنگ کراچی۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۲ء

عطاء اللہ پالوی — بوسہ
لاہور۔ ۳ ستمبر ۱۹۶۲ء

شاہدہ بیگم بسانی — عورت کی سرگزشت
انجم کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

آصف ایس۔ ایم — قدیم سپارٹا کی صنف لطیف
نرگس لاہور۔ اگست ستمبر ۱۹۶۲ء

لبیل، محمد عبدالرزاق — عورت، (اہل ایران کی نظر میں)
نرگس لاہور۔ اگست ستمبر ۱۹۶۲ء

منصور قیصر — توہمات — ایک سماجی مسئلہ
ہمدرد صحت کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

لسانیات

دانش، ایس۔ ایم۔ فیضان
اُردو زبان پر ایک تاریخی نظر
اُردو نامہ کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

ضیاء انصاری — قومی یک جہتی اور بول چال کی زبان
صبح حیدر آباد دکن۔ جولائی اگست ۶۲ء

نیاز فتح پوری — الفاظ کا نگار خانہ
چٹان لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء

غلام رسول — اردو کا اصلاحی رسم الخط
اُردو نامہ کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

گوپی چند نارنگ — کیا اُردو رسم الخط اصلاح طلب ہے
صدق جدید لکھنؤ، ۷ اور ۱۴ ستمبر ۶۲ء

حسن ایم اے — تلفظ اور املا کی اصلاح
ہماری زبان علی گڑھ۔ یکم ستمبر ۶۲ء

سید قدرت نقوی — سخن ایں جاست (اردو لغت پر بحث)
ماہ نو کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

طاہر محسن کاکوروی — نور اللغات اور فرہنگ آصفیہ (مسلسل)
نگار پاکستان کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

محمد زکریا — اردو لغت (زیر ترتیب اردو لغت ادارہ ترقی اُردو کراچی کی غلطیوں پر بحث)
ہماری زبان علی گڑھ۔ ۱۵ ستمبر ۶۲ء

مضطر امروہوی — لفظ اب کی تحقیق
اُردو نامہ کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

الند روان — کوئٹہ اور قلات ڈیژن کے براہوئی۔ براہوئی زبان
امروز لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

سائنس

ادارہ — کچھ سائنس کے متعلق (پروفیسر قاضی عبدالرشید سے ایک انٹرویو)
آرگس لاہور۔ اگست ستمبر ۶۲ء

حشر، ظفر اقبال — مسلم مشاہیر کی سائنسی خدمات
انجام کراچی۔ ۱۹ ستمبر ۶۲ء

عبدالرشید — جولانگہِ حیات (مسئلۂ تخلیق)
ثقافت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

فیضان، دانش، ایس۔ ایم
انگلستان میں علوم عرب اور استشراق کی ابتدا
امروز لاہور ۹، ۱۶ اور ۳۰ ستمبر ۶۲ء

—— سائنسی نظر سے اثباتِ وجود باری تعالےٰ
(اے کریسی مارلسن کے مضمون کا ترجمہ)
ہمدرد صحت کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

عبدالرشید — ستاروں کی دنیا
استقلال لاہور۔ ۱۹ ستمبر ۶۲ء

عبدالرشید — فضائے بسیط میں کائناتی شعاعوں کے غیر برقی حلقے
اقدام لاہور۔ ۱۷ ستمبر ۶۲ء

فضل احمد فارانی (مترجم) — خلا اور نئی حقیقتیں (جان گلن کا مضمون)
شہاب لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

محمد انعام کھوکھر — خلائی سفر
لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

——	چاند کے سفر کی پہلی منزل جنگ کراچی۔ یکم ستمبر ۶۲ء
ریاض احمد، عارف عبدالمتین اور وزیر آغا	وقت کیا ہے ادبی دنیا لاہور۔ دور پنجم۔ شمارہ ہشتم
——	مقناطیسیت اور برقی مقناطیسی میدان لیل و نہار لاہور۔ ۲ اور ۹ ستمبر ۶۲ء
نغمہ ریحان	تابکار ہیپا لیل و نہار لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء
انوار احمد سوہاردی	زلزلے ہی زلزلے انجام کراچی۔ ۱۷ ستمبر ۶۲ء
——	بیسوی صدی میں حجری دور کے ترجمان آسٹریلیا کے قدیم باشندے انجام کراچی۔ ۱۵ ستمبر ۶۲ء

طب

ادارہ	آپ کی صحت (طلبا کو ہدایت) ہمدرد صحت کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
صوفی، ایم۔ اے	انسان اور خوراک قندیل لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
شیر محمد	صحت و صفائی کے مسائل اور یونین کمیٹیاں (تجربات کی روشنی میں) اقدام لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
بدر اقبال	نیچر کیور حور لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
سلیم الدین احمد صدیقی	دق اور سل اور اس کا علاج انجام کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
ظہوری، عبدالوہاب	عربی زبان میں امراض چشم پر پہلی کتاب ہمدرد صحت کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

انجینئرنگ

——	شمسی توانائی کا انجنوں میں استعمال کارگر کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
محمود الرحمٰن	پاکستان میں کوئلے کی صنعت کارگر کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
مہاجر، ایم۔ اے	جہاز سازی کارگر کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
حامد سعیدی	سنگلا بند (ایک انقلابی منصوبہ) جنگ کراچی۔ یکم ستمبر ۶۲ء
رمضانی	کراچی ایروڈروم سے سنگلا ڈیم تک انجام کراچی۔ یکم ستمبر ۶۲ء
نذیر صابر	لائل پور کے چند صنعتی ادارے نوائے وقت لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
حیدر رائے	سائیکل گزشتہ تین صدیوں میں امروز لاہور۔ ۲۹ ستمبر ۶۲ء
جمیل زبیری	پاکستان میں سائیکل بنانے کی صنعت امروز لاہور۔ ۲۹ ستمبر ۶۲ء

زراعت۔ تربیت اطفال

امام احمد، ایس	دیہاتی طریق زراعت جنگ کراچی۔ ۲۱ ستمبر ۶۲ء

حکیم شفائی	جدید طریقہ کاشت کے رواج کی ضرورت نوائے وقت لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء	
علی ناصر زیدی	سائنس اور زراعت پاک جمہوریت لاہور۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء	
یونس ادیب	کبوتر بازی لیل و نہار لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء	
مسز ہدایت اللہ اختر	ننھے مسافر (بچوں کے ساتھ سفر میں احتیاط) زیب النساء لاہور۔ ستمبر ۶۲ء	
شاہین	بچے اور تربیت قندیل لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء	

فنونِ لطیفہ

طاہر احمد	ٹھٹھہ کے آثارِ قدیمہ جنگ کراچی۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء	
عباد اللہ فاروقی	مسجد اقصیٰ امروز لاہور۔ ۷ ستمبر ۶۲ء	
خاور رفیق	سفیر جبال۔ خطاطی ماہ نو کراچی۔ ستمبر ۶۲ء	
سحر انصاری	عسکری کے نگار خانے میں (ایک انٹرویو) افکار کراچی ستمبر ۶۲ء	
محمد حسن ملک	فوٹو گرافی کی ایجاد جامعہ کالج میگزین کراچی ۶۱-۶۲ء	
——	فوٹو گرافی۔ ارتقا کی داستان پاک جمہوریت لاہور۔ ۲۹ ستمبر ۶۲ء	
ماجد صدیقی	عروسی نغمے (پوٹھوہار کے لوک گیت) ماہ نو کراچی۔ ستمبر ۶۲ء	

خالد محمود اور عشرت الٰہی ملک	سر سنگیت پر تبصرے کے جواب میں لیل و نہار لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء	
وفا راشدی	بھاٹیالی گیت (مشرقی پاکستان کے لوک گیت) ماہ نو کراچی۔ ستمبر ۶۲ء	
جبار توقیر	پردۂ سیمیں کی دنیا (ایک زوال پذیر صنعت) نرگس لاہور۔ اگست ستمبر ۶۲ء	
——	مارلین منرو (ایک بے یار و مددگار بے سہارا لڑکی) (ریڈر ڈائجسٹ میں کے مضمون کا ترجمہ) جنگ کراچی۔ ۲۸ ستمبر ۶۲ء	
مظہر جبل پوری	پاکستان۔ ایشیائی ہاکی چیمپئن جنگ کراچی۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء	
عقیل اطہر	ہاشم خاں (پاکستانی اسکواش کھلاڑی) جنگ کراچی۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء	
صادق کاشمیری	ہم نے تین جوتیاں سر کیں نوائے وقت لاہور۔ ۱۴ ستمبر ۶۲ء	

ادب

اطہر پرویز	ادب کی قدریں ہم قلم کراچی۔ ستمبر ۶۲ء	
جاوید بینش	ادب کا ماحول قندیل لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء	
حامد مجید	عظمتِ فن قندیل لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء	
سجاد باقر رضوی	ادب میں شخصیت کا مسئلہ ادبی دنیا لاہور۔ دورِ پنجم شمارہ ہشتم۔	

خورشید الاسلام	پردیسی کے خطوط (ادب و زندگی کے مسائل پر مجنوں گورکھپوری کے خطوط) صبح دہلی - پہلا حصہ ۶۲ء
شمسی کاظم حسین	شعر میں پیکر تراشی اور مصوری (رنگوں خطوں اور شبیہوں کی بحث) نرگس لاہور - اگست ستمبر ۶۲ء
عزیز الحق	مقصدی ادب لیل و نہار لاہور - ۲ ستمبر ۶۲ء
ف م - ا (مترجم)	عالمی ادب اور سورن کرمکگارڈ (تالیف شیلا میکڈونا) سیارہ لاہور - ستمبر ۶۲ء
مشتاق احمد	فن ڈرامہ پر ایک نظر صبح امید بمبئی - ستمبر ۶۲ء
عزیز قیسی	فلم کی کہانی (لکھنے اور سنانے کا فن) صبا حیدرآباد دکن - جولائی اگست ۶۲ء
محمد فضل الرحمٰن	ریڈیو ڈرامہ (تنقیدی جائزہ) روزنامہ ملاپ حیدرآباد دکن ۲۹ ستمبر ۶۲ء
احسن فاروقی	ناول پڑھنے والے ساقی کراچی - ستمبر ۶۲ء

اردو ادب ــــ تاریخ و تنقید

ابو علی ندوی	صاحب شعر الہند (مولانا عبد السلام) کی یاد میں دو خاص نمبر ۱- شبلی کالج میگزین عبد السلام نمبر ۲- ادیب - جامعہ اردو علی گڑھ عبد السلام نمبر ہماری زبان علی گڑھ - ۲۲ ستمبر ۶۲ء

ابو یحییٰ امام خاں	(پنجہ خورشید (اردو کا ایک قدیم طرحی رسالہ (گل دستہ جو ۱۸۹۹ء میں دہلی سے بابو چندی پرشاد دطوری کی ادارت میں شائع ہوتا تھا) امروز لاہور - ۲ ستمبر ۶۲ء
ادارہ	ہم قلم کا اشاریہ (گزشتہ دو سال کے پرچوں کا مصنف وار اشاریہ) ہم قلم کراچی - ستمبر ۶۲ء
نادم سیتاپوری	ماہنامہ شمس کلکتہ (ایک ادبی رسالے کا ذکر جو ۱۹۰۷ء میں نکل رہا تھا) ہماری زبان علی گڑھ - یکم ستمبر ۶۲ء
دیویندر پرشاد سکسینہ	رسالہ خدنگ نظر (منشی نوبت رائے نظر کا رسالہ ۱۸۹۶ء) جامعہ دہلی - ستمبر ۶۲ء
عبد الماجد دریا آبادی	اردو کے چند مظلوم ادیب چٹان لاہور - ۱۷ ستمبر ۶۲ء
چیلی شیف اور ماسلوف	سوویٹ یونین میں ہندوستانی ادبیات کا مطالعہ صبح دہلی - پہلا حصہ ۶۲ء
حامی الدین خاں	اردو داں پاکستانی خواتین کا ذوق مطالعہ (۲) العلم کراچی - جولائی تا ستمبر ۶۲ء
نامی (عبد العلیم)	بمبئی میں اردو صبح امید بمبئی - ستمبر ۶۲ء
ابو یحییٰ امام خاں	تین آزاد (۱) میر غلام علی آزاد بلگرامی (۲) مولانا محمد حسین آزاد (۳) ابو الکلام آزاد امروز لاہور - ۱۶ اور ۲۰ ستمبر ۶۲ء

مظہر جمیل — اردو میں جدید سوانح نگاری کا نظریہ
ساقی کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

عبدالودود — صحتِ متن
تحریک دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

اردو ادب — شعر و شاعری

ممتاز احمد — انیس سپہکبست تک کی شاعری کا عمومی جائزہ
ساقی کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

منوہر پرشاد ماتھر — سندھ خواتین اور اردو شاعری
کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

انجم عبدالرؤف — نئی شاعری
نیرنگِ خیال لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

ریاض احمد — جدید شاعروں کے مسائل
ماہِ نو کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

اختر بشیر محمود — اردو غزل کی زبان
ساقی کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

جیلانی کامران — اردو غزل کا مستقبل
قندیل لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء

ظفر یوسف اور دیگر حضرات
نظمِ وقت — کا تجزیاتی مطالعہ
ادبی دنیا لاہور دورِ پنجم۔ شمارہ ششم

عشرت رحمانی (مرتب) — مرزا ہادی رسوا کی مثنوی امید و بیم
اردو نامہ کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

ارشد کاکوی — رباعیات شاد عظیم آبادی
نگار پاکستان کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

بھگوان، راما بھگوان داس
ترجمانِ معرفت (احمد حسین امجد حیدرآبادی مرحوم کی رباعیات کا جائزہ)
قندیل لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

شاغل عثمانی نارنولوی، احتشام الدین
بھائی صاحب (انور علی شاد سانبھری فتح پوری مرحوم ایک نادر تاریخ گو کا تعارف)
العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

محمد عبدالخالق — عبداللہ قطب شاہ بحیثیت شاعر
روزنامہ ملاپ حیدرآباد دکن ۱۲ ستمبر ۶۲ء

نیر مصلاح الدین — سراج اورنگ آبادی کی زندگی اور شاعری
ملاپ حیدرآباد (دکن) ۵ دسمبر ۶۲ء

ادارہ — سوز (سید محمد میر سوز) ۱۱۳۲ھ تا ۱۷۹۸ء
کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

خلیق انجم — سودا کا خطاب
فروغِ اردو لکھنؤ ستمبر ۶۲ء

خلیق انجم — صفا لکھنوی (دبیر کے ایک شاگرد)
صبح دہلی۔ پہلا حصہ ۶۲ء

وارث کرمانی — ناسخ کے معترض سے
ادبِ لطیف لاہور۔ ستمبر ۶۲ء۔

ادیب بہران پوری — مول چند منشی کا شاہنامہ اردو
ہماری زبان علی گڑھ — ۸ ستمبر ۶۲ء

معراج دھولپوری — مول چند منشی کا شاہنامہ اردو
ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء

اعجاز حسین — غالب کا تنقیدی شعور
نیرنگ خیال لاہور ستمبر ۶۲ء

انصار مردھوی — مرزا غالب اور مصحفی (قسط ششم)
نگار پاکستان کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

تحسین سروری — غالب اور معاصرین غالب "ریاض الفردوس" میں
اردو نامہ کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

عبدالودود — غالب کے ایک قصیدے کا اولین ممدوح
صبح دہلی۔ پہلا حصہ ۶۲ء

کشفی، ابوجعفر — موازنۂ غالب و نظیری در طول
العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

محمد اسماعیل خاں — غالب کے اردو قصائد
نگار پاکستان کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

نثار فاروقی — غالب کی ایک غیر مطبوعہ رباعی
صبح دہلی۔ پہلا حصہ ۶۲ء

جوش محمد آبادی — مسیح الملک حکیم اجمل خاں شیدا کی شاعری
روزنامہ ملاپ حیدرآباد دکن۔ ۱۹ ستمبر ۶۲ء

صدق جائسی — کچھ نہفتہ داستانیں کچھ شگفتہ تذکرے ۔۱۲
(فانی دکن میں)
چٹان لاہور ۱۰، ۱۷ اور ۲۴ ستمبر ۶۲ء

عبادت بریلوی — تاثیر کی شاعری
ادب لطیف لاہور ستمبر ۶۲ء

بیدار، عابد رضا — حسرت (۱۲)
برہان دہلی ستمبر ۶۲ء

سالک، عبدالمجید — مولانا حسرت موہانی
انجام کراچی۔ ۱۴ ستمبر ۶۲ء

احمد رفاہی — جگر کا نظریۂ تحریر
ہم قلم کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

جمیل قدوائی — جگر لخت لخت
العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

عابد شمسی مرادآبادی — جگر مرادآبادی کی داستان عشق
صبح امید بمبئی۔ ستمبر ۶۲ء

عباس احمد عباسی — جگر صاحب
ہم قلم کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

علمدار زیدی — جوش کی شاعری
جامعہ کالج میگزین کراچی ۶۲-۶۱ء

تاجور سامری — فیض کی شاعری پر نظر کی ضرورت
جوار بھاٹا دہلی ستمبر ۶۲ء

اختر علی تلہری — آنند نرائن ملا کی شاعری
آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

سلیم گیلانی — آل احمد سرور — شاعری اور نظریہ شاعری
سیارہ لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

نائک، گوپی چند — جگن ناتھ آزاد کی شعری صلاحیتیں
روزنامہ ملاپ حیدرآباد دکن۔ ۱۹ ستمبر ۶۲ء

شکیل الرحمٰن — شہزادی کلثوم کی اردو شاعری (ریاست جموں اور کشمیر کی واحد اردو شاعرہ)
ہماری زبان علی گڑھ۔ ۸ ستمبر ۶۲ء

عبدالواحد، ابوظفر — زینت ساجدہ (ایک اردو ادیبہ)
ملاپ حیدرآباد دکن۔ ۵ ستمبر ۶۲ء

عزیز جاوید — شمشاد نجمہ دنجمہ تصدق، منفرد شاعری۔ گمنام شاعر
نرگس لاہور۔ اگست۔ ستمبر ۶۲ء

نصیر الدین ہاشمی — برگ سبز (ایک حیدرآبادی خاتون طاہرہ سعید کے مجموعہ کلام پر تبصرہ و تنقید)
صبح اُمید بمبئی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

آزاد، مسرت حسین — اثر رام پوری (تعارف اور کلام پر تنقید و تبصرہ)
ہماری زبان علی گڑھ۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۲ء

تبسم رضوانی — نہال سخن کے پھول (منشی محمد ابراہیم دبیر کی شاعری کا جائزہ)
قندیل لاہور۔ ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

جہاں گرد — تاریک رات کا سایہ (ساغر صدیقی کا تعارف)
لیل و نہار لاہور۔ ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

نور، منظور حسین — شکستِ شب (محسن بھوپالی کا شعری مجموعہ)
انشاء کراچی ستمبر ۱۹۶۲ء

لطیف ادیب — مالیگاؤں کا ایک شاعر۔ حفیظ
تحریک دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

وزیر آغا — حرکت و حرارت کی ایک مثال — یوسف ظفر
ادبی دنیا لاہور۔ دور پنجم شمارہ ہشتم

اردو ادب — نثر

سبط حسن — جدید اُردو نثر کی پہلی تصنیف — آئین لشکری
ہم قلم کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

محمد باقر — مولوی محمد باقر مرحوم، محمد حسین آزاد کے والد ماجد
ادبی دنیا لاہور۔ دور پنجم۔ شمارہ ہشتم

محمد عقیل — امراؤ جان ادا کی چند الجھنیں
ہماری زبان علی گڑھ۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۲ء

ادیج، حبیب اللہ — باغ و بہار شخصیت (عبدالمجید سالک مرحوم)
السلام لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

فرحت شاہجہانپوری — مولانا سالک کی جامعیت
امروز لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۲ء

ادارہ — میر کارواں کی رحلت (ڈاکٹر زور کی وفات پر)
روزنامہ ملاپ حیدرآباد دکن۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء

—— — ادب لطیف سے قلم کار تک (میرزا ادیب سے ایک انٹرویو)
سیارہ لاہور۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

عارف منصور — عابد علی کی "انتقادی" (۲)
نرگس لاہور۔ اگست۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

اعجاز حسین بٹالوی — آفت کا ٹکڑا (ایک نیا ناول) تصنیف خان محمد فضل الرحمٰن
نصرت لاہور۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

وحشی سمری نجیب اپوری — مخزوں چکلوی کی زیر تصنیف ناول
فروغ اُردو لکھنؤ۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

اردو ادب — خطوط

ابو علی اعظمی — مکاتیب شبلی بنام مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی
نگار پاکستان کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

ابو علی اعظمی — علامہ شبلی نعمانی اور مولانا ابوالکلام آزاد (مکاتیب شبلی کی دلفریبیاں)
چٹان لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۲ء

ریاض الرحمٰن خاں شروانی — ابوالکلام آزاد اور صدر یار جنگ کے تعلقات
صبح دہلی۔ پہلا حصہ ۱۹۶۲ء

اردو ادب ـــــ طنز و مزاح

احسان اکبر ملک	اردو میں طنز و مزاح	ادب لطیف لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
اطہر ظہور احمد	دنیا کا مستقبل ٹریجڈی ازم کی روشنی میں	نوائے وقت لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
اعتصامی محمد قیوم	ڈھاکہ جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب	نوائے وقت لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
محمد اکرام الحق صدیقی	قرض خوری	لیل و نہار لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

اقبالیات

اکبر علی خان	چند نوادر (در سلسلۂ اقبالیات)	اقدام لاہور۔ ۱۶ اور ۲۳ ستمبر ۶۲ء
امیر عالم	تعلیمات اقبال	لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
زور، محی الدین قادری	مولانا روم اور اقبال	اردو نامہ کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء
علی عباس جلالپوری	اقبال کے رومانی افکار	ادبی دنیا لاہور۔ دور پنجم شمارہ ہشتم
یوسف سلیم چشتی	اقبال اور نظریۂ وحدت الوجود پر مزید بحث	ادبی دنیا لاہور۔ دور پنجم۔ شمارہ ہشتم
———	اقبال کی فطرت نگاری	انجام کراچی۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء

بابائے اردو

ابو تمیم	مولوی صاحب کا عشق انبہ	قومی زبان کراچی۔ ۱۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
برنی، خاک عارف	بابائے اردو سے ارادت	قومی زبان کراچی۔ ۱۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
تبسم فرحت	ہمارے بابا (بابائے اردو)	انجام کراچی۔ ۱۷ ستمبر ۶۲ء
(ر۔ خ) (ش۔ ر)	آوارۂ کوئے نا اہلاں	ماہ نو کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
رشید اعظم فاروقی	بابائے اردو اور اردو کے بابا	قومی زبان کراچی ۱۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
رفیق حسین	ڈاکٹر عبدالحق کی عظمت	انجام کراچی۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء
سخاوت مرزا	مرد راہ داں	قومی زبان کراچی۔ ۱۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
سید احمد ندوی	روئیداد حق	قومی زبان کراچی۔ ۱۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
شریف الحسن اورنگ آبادی	عہد ساز شخصیت (بابائے اردو)	انجام کراچی۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء
شمیم مظفر حسین	مولوی عبدالحق (بابائے اردو) کے متعلق مشفق خواجہ کے مراسلے کا جواب	ادبی دنیا لاہور۔ دور پنجم۔ شمارہ ہشتم
شوکت سبزواری	دل کو باتیں جواں کی یاد آئیں	قومی زبان کراچی۔ ۱۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
صدیق جائسی	مولوی عبدالحق	قومی زبان۔ ۱۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
سید حسین رضوی	بابائے اردو سے میری خط و کتابت	قومی زبان کراچی۔ ۱۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

متین الرحمٰن مرتضیٰ	عظیم تہذیبی قائد قومی زبان کراچی - ۱-۱۶ ستمبر ۶۲ء
محمد اکبر الدین صدیقی	بابائے اردو اور رسالہ افسر قومی زبان کراچی - ۱-۱۶ ستمبر ۶۲ء
محی الدین احمد	مولوی عبدالحق کی چند کمزوریاں قومی زبان کراچی - ۱-۱۶ ستمبر ۶۲ء
نور الحسن ہاشمی	عاشقِ اردو (بابائے اردو) قومی زبان کراچی ۱-۱۶ ستمبر ۶۲ء
وحید قیصر ندوی	کچھ یادیں --- کچھ آنسو قومی زبان کراچی ۱-۱۶ ستمبر ۶۲ء

فارسی --- ادب

ام ہانی فخر الزمان	"تذکرہ احباب" کا تنقیدی جائزہ (۱۲۹۲ھ کے فارسی شعرا کا تذکرہ مؤلف بہاء الدین حسن نثاری بخارائی) معارف اعظم گڑھ - ستمبر ۶۲ء
شانتی رنجن بھٹاچاریہ	ٹیگور خاندان اور فارسی و اردو ہماری زبان علی گڑھ - ۲۲ ستمبر ۶۲ء
شبیب الرحمٰن	جدید فارسی شاعری ہماری زبان علی گڑھ - ۲۲ ستمبر ۶۲ء
تارا چند	امیر خسرو نگار پاکستان کراچی ستمبر ۶۲ء
حیات خان سیال ام	عبید زاکانی (فارسی زبان کا مشہور ہجوگو) نے کہا۔ امروز لاہور - ۲ ستمبر ۶۲ء
محمد عمر	ہفت تماشائے مرزا قتیل (۵) برہان دہلی ستمبر ۶۲ء
منظور الحسن برکاتی	ظہیر فاریابی معارف اعظم گڑھ ستمبر ۶۲ء

انگریزی - فرانسیسی - سنسکرت - ہندی - بنگالی اور سندھی ادبیات

عزیز جاوید (مترجم)	زچاک سینہ (۲) آسکر وائلڈ کا الفرڈ ڈگلس کے نام طویل خط آرگس لاہور - اگست - ستمبر ۶۲ء
محمد کاظم	البیر کامو (زندگی اور ادیب) نصرت لاہور - ستمبر ۶۲ء
پریم گوپال (مترجم)	کالیداس کی آخری نظم (ڈاکٹر ایچ - ڈی - بھٹ کے مضمون کا ترجمہ) صبح امید بمبئی - ستمبر ۶۲ء
شعلہ عطا محمد	ہندی کے صاحب طرز شاعر - ملک محمد جائسی فروغ اردو لکھنؤ ستمبر ۶۲ء
منتظر	(بابا) فرید کا رنگ تغزل امروز لاہور - ۱۶ ستمبر ۶۲ء
شاہین (عمر علوی)	ٹیگور اور گیتانجلی یا نغمۂ بہار اقدام لاہور - ۲۰ ستمبر ۶۲ء
مجاہد	آسامی بنگالی اور اڑیہ میں عربی و فارسی الفاظ صبح دہلی - پہلا حصہ ۶۲ء
کوکب جمیل	سندھی شاعری میں برسات کا تذکرہ جنگ کراچی - ۲۳ ستمبر ۶۲ء
ادارہ	شاہ عبداللطیف بھٹائی کا نصب العین انجم کراچی ستمبر ۶۲ء

اشفاق علی خاں	علم بدیع کی تاریخ و تدوین (عربی میں)	برہان دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
تاج، ریاست علی	تلگو کے ایک ممتاز رباعی گو شاعر ستی کی رباعیاں اور ان کا منظوم ترجمہ	روزنامہ ملاپ حیدرآباد دکن ۱۱ ستمبر ۶۲ء
نشاط، جی۔ ایم۔ انصاری	دور سلاطین کشمیر میں کشمیری شاعری	آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

تہذیب و تمدن۔ جغرافیہ و سیاحت اور تاریخ —

اخلاق اختر حمیدی	تاریخ۔ ایک تعارف (نشریہ)	جامعہ کالج میگزین کراچی ۶۲ء
عزیز الرحمٰن	قومی ترقی کا حقیقی سرچشمہ	اقدام لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء
خالد کاشمیری	تہذیب مغرب (مریم جمیلہ کی نظر میں)	شہاب لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
ادارہ	تہذیب فرنگ	ایشیا لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
محمد مجیب	جرمنی کا ایک اور سفر	جامعہ دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
عبدالخالق، عبدالرزاق	سادگی ہائے تمنا (سفر حج کے حالات و تاثرات)	جنگ کراچی۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
اختر، محمد خالد	ابن جبیر کا سفر	نصرت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
نشتر، سرداری	ہماچل پردیش کی جھلکیاں	آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
حسن اسیم	دہلی میں مشاہدے سطحی اور سنجیدہ	صبا حیدرآباد دکن۔ جولائی اگست ۶۲ء
عبدالحمید غازی	ناگالینڈ	لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
عمر شوق	چند روز وادیٔ سوات میں	شہاب لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
عمر عامر	قلات	پاک جمہوریت لاہور۔ یکم ستمبر ۶۲ء
عابد داناپوری	نرائن گنج اور چاٹگام	جنگ کراچی۔ ۶ ستمبر ۶۲ء
جاوید شاہین (مترجم)	افریقہ کے جنگلوں میں (جو ہو موسو ہو اور رابرٹ سی راک۔)	نصرت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
قطب الدین	دریائے نیل (۱)	العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء
عبدالحمید غازی	برطانیہ میں غیر سفید باشندے	لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء
قیصر محمود حسن	ہندوستان عہد عتیق کی تاریخ میں	برہان دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
صباح الدین عبدالرحمٰن	ہندوستان کے سلاطین، علما اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر	معارف اعظم گڑھ۔ ستمبر ۶۲ء
عین الحق فریدکوٹی	تاریخ سندھ کا ایک خونیں ورق (بیگمات سندھ کی عرضداشت ملکہ وکٹوریہ کے نام)	لیل و نہار لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء

جمیل حسین سحر	حیدرآباد دکن کی عظمت رفتہ (صدارتی تقریر) اقدام لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
حنیف رامے	مارشل لا کے بعد نصرت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
خلیق قریشی	لائل پور نوائے وقت لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
محمد عزیز	لائل پور کی کہانی نوائے وقت لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
رئیس امروہوی	افریقہ (صورت حال) انشاء کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
———	الوداع (مرحبا) لائف میں الجزائر کی صورت حال پر ایک مصور مضمون کا ترجمہ) شہاب لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء
محمد امین	کانگو (تاریخی جائزہ) آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
احمد کیقباد	مدغاسکر انشاء کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
———	رومان پرور جزیرہ۔ ٹرینیڈاڈ انجام کراچی۔ یکم ستمبر ۶۲ء
———	ٹرینیڈاڈ آزادی کے کنارے (سر ہلاری بلنڈ کے مضمون کا ترجمہ) جنگ کراچی۔ یکم ستمبر ۶۲ء
———	نہر پناما امریکہ اور پناما کے درمیان وجہ اختلاف انجام کراچی۔ ۲۹ ستمبر ۶۲ء
نور احمد قادری	انڈونیشیا بیک نظر انجام کراچی۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء
نور احمد قادری	جمہوریہ انڈونیشیا کا یوم آزادی لاہور۔ ۳ ستمبر ۶۲ء
———	جدید عدن جنگ کراچی ۸ ستمبر ۶۲ء

مسئلہ کشمیر

سلیم خاں گمی	آزاد کشمیر میں جسمانی تعلیم لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
عبدالصمد دانی	آزاد کشمیر میں اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ اقدام لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء
نذیر احمد کاشمیری	کشمیر کا سوال اور ہندو پاک ــــ انصاف و تدبر کا امتحان صدق جدید لکھنؤ۔ ۲۱ ستمبر ۶۲ء

قائد اعظم

اقبال کامل	محبوب رہنما (قائد اعظم) قندیل لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
اللہ بخش راجپوت	قائد اعظم آئینہ تحریر میں ماہ نو کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
ادج محمد حبیب اللہ	قائد اعظم۔ ایک بھولی بسری یاد اقدام لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
تاج ظہیر احمد	قائد اعظم کے آخری احساسات انجام کراچی۔ ۱۲ ستمبر ۶۲ء
جہاں گرد	قائد اعظم کا آخری سفر لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

حامد مجید — جب ستارہ فضا میں ڈوب گیا (قائداعظم کی وفات پر)
شہاب لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء

حامد مجید — "دل و نگاہ کو اب بھی تری ضرورت ہے" (بیادِ قائداعظم)
اقدام لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء

حنیف شاکر — قائداعظم کے بعد
قندیل لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء

ریاض علی — قائداعظم کے آخری لمحات
جنگ کراچی - ۱۲ ستمبر ۶۲ء

شہید ظہور عالم — قائداعظم کے چند تاریخی فیصلے
نوائے وقت لاہور۔ ۱۱ ستمبر ۶۲ء

عاشق حسین بٹالوی — قائداعظم کا قیام لندن ۳۱ء سے ۱۹۳۴ء تک
انجام کراچی - ۱۲ ستمبر ۶۲ء

عبدالوکیل — بانیٔ پاکستان کی توقعات
جنگ کراچی - ۱۲ ستمبر ۶۲ء

عرفان چغتائی — تین نظمیں جنہیں قائداعظم نے پسند فرمایا
نوائے وقت لاہور۔ ۱۱ ستمبر ۶۲ء

وحشت شاہجہانپوری — قائداعظم اور جمہوریت
پاک جمہوریت لاہور۔ ۸ ستمبر ۶۲ء

کفایت علی — قائداعظم کی قیادت
جنگ کراچی - ۱۲ ستمبر ۶۲ء

مختار خالد — "ہر باب میں ہیں تیرے تدبر کے خزانے" (قائداعظم اور مادرِ ملت فاطمہ جناح کے بیانات کے اقتباسات)
اقدام لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء

مطلوب الحسن سید — قائداعظم کی شخصیت
انجام کراچی۔ ۱۲ ستمبر ۶۲ء

نذیر احمد خاں — قائداعظم سے ایک یادگار ملاقات
جنگ کراچی۔ ۱۲ ستمبر ۶۲ء

سوانح

محمد سعید خاں — مجید لاہوری
جامعہ کالج میگزین کراچی ۶۱-۶۲ء

مفتون، دیوان سنگھ — انقلاب کی نذر
چٹان لاہور۔ ۳ ستمبر ۶۲ء

مفتون، دیوان سنگھ — مزاح کے تختۂ مشق
چٹان لاہور۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء

مفتون، دیوان سنگھ — نیگلہ
چٹان لاہور۔ ۱۷ ستمبر ۶۲ء

—— — امن کا پجاری (مہاترا دسوذا نندہ مشرقی پاکستان بدھ کرسٹی سانگھ کے صدر)
لیل و نہار لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

ادارہ — ہز ہائینس کریم آغا خاں
روزنامہ ملاپ حیدر آباد دکن ۲۹ ستمبر ۶۲ء

—— — سیدنا طاہر سیف الدین
ساغر کراچی - ۳۰ ستمبر ۶۲ء

—— — ولیعہد ماذون صاحب کی تربیت و شخصیت
جنگ کراچی۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

ادارہ — آہ مولانا حفظ الرحمٰن؟
تجلی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء

سرور، آل احمد	مولانا حفظ الرحمن — ایک تاثر (۲) ہماری زبان علی گڑھ۔ یکم ستمبر ۶۲ء
ضیاء الحسن	اک شمع رہ گئی تھی (مولانا حفظ الرحمن ۲) جامعہ دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
ضیاء الحسن فاروقی	مولانا حفظ الرحمن سیوہاری العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء
گوپال متل	ایک قومی سانحہ (مولانا حفظ الرحمن کی وفات پر) تحریک دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
ماہر القادری	یادِ رفتگاں (مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی) فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
خواجہ راحت حسین	شہنشاہ جہاں گیر کی آپ بیتی شہاب لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
حمید اللہ	جمال الدین افغانی اور زمان فرانسوی شاداب پشاور۔ ستمبر ۶۲ء
وارث میر	آغا ذوالفقار علی خاں۔ سیالکوٹ میں تحریک پاکستان کے ایک رکن نوائے وقت لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
الطاف علی بریلوی	ایک بلند ہمت انسان۔ ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی انجام کراچی۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
الطاف علی بریلوی	مولانا سید طفیل احمد منگلوری (علیگ) العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء
شمس تبریز خاں	مولانا گیلانی کی یاد (صدر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونی ورسٹی) فروغِ اردو لکھنؤ ستمبر ۶۲ء
محمد عبداللہ	زندگی کا ایک ورق ستارہ لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
محمد آفتاب بانی و محمد لطافت الرحمن سواتی	ڈاکٹر تاج الملوک مرحوم شہاب لاہور۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء
رشید احمد صدیقی	ڈاکٹر ذاکر حسین نصرت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
ہارون خاں شیروانی	ایڈورڈ مورگن فورسٹر (جس نے ایک ہزار روپیہ کا عطیہ، رودبار حیدرآباد دکن کے لئے دیا) اردو نامہ کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء
ادارہ	سورج ڈوب گیا (سید علی اکبر قاصد کی وفات پر) مہر نیمروز۔ ستمبر ۶۲ء

ستمبر ۶۲ء کے اُردو اخبارات اور رسائل میں مندرجہ ذیل کتابوں اور رسالوں پر ریویو شائع ہوئے

نصیر الدین ہاشمی	اُردو مخطوطات جلد اول و دوم (فہرست مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری، حیدرآباد) ہماری زبان علی گڑھ۔ ۱۵ ستمبر ۶۲ء
طاہر محمد اکرم	روزمرہ نفسیات چٹان لاہور۔ ۳ ستمبر ۶۲ء قندیل لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء لیل و نہار لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

فیض الحسن	اسرارِ اعداد (بحساب بینّہ وزبر)
	معارف اسلام ستمبر ۶۲ء
برلاس، ایم۔ اے	چینائزم اور پیامِ صحت
	نصرت لاہور ستمبر ۶۲ء
محمد اسحاق (مرحوم)	جلوہ طور، سوانح حضرت موسٰے کلیم اللہ علیہ السلام)
	لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
محمد اسحاق (مرحوم)	تاجِ سلیمانی (سوانح حضرت سلیمان علیہ السلام)
	لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
محمد اسحاق (مرحوم)	معجزاتِ مسیح (سوانح حضرت عیسٰے علیہ السلام)
	لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
حلیم بیگ	تابوت سکینہ (بنی اسرائیل کے روائتی تابوت
	سکینہ کی تاریخ)
	انجام کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
محمد ادریس کاندھلوی	اصولِ اسلام
	شہاب لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء
فردوس علی شاہ	گلشن طیبہ
	ترجمان القرآن لاہور ستمبر ۶۲ء
جوہر، محمد مصطفٰے	توحید اور عدل
	معارف اسلام لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
قمر احمد عثمانی	ہماری مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ
	جنگ کراچی۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۷ ستمبر ۶۲ء
گل حسین و لطیف احمد پراچہ	قاسم العلوم سرگودھا
	شہاب لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء

افضل، یوسف اصلاحی	سجادین (حصّہ اوّل تا چہارم)
	معارف اعظم گڑھ ستمبر ۶۲ء
عبدالباطن	اسلام تلوار سے نہیں پھیلا
	کتاب نما دہلی ستمبر ۶۲ء
پرویز، غلام احمد	اسبابِ زوالِ اُمّت
	جنگ کراچی۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء
غلام مرتضٰے	اسلامی دنیا چوتھی صدی میں
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۲۱ ستمبر ۶۲ء
ماجد، ف۔ م۔ (مترجم)	
	اسلام اور اصولِ حکمت (مصری عالم شیخ
	علی عبدالرزاق کی کتاب الاسلام و اصول الحکم
	کا ترجمہ)
	نصرت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
محمد ارشد خان بھٹی	مطالعہ تہذیب اسلامی
	نوائے وقت لاہور۔ ۴ ستمبر ۶۲ء
کامل، مظہر علی	اسلامی قانون (جلد اوّل)
	جنگ کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی (مترجم)	
	الخیر الکثیر (امام شاہ ولی اللہ دہلوی رح کی
	تصنیف کا ترجمہ)
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۱۴ ستمبر ۶۲ء
عابد الرحمان صدیقی کاندھلوی (مترجم)	
	عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید
	(امام شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف کا ترجمہ)
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۱۴ ستمبر ۶۲ء

عابدالرحمٰن صدیقی کاندھلوی (مترجم)
فیوض الحرمین (امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی
تصنیف کا ترجمہ)
صدق جدید لکھنؤ۔ ۱۴ ستمبر ۶۲ء

عبدالرحمٰن (مترجم) فیوض الحرمین (تصنیف شاہ ولی اللہؒ)
فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء

عبدالحمید سواتی (مرتب) مجموعہ رسائل حضرت شاہ رفیع الدین محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)
برہان دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

شیر محمد شاہ (مؤلف) زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک (مولانا
رشید احمد گنگوہیؒ کی تالیف مع حواشی)
تجلی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء

درس قرآن بورڈ درس قرآن
نوائے وقت لاہور۔ ۱۷ ستمبر ۶۲ء

عبدالحی، توفیق، مرعوب احمد، عبدالواحد
درس قرآن (تیسری منزل)
شہاب لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء

غلام احمد قرآن اور ہم
ثقافت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

محمد افضل شریف اعجاز القرآن
ثقافت لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

شمیم حسین آب رواں (قرآن حکیم کے پارۂ اوّل کے
معالب کی منظوم ترجمانی)
ترجمان القرآن لاہور۔ ستمبر ۶۲ء

علی صفدر (مؤلف) احیاء الاسلام (تفسیر)
تجلی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء

محمد اکبر خان (مؤلف) صراط مستقیم (تفسیر سورہ فاتحہ)
تجلی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء

محمد اکبر خان (مؤلف) اہتمام جہاد
تجلی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء

شرح عبدالحلیم رسالہ اصول حدیث
شہاب لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

وحید الدین سلیم (مترجم) حقوق الاسلام (قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح
کی تصنیف)
شہاب لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

محمد زمان ردّ بدعت
تجلی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء

اختر، محمد بشیر (مترجم) خلاصۃ الفوائد (ملفوظات حضرت خواجہ
نور محمد مرتبہ و مولفہ حکیم محمد عمر (مرحوم)
لیل و نہار لاہور۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء

راحت گل ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں
شہاب لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء

عارف نبضل احمد فلسفۂ دعا
تجلی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء
لیل و نہار لاہور۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء
معارف اعظم گڑھ۔ ستمبر ۶۲ء

عاشق الٰہی مسنون دعائیں
کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۶۲ء

عاشق الٰہی	اسلامی نام کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	
بشیر الدین محمود احمد	رحمۃ للعالمین لاہور۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء	
سرور شاہ گیلانی	سیرت النبیؐ کی تقریریں نوائے وقت لاہور۔ ۱۴ ستمبر ۶۲ء	
عبدالشکور لکھنوی (مرحوم)	ذکر حبیبؐ انجام کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء شہاب لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء	
حکیم غلام حسین	روحِ دو عالم ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء	
محمد صادق سیالکوٹی	سید الکونینؐ لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء	
محمد عزیز احمد	خاتم الرسلؐ انجام کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء	
عنایت اللہ گجراتی	فاروق اعظمؓ شہاب لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء	
حشمت حسین	شہابِ ثاقب (نہج البلاغۃ پر ڈاکٹر احمد امین مصری کے اعتراضات کے جوابات) شہاب لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء	
محمود احمد عباسی	تحقیق مزید بسلسلۂ خلافت معاویہؓ و یزید تجلی دیوبند۔ ستمبر ۶۲ء	
جاوید شاہین	شادی اور کامیابی (یوسٹس جیسپر کا ترجمہ) چٹان لاہور۔ ۳ ستمبر ۶۲ء	

محمد خلیل اللہ	دساتیر عالم جنگ کراچی۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء
وقار عظیم	بچّے کی جماعتی زندگی (رالف ایچ اوجیمان کی تصنیف کا ترجمہ)
	جنگ کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
قمر ہاشمی	کتابِ تجارت جنگ کراچی۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء
محمد عزیز	پاکستان بزنس ڈائریکٹری جنگ کراچی۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء
ایس۔ آر۔ خان	عتیق انگلش ٹرانسلیشن (انگلش اُردو۔ اُردو انگلش) فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
عبدالحق (بابائے اُردو)	قدیم اُردو لیل و نہار لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
محمد احسن اللہ	اُردو رسم الخط کی تجدید ہماری زبان علی گڑھ۔ ۸ ستمبر ۶۲ء
جالب مظاہری۔ ایس	ممتاز القواعد کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
محمد امین	موسم کے بارے میں سو سوالات اور ان کے جوابات جامعہ دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
سلیم الدین احمد (مؤلف)	دق و سل اور اس کا علاج فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
بشیر ساجد	بوڑھا اور سمندر (ارنسٹ ہیمنگ وے کے ناول کا ترجمہ) امروز لاہور۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء

اکرم جلیلی (مترجم)	افاتون (انگریزی ناول "مصر میں ایک بادشاہ تھا" کا ترجمہ)	نسیم بستوی	گلکدۂ فردوس
	امروز لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء		ہماری زبان علی گڑھ۔ یکم ستمبر ۱۹۶۲ء
	شباب لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء	یوسف اجمیری	کیف و عرفان (نعتیہ کلام)
	قندیل لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۲ء		ثقافت لاہور۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
	لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۲ء	نیر، شفیع الدین	اسلامی نظمیں
جلیس عابدی (مترجم)	اور دریا ہنستا رہا (ہان کنگ یو چینی ناول کا ترجمہ)		معارف اعظم گڑھ۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
	تجلّی دیوبند۔ ستمبر ۱۹۶۲ء	نیر، شفیع الدین	وطنی نظمیں
استرادسکی، نکولائی	دارورسن کی آزمائش		کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
	ہماری زبان علی گڑھ۔ ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء	جلیس عابدی۔ محمود سعیدی۔ گوپال متّل	تجدید جنوں (کمیونسٹ شعرا کی نظموں کا نظم میں ترجمہ)
عزیز احمد	رومیو جولیٹ (شیکسپیر کے شہرۂ آفاق ڈرامے کا ترجمہ)		آج کل دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
	لیل و نہار لاہور۔ ۹ ستمبر ۱۹۶۲ء	ظفر حمیدی	رقصِ خیال
فضل الرحمن (مترجم)	ہیلینا (گوئٹے کے شہرۂ آفاق کارنامے کے ایک حصّہ کا منظوم ترجمہ)		آج کل دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
	ہماری زبان علی گڑھ۔ ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء	نیر، شفیع الدین	بدھو کی بیوی
اختر تلہری	تنقیدی شعور (تنقیدی مضامین)		معارف اعظم گڑھ۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
	ہماری زبان علی گڑھ۔ ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء	صدر لکھنوی، منشی لچھمن پرشاد (مترجم)	صدر کی گیتا یا بھگوت گیتائے منظوم
محمد محمود رضوی	اردو زبان اور اسالیب (جلد اوّل)		ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۲ء
	العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۶۲ء	حفیظ قتیل (مرتب)	دیوان ہاشمی (ہاشمی بیجاپوری)
حبیب النساء بیگم ولی اللہ۔	ریاست میسور میں اردو کی نشو و نما		اکدنا مر کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۱۹۶۲ء
	آج کل دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء	محمود علی خاں	تذکرۂ جگر
گوپی چند نارنگ	ہندوستانی قصوں سے ماخوذ اردو مثنویاں		کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء
	آج کل دہلی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء	عقیل احمد جعفری	جوش و ہوش
			امروز لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

اختر الایمان	یادیں	
	آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	
افسر موہانی	منظر گاہ (تیسرا مجموعۂ کلام)	
	معارف اعظم گڑھ ستمبر ۶۲ء	
بانو طاہرہ سعید	برگ سبز	
	صبا حیدرآباد دکن۔ جولائی، اگست ۶۲ء	
پرکاش پنڈت (مرتب)	ساحر اور اس کی شاعری	
	کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	
روحی علی اصغر	بنیرنگیٔ منظر	
	صبا حیدرآباد دکن۔ جولائی اگست ۶۲ء	
سرشار کسمنڈوی (مرتب)	جذبات حیدر (حیدر کیڈوی کے کلام کا مجموعہ)	
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۲۱ ستمبر ۶۲ء	
شاعرہ وحید	شکستِ ساز سے پہلے	
	نوائے وقت لاہور۔ ۴ ستمبر ۶۲ء	
شرف کمالی	ادھورے خاکے	
	کتاب نما دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	
صہبا، ابوالخیر	جامِ صہبا	
	صبا حیدرآباد دکن جولائی اگست ۶۲ء	
عارف عبدالمتین	موج در موج	
	نرگس لاہور۔ اگست ستمبر ۶۲ء	
عندلیب حسن یحییٰ	گلبانگ	
	فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء	
منور لکھنوی	نوائے کفر	
	آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	
طاہرہ سعید	برگ سبز	
	آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	
نصرت قریشی	ظرفِ غزل	
	چٹان لاہور۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء	
	شہاب لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء	
	قندیل لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء	
	لاہور۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء	
	لیل و نہار لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء	
	نوائے وقت لاہور۔ ۴ ستمبر ۶۲ء	
میرزا ادیب	شیشے کی دیوار	
	امروز لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء	
	قندیل لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء	
	نوائے وقت لاہور۔ ۱۲ ستمبر ۶۲ء	
محمد احسن فاروقی	اردو ناول کی تاریخ و تنقید	
	ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء	
ادیب لطیف حسین	سرشار کی ناول نگاری	
	شہاب لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء	
ڈاکٹر عظیم (مرتب)	فردوس بریں (عبدالحلیم شرر کا ناول)	
	فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء	
انتظار حسین	دن اور داستان	
	امروز لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء	
خدیجہ مستور	آنگن	
	امروز لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء	
سرشار، بی۔ ایم	خواب پریشان	
	آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	

شوکت صدیقی	کوکا بیلی
	ادب لطیف لاہور۔ ستمبر ۶۲ء
	جنگ کراچی۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء
صالحہ عابد حسین	قطرے سے گہر ہونے تک
	امروز لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء
عادل رشید	نمائش
	نوائے وقت لاہور۔ ۴ ستمبر ۶۲ء
فیاض حسین	روپ متی
	چٹان لاہور۔ ۳ ستمبر ۶۲ء
	قندیل لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء
قمر تسکین	مجاہدین الجزائر
	جنگ کراچی۔ ۲ ستمبر ۶۲ء
	لیل و نہار لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
کوثر چاند پوری	محبت اور سلطنت
	امروز لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
	لیل و نہار لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
مشتاق احمد علوی	تحفے (سات ننھی منی کہانیاں)
	لاہور۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء
سلیم وحید الدین	مضامین سلیم۔ ۲ جلدوں میں
	فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء
	لیل و نہار لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
محمد عزیز مرزا	خیالات عزیز
	لیل و نہار لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
	جنگ کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء

غلام السیدین	آندھی میں چراغ
	آج کل دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
انوار احمد	سپاہی کے خطوط
	امروز لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء
	قندیل لاہور۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء
	لیل و نہار لاہور۔ ۲ ستمبر ۶۲ء
	نوائے وقت لاہور۔ ۹ ستمبر ۶۲ء
عبداللطیف اعظمی (مرتب)	بابائے اردو مولوی عبدالحق
	جامعہ دہلی ستمبر ۶۲ء
	ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء
سور لکھنوی (مترجم)	ساگر سنگیت یا بحر ترنم (سی آر داس کی بنگالی زبان میں بھگتی اور تصوف کے افکار کا اردو نثر میں ترجمہ)
	ہماری زبان علی گڑھ۔ ۲۲ ستمبر ۶۲ء
شیخ ایاز	پونم پری آکاس (ڈھونڈا پھرنے آسمان میں)
	جنگ کراچی۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء
محمد حسن (مترجم)	جوالا مکھی
	صدق جدید لکھنؤ۔ ۷ ستمبر ۶۲ء
حبیب اللہ پالن پوری	حرکت آفاق (اقبال کی فارسی مثنوی اسرار خودی کا چربہ)
	ہماری زبان علی گڑھ یکم ستمبر ۶۲ء
صارم۔ عبدالصمد (مترجم)	شعر العرب حصہ اول (ابن قتیبہ کی مشہور تالیف کتاب الشعر و الشعرا کا ترجمہ)
	لیل و نہار لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

حبیب اشعر (مترجم)	جب رُخ سے نقاب اٹھی (منفلوطی کے	عزیز، سردار محمد خاں	حیات قائد اعظم
	عربی افسانوں کا ترجمہ)		نوائے وقت لاہور۔ ۱۲ ستمبر ۶۲ء
	امروز لاہور۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء	اسعد گیلانی	مولانا مودودی سے ملئے
حسان، محمد حسین	برف کا گھر		سیارہ لاہور ستمبر ۶۲ء
	جامعہ دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	محمد مسلم عظیم آبادی (مرتب)	شادی کہانی شادی کی زبانی
حبیب احمد خاں	برف کے تیرتے پہاڑ		آج کل دہلی ستمبر ۶۲ء
	جامعہ دہلی۔ ستمبر ۶۲ء	معین الحق (مرتب)	ذخیرۃ الخوانین (تالیف شیخ فرید بھکری)
محمد باقر	اموی دورِ خلافت		اُردو نامہ کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء
	معارفِ اسلام لاہور ستمبر ۶۲ء	——	زندگی کے موڑ پر
عبدالقادر خاں	وقائع عبدالقادر خاں جلد دوم		چٹان لاہور۔ ۳ ستمبر ۶۲ء
	العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء		ادیب علی گڑھ۔ (عبدالسلام نمبر) اڈیٹر کبیر احمد جائسی
	فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء		جامعہ دہلی۔ ستمبر ۶۲ء
ملّا واحدی	میرے زمانے کی دلّی		(ماہنامہ) افکار کراچی۔ (جوش نمبر) ایڈیٹر صہبا لکھنوی
	العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء		العلم کراچی۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء
شبلی نعمانی	سیرت النعمانؒ		جنگ کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
	قندیل لاہور۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء		البصیر (اسلامیہ کالج چنیوٹ کا ارگن)۔
	لیل و نہار لاہور۔ ۱۷ ستمبر ۶۲ء		عالمگیر نمبر۔ مرتبہ عبیداللہ خاں
	نوائے وقت لاہور۔ ۱۷ ستمبر ۶۲ء		(سہ ماہی) البصائر کراچی مرتبہ سید معین الحق
معراج الدین	مجدد الف ثانیؒ		صدق جدید لکھنو۔ ۱۴ ستمبر ۶۲ء
	پاک جمہوریت لاہور۔ ۸ ستمبر ۶۲ء		پیام صحت لائل پور۔ رموز شباب
عابد، عابد علی (مرتب)	سوانح مولانا رومؒ (از شبلی نعمانی)		شہاب لاہور۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء
	فاران کراچی۔ ستمبر ۶۲ء		(ماہنامہ) پیغام صحت لاہور
ہزار گل شاہ عرف کوماٹ بادشاہ			ایشیا لاہور۔ ۲۴ ستمبر ۶۲ء
	آئینہ حق عجائب الغرائب		(ماہنامہ) تحریک دہلی۔ چین نمبر۔ مرتبہ گوپال متّل
	انجام کراچی۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء		تجلی دیوبند ستمبر ۶۲ء

جام نو کراچی ۔ افسانہ نمبر ۔ مرتبہ اقبال حیدری اور دیگر حضرات

جنگ کراچی ، ۲۷ ستمبر ۶۲ء

ساغر کراچی ۔ ۲۰ ستمبر ۶۲ء

(پندرہ روزہ) چناب لاہور ادارہ محمد شفیع کیفی اور عزیزہ خاتون

امروز لاہور ۔ ۹ ستمبر ۶۲ء

شہاب لاہور ۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

لاہور ۔ لاہور ۱۰ ستمبر ۶۲ء

لیل و نہار لاہور ۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

خاتون پاکستان کراچی ۔ رسول نمبر ۔ اڈیٹر شفیق بریلوی

لیل و نہار لاہور ۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

زراعت نامہ لاہور آم نمبر ۔ مرتبہ صادق قریشی

لیل و نہار لاہور ۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

زراعت نامہ لاہور درخت نمبر ۔ مرتبہ صادق قریشی

قندیل لاہور ۔ ۹ ستمبر ۶۲ء

لیل و نہار لاہور ۔ ۳۰ ستمبر ۶۲ء

(ماہنامہ) روشن مستقبل لاہور ۔ دستی ذرائع علاج کی حوصلہ افزائی اور

ان کی تبلیغ) مدیر اعلیٰ حمید صابر قریشی

لیل و نہار لاہور ۔ ۱۶ ستمبر ۶۲ء

(ماہنامہ) سب رس حیدرآباد دکن ۔ قطب شاہ نمبر

ثقافت لاہور ۔ ستمبر ۶۲ء

(ہفت روزہ) سفیر ، سفیر گوجرانوالہ مرتبہ محمد داؤد تاثیر

امروز لاہور ۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء

(پندرہ روزہ) ، قومی زبان کراچی ۔ عبدالحق نمبر

العلم کراچی ۔ جولائی تا ستمبر ۶۲ء

(ماہنامہ) سیارہ لاہور ۔ اڈیٹر نعیم صدیقی

ترجمان القرآن لاہور ستمبر ۶۲ء

شہاب لاہور ، ۲ ستمبر ۶۲ء

نوائے وقت لاہور ۔ ۲۱ ستمبر ۶۲ء

(ماہنامہ) قہقہہ لاہور ۔ مرتبہ محمود دہلوی

لیل و نہار لاہور ۔ ۲ ستمبر ۶۲ء

گل خنداں لاہور ۱۸۵۷ء نمبر مرتبہ پیام شاہجہانپوری

انجام کراچی ۲۰ ستمبر ۶۲ء

چٹان لاہور ۔ ۱۰ ستمبر ۶۲ء

لیل و نہار لاہور ۱۶ ستمبر ۶۲ء

مجلہ علوم اسلامیہ علی گڑھ ۔ ادارہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی ۔

ہماری زبان علی گڑھ ۲۲ ستمبر ۶۲ء

نئی قدریں حیدرآباد (پاک) خاص نمبر مرتبہ اختر انصاری اکبرآبادی

جنگ کراچی ۔ ۲۷ ستمبر ۶۲ء

طارق ، عبدالرحمٰن — مشاہیر اسلام موت کے آغوش میں

لیل و نہار لاہور ۔ ۲۳ ستمبر ۶۲ء

کلیات ولی

اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ولی گجراتی کا مکمل دیوان جو کئی قلمی نسخوں سے مقابلہ کرکے ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی صاحب نے مرتب کیا ہے۔ مع مقدمہ و فرہنگ الفاظ ۔ تیسرا اڈیشن ۔ قیمت ۵ روپے

شائع کردہ ۔ انجمن ترقی اردو پاکستان ۔ کراچی

علمی اصطلاحات

(حیاتیات)

(۲)

مرتبہ
انجمن ترقی اُردو پاکستان

فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ	ایک روپیہ
فرہنگ اصطلاحات فلکیات	ایک روپیہ پچاس پیسہ
اصطلاحات کیمیا	دو روپیہ پچیس پیسہ
وضع اصطلاحات مولوی وحیدالدین سلیم	پانچ روپیہ پچاس پیسہ
اصطلاحات بنک کاری	چار روپیہ پچاس پیسہ
اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ (بابائے اردو)	پچاس پیسہ
اردو زبان میں علمی اصطلاحات کی تاریخ (بزبان انگریزی) (از بابائے اردو)	پچاس پیسہ

شائع کردہ، انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی

atrioventricular	آطاق بطینی
atrium	آطاق
atrochal	بے چرخی
atrophy	ذبول
atropous	بے رخہ
atterminal	سوئے انتہا
attraction	انجذاب۔ کشش
auditory	سمعی
aubreach,s plexus	ضیغرہ اور باخ
augmenor	افزائندہ
aulostomatous	انبوب دہنی
aural	اذنی
auricle	اذین
auricula	آذین
auricular	آذینی
auricularia	آذنیہ
auriculare	(کنٹوب) آذن نوش
auriculate	گوش نما
auricule-ventricular	آذین بطنی
aurophore	گوش بردار
autacoid	(ٹیکا) ۔ خود دارد
autarticular	خود مفصلی
autoblast	خود ناعیض
autocatalysis	خود تفسخ
autochthon	خود بومی

autochthonous	دیسی
(autoclave	(خود کلید
autocyst	خود انبان
autocoid	خود دارد (ٹیکا)
autodermalia	خود آدمیہ
autoecious	خود کوٹی
autogamy	خود زواجیت
autogenesis	خود زائی ۔ خود تولید
autogenous	خودزا
autogenetic	خودزا ۔ خود تولیدی
autogeny	خودزائی ۔ خود تولید
autogony	خودزائی ۔ خود تولید
autoinfection	خود سرایت
(automatic	(خودکار
autolysis	خود پاسیدگی
autointoxication	خود تسمم
automixis	خود آمیزی
autonarcosis	خود خدر
autonomic	خود آئین
autonomous	خود آئین
autopalatine	خود حنکی
autophagous	خود چین (آپ چگ)
autopathenogenesis	خود اچھوت پیدائش
autophya	خود آفرید
autophyliogeny	خود برگی تولد
autophyta	خود پرور پودے

autophyte	خود پرور پودا
autoskeleton	حقیقی درونی کالبد
autoplosma	خود مایه
autostylic	خود عمادی
autopodium	خود پا
autotomy	خود تراشی
autosome	خود جسم
autotrophic	خود پرور
autotoses	خود استخوان
autotropism	خود رخی
autotransplantation	خود نقل بندی
autozooid	خود حیوا نسا ـ خود گذران
auxetics	متزائد
auximone	نمو افزا
(auxanometer	(نمو پیما
auxocyte	تکاثری خلیه
auxospore	تکاثری بذره
auxospireme	تکاثری مرغوله
auxotonic	نمو قوت
avenaceous	خرطالی اونیائی
avicularium	منقار نما
avitominoses	کم وائٹا نیست
awn	مرق
axial	محوری
axial flament	محوری ریشه
axial sinus	محوری جوف
axial skeleton	محوری کالبد
axiate	محور ئی
axil	بغل
axile	محوری
axilexma	محور غلاف
axilla	بغل
axillary	بغلی
axinost	محور هڈی
axipetal	محور جو
axis	محور
axis cylinder	محور استوانه
axon	محوریه
axonome	محور خیطه
axonost	محور آسته
axopodium	محور پا
axoplast	محور مایه
axostyle	محور عماد
azygobranchiste	بے جفت خیشومی
azygomatous	غیرعظمی عارض۔بلا عظم عارضه بے گال هڈی
azygos	بے جفت
azygosperm	بے جفت تخم
azygo:pore	بے جفت بذره
azygous	بے جفت

B

bacca	بیری یا بسری
baccate	بیریا بسرا
bacciferous	بسری دار
bacciform	بسری شکل
bacillus	عصبه
background	پس منظر - پس پرده
bactericidin	[illegible] - جر ثومه کش
bacteriology	جر ثومیت
bacteriolysin	بیکٹیر یولائسن
bacteriophage	جر ثومه خوار
bacteroid	جر ثومه آسا
balancers	سوزنے
balanoid	بلوط سا
balausta	رمانیه
baleen	وهیل هڈی
balm	بلسان، بالسم، روغن بلسان
balsamiferous	بالسم دار، روغن‌دار، بلسانی
barb	اسلہ
barbate	اسلیه‌دار
barbel	اسلہ
barbellate	اسلئی
barbicel	اسیلیه
barbula / barbule	اسل
barotaxis	بار ترتیب
basal	اساسی
basal ganglia	اساسی عقده
basal granule	اساسی ریزه
basal leaf	اساسی برگ
basal placenta	اساسی مشیمیه
basal plates	اساسی تختیاں
basal wall	اساسی دیوار
basalar	اساسی جناحی
basale	اسس
basement membrane	اساسی غشاء، کرسی غشا
baseost	اساس‌العظم-جڑھڈی
basialveolar	اساس جوفیزی
basibranchial	اساس خیشومی
basi-cerite	اساس محسه
basic	اساسی-قاعدی
basichromation	بیسی کرومیٹن
basiconic sensillae	اساس مخروطی محاس
basicranial	اساس قحفی
basidiophore	اساسیه بردار
basidiospore	اساسیه بذره
basidium	اساسه
basidorsal	اساس ظهری
basifixed	اساس بسته

basifugal	اساس گریز	bast	هبایه
basigamous	اساس زواجی	bastard wing	باطل پر
basihyal	اساس لامی	bathylimnetic	قعر غدیری
basilabuim	اساس لب	bathypelagic	قعر بحری
basilar	قاعدی۔اسی	bathysmal	اقعر
basilic	باسلیق	batonette	آسیه
basilingual	اساس لسانی	batrachian	غوکی
basimandibular	اساس چانه	bdelloid	زلو آسا
basioccipital	اساس موخری	beard	چوٹی د ڑھی
basimaxilla	اساس فکه	(becker:	(سنقاره
basion	اساسینه	(beetle:	(جعل۔گوبریلا
basiophthalmite	اساس‌العنین	bedeguar	باد آورد
basiotic	اساس آذنی	belemnoid	ناوک آسا
basipetal	اساس جو	bel nucleus	زنگولی نواة (مرکزه)
basiphorynx	اساس بلعومه	bellini,s ducts	قناة بلینی
basipedite	اساس پا	benthos	قعریه
basiphil	اساس دوست	berry	بیری
basipterygium	اساس پر	betulin	بٹولن
basipodium	اساس رجل (—رجل یا پاداں)	biacuminate	دو نوکه
basipterygoid	اساس پر آسا	biarticulate	دو مفصلی
basiproboscis	اساس خرطوم	bicapsular	درکیسه
basisphenoid	اساس وتد آسا	bicarinate	دوکرینی
basitemporal	(صدغ = کنپٹی)— اساس صدغی	bicarpellate	دو ثمر برگ
basivertebral	اساس فقری	bicaudate	دو دمه۔دو ذنبی
basophil	اساس دوست	bicellular	دو خلوی

biceps	دوسرا ـ ذوراسیں
biciliate	دو ہوبی
bicipital	ذوراسینی
bicipital groove	ذوراسنی میزاب (کھانچہ)
bicollateral	دو مجابنی
bicolligate	دو ہمبند
biconjugate	دو سنجوگ
bicornute	دو قرنہ
bicostate	دورگہ ـ دو ضلعی
bicrenate	دو کنگری
biscuspid / bicuspid	ضاحکہ ـ دو نلٹی
bicuspid valve	دو پاٹی کواڑی ـ دو پاٹی [illegible]
bicyclic	دو دوری
bidder,s ganglin	عقدۂ بڈر
bidder,s organ	عضو بڈر
bidental	دو دندانی
bidenticulate	دو دندانک
biennial	دو سالانہ ـ دو سال باش
bifacial	دو وجہی
bifarious	دو صفی
bifid	دو شگافہ ـ دو شاخہ
biflabellate	دو مروحی
biflagellate	دو سوطئی

biflex	دو خمہ
biflorate	دو زہری
bifoliate	دو برگہ
biforin	بائفورن ـ دو درہ
bifurcate	دو شعبئی
(bifurcation	(دو شعبگی
bigominate	دو جوڑے
bigenenic	دو نسلی
bijugate	دو جگلی
bilabiate	دو لبہ
bilamellar	دو ورقچہ
bilaminar	دو ورقہ
bilateral	دو جابنی
bile	صفراء ـ پت
billary	صفراوی
bilicyanin	بلیسائنن
bilirubin	بلیروبن
biliverdin	بلیورڈن
bilobate	دو فصی
bilobular	دو فصیصی
bilocellate	دو قطیعہ دار
bilocular	دو قطعہ دار
biloculine	دو قطعہ دار
bilophodont	دو حیدی دانت
biluminescence	حیات نورانیت

bimaculate	دو لطخی
bimanous	دو دستی
bimastism	دو پستانی
bimuscular	دو عضلی
bimary fission	ثنائی انشقاق
binary nomenclature	ثنائی تسمیه
binate	ثنائی
binomial	ثنائی
binomialism	ثنائیت
binomial nomenclature	ثنائی تسمیه
binuclear	دونوائی
binucleate	دونوائی
bioblast	حیاتی ناهیض
biocellate	دو حسمکی دو عینی
biochemistry	حیاتی کیمیا
biocoenosis	حیات اسراکی
biodynamics	حیاتی حرکیات
biogen	بائوجن - حیات زا
biogenessis	حیات زائی - حیات من الحی
biogenetic taw	کلیه حیات‌زائی
bi g nous	حئی پرور
biogeny	حیات آفرینی
biogeegraphy	حیاتی جغرافیه
biological	حیاتیاتی
biology	حیاتیات
b ometrics	علم حیات پیمائی
biome ry	علم حیات پیمائی
b'on	بائیون حیاتیه
bionergy	حیاتی توانائی
b:onomics	علم حیات - ماحولیات
biophore	حیات بردار
biophyte	حی خور بردا
bioplasm	حیات مایه
bioplast	حیاتینه
biorgan	حیاتی عضو
bios	نامیاتی حیاتیه
biostatics	حیاتی سکونیات
biota	حیویه
biotic	حیوی
biotonus	حیوی تنش
biovulate	دو بیضدانی
bipaleolate	دو برگی
bipalmate	دو کفی - (دو راحی‌سڈا کٹری)
biparietal	دو جداری
biparous	دوزا - متئمه
bipectinate	دو مشطی
biped	دوپا—دوپایه
bipenniform	دو پره شکل
bipetalous	دو پنکھڑیا

bipectiate	دو شطی
biped	دو پایا ـ دوپا
bipenniform	دو پره شکل
bipetalous	دو پیکره
bipinnaria	دو پره
bipinnate	دو پره‌دار
bipinnatifid	دو پره شکاف
bipinnatipartite	دو پره منقسمه
bipinnatisect	دو پره تراش
biplicate	دو شکن
bipocillus	دو فنجانی
bipolar	دو قطبی
bipolarity	دو قطبیت
biradia	دو شعاعی
biramose	دو فندی
birostrate	دو نولی ـ دو منقاری
birthpore	روزن پیدائش
biseptate	دو فاصل دار
biserial	دو سلسله وار
biserrate	دو منشاری ـ دواره دار
bisexual	دو جاتی ـ دو تناسلی
bistephanic	دو (اکلیلی) تاجی
bistipulate	دو پتیادار
bistratose	دو طبقی
bisulcate	دو میزابی
bitemporal	دو صدغی
biternate	دو مثلثی
bivalent	دو گرفه
bivalve	دو مصرعی
biventer gervicis	دو بطنی عنقیه
biventral	دو بطنی
bivittate	دو فیتی
bivium	دو راهه
bladder	منفخه
bladderworm stage	منفخه دودی ـ درجه
blade	صفیحه ـ پترا
blastaea	نهوضه
blastolasma	نهوض صفیحه
blastema	نهوضیه
blastocone	نهوضی مخروط
blastooarpou	نهوض ثمرا
blastocheme	منهض
blastochyle	نهوضی‌رس
blastocoel	نهوضی قعر
blastocella	نهوضی سریش
blastocyst	نهوض انبان
blastoderm	نهوض ادمه
blastodermicvesicile	نهوضی ادمی کیسک
blastodise	نهوضی قرص
blastogenesis	نهوضی تولید

blastogenic	نہوض تولیدی	blood plates	دموی لوحیں
blastokniesis	نہوضی حرکیت	blood serum	مائے الدم
blastomere	نہوض پارے	blood vessel	دموی وعاء
blastoneuropore	نہوض عضب روزن	bloom	ناضره
blastophore	نہوض بردار	blubber	حمابه
blastopore	نہوض روزن	blue timber	[illegible]
blastosphere	نہوض کره	body blight	[illegible]
blaststyle	نہوض سلائی	body cavity	جسمی کہفہ
blastozooid	نہوض حیوان	body cell	جسمی خلیہ
blastula	نونہص - بلاسٹولا	body atalk	جسمی ڈنڈی
blastulation	نو نہضیت	bone	ہڈی - عظم
bleeding of plants	پودوں کا ادماء	bones of bertini	برٹنی ہڈیاں
bleeder	دامی (خون چکاں)	book bill	[illegible]
blended inheritance	مخلوط وراثت	bossolated	عجره دار
blending	مخلوط	bosset	عجیره
blepharoplast	جنس نہوض - حفنی مایہ	botany	نباتیات
blight	روک	bothridium bothrium	جوبه
blind spot	کور نقطہ	botryoidal	عنقود
blister	چھالا	botryose	عنقودی
blood	خون	bowman's capsule	[illegible]
blood cells	دموی خلیے	bowman's glands	[illegible]
blood crystals	دموی قلمیں	braccate	پرموز
blood dust	دموی سفاف	brachelytrous	پر پوشکی
blood islands	دموی جزائر	brachial	بازوی-شاخی-عضدی
bloodplatelets	دموی لو یحے		

معیاری علمی و ادبی کتابیں

نئی پرانی قدریں
ڈاکٹر شوکت سبزواری عہد حاضر کے اہم اُردو نقادوں میں ان کی تنقیدیں قدیم و جدید ادبی روایات کا بہترین امتزاج ہیں۔ اس مجموعے میں ان کے چودہ گراں قدر مقالے شامل ہیں جن میں ادب کی نئی پرانی قدروں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قیمت پانچ روپے

معیارِ ادب
یہ بھی ڈاکٹر شوکت سبزواری کے مقالات کا مجموعہ ہے جس میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے کہ ادب کیا ہے اور ادبی معیار کسے کہتے ہیں نظری اور عملی تنقید کا بلند پایہ گنجینہ ہے قیمت ۴ روپے ۵۰ پیسے

لسانی مسائل
قواعد و لسانیات زبان اور رسم الخط اور لفظی تحقیق سے متعلق انیس گراں قدر مقالات کا مجموعہ۔ اردو زبان کے مزاج و منہاج کو سمجھنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ قیمت چھ روپے

امام الہند (تعمیر افکار)
مولفہ ابو سلمان الہندی
اس کتاب میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کے حسب نسب اور ابتدائی حالات زندگی کی تمام تفصیلات دی گئی ہیں نیز مولانا کے اساتذہ اعزہ اور احباب کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے مولانا آزاد کی ابتدائی زندگی کے بارے میں پہلی جامع کتاب ہے جو مستند مآخذ کی روشنی میں لکھی گئی ہے قیمت ۴ روپے

مجاہد اندلس
علی الجارم بک عربی زبان کے صفِ اول کے مصنفین میں سے ہے "مجاہد اندلس" اس کا شاہکار ناول ہے جسے مولانا محمد زکریا مائل نے نہایت خوش اسلوبی سے اردو میں منتقل کیا ہے قیمت ۵ روپے

افعال مرکبّہ
مولانا تمنا عمادی دورِ حاضرہ کے علمائے ادب میں ممتاز مقام و مرتبہ کے مالک ہیں۔ اردو قواعد پر ان کی نظر بہت گہری ہے اس کتاب میں انھوں نے قواعد کے ایک نازک پہلو یعنی افعال مرکبہ پر جامع بحث کی ہے۔ اُردو زبان میں اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے قیمت ۲ روپے ۵۰ پیسے

جامِ سرشار
سرشار کا سرمایہ صرف "فسانہ آزاد" ہی نہیں اس نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے جس میں جامِ سرشار کو نمایاں حیثیت حاصل ہے، اس دلچسپ ناول کو بدر عالم ریسرچ اسکالر ترقی اُردو بورڈ نے مرتب کیا ہے شروع میں مفصل مقدمہ اور آخر میں طویل فرہنگ شامل کی گئی ہے سرشار کے متعلق چکبست کا معرکہ آرا مضمون بھی شامل ہے قیمت نو روپے

ادب اور تنقید
ڈاکٹر سید شاہ علی استاد شعبۂ اُردو کراچی یونیورسٹی کے تنقیدی اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ۔ قیمت ۴ روپے ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ
اردو اکیڈمی سندھ
بہادر شاہ مارکیٹ
بندر روڈ کراچی

سائنس کی چند کتابیں

طبیعیات کی داستان

سائنس کی عہد بہ عہد ترقی پر ایک ضخیم تاریخ۔
سائنس دانوں کی تصاویر اور نقشوں کے ساتھ

مرتبہ پروفیسر نصیر احمد عثمانی

قیمت آٹھ روپے ۵۰ پیسے

سیر افلاک

اجرام فلکی کا ذکر اور معلومات ایسی سادہ اور سلیس زبان میں کہ عام اشخاص کو بھی ان کے مطالعہ سے سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہوگی۔

پیش لفظ بابائے اردو۔ مؤلفہ مرزا محمد رشید ایم اے

قیمت ۴ روپے

اضافیت

سائنس کے مشہور مسئلہ اضافیت پر مستند اور شہرہ آفاق کتاب۔
مشہور سائنس دان ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کے قلم سے

قیمت ۲ روپے

حیوانیات

علم حیوانیات پر مفید اور پُر از معلومات کتاب محشر عابدی صاحب شعبہ حیوانیات جامعہ عثمانیہ کی قابل قدر تالیف قیمت ۳ روپے

ملنے کا پتہ:
اردو اکیڈمی سندھ
بہادر شاہ مارکیٹ بندر روڈ
کراچی

مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان

تلخیص الاردو (رسالہ اُردو کے مضامین کا انتخاب)		قیمت پانچ روپے ۵۰ پیسے
روایت کی اہمیت	ڈاکٹر عبادت بریلوی	قیمت سات روپے
اُردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام	بابائے اُردو	قیمت ۸۷/۱ روپے
اردو تنقید کا ارتقا	ڈاکٹر عبادت بریلوی	قیمت سات روپے
غزل اور مطالعہ غزل	ڈاکٹر عبادت بریلوی	قیمت دس روپے
آرٹ ان اُردو پوئٹری (انگریزی)	شہاب الدین رحمت اللہ	قیمت ۶/۷۵ روپے
جلال لکھنوی	ڈاکٹر محمد حسن	قیمت ۲ روپے
تذکرہ گل رعنا	لچھمی نرائن شفیق	قیمت ۲ روپے
سعادت یار خاں رنگین	ڈاکٹر صابر علی خاں	قیمت پانچ روپے
سر سید احمد خاں (حالات و افکار)	بابائے اُردو	قیمت پانچ روپے
ملک الشعرائے بیجاپور ملا نصرتی	بابائے اُردو	قیمت پانچ روپے

ملنے کا پتہ

اُردو اکیڈمی سندھ، بندر روڈ، کراچی

اردو ڈراما کی تاریخ و تنقید میں گرانقدر اضافہ

اُردو تھیٹر

ڈاکٹر عبدالعلیم نامی

اس تحقیقی مقالے میں اُردو ڈرامے کی عہد بہ عہد تاریخ بیان کی گئی ہے، فنِ ڈرامہ، ڈرامہ نگاروں تھیٹروں اور ڈرامہ کمپنیوں کے بارے میں تمام تفصیلات مستند مآخذ کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں۔ اُردو ڈرامے کے بارے میں یہ پہلی جامع اور مستند کتاب ہے جس میں موضوع کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ مقالہ دراصل اُردو ڈرامے کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اب تک اس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں پہلی جلد میں ابتدائی ڈرامہ نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے دوسری جلد میں ۱۸۵۲ء سے لے کر ۱۹۲۰ء تک کے ڈرامہ نگاروں کے حالات اور ان کے ڈراموں کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں اور تیسری جلد میں ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۶۰ء تک کی اردو ڈرامہ کی تاریخ پیش کی گئی ہے قیمت فی جلد سات روپے

شائع کردہ: انجمن ترقی اُردو پاکستان، اُردو روڈ، کراچی

ادب کا اعلیٰ معیار ہمارا معیار ہے

کراچی

نیا دور

کا تازہ شمارہ (۲۹-۳۰) اپنی ساری روایات کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

یہ ایک اہم شمارہ ہے

چند لکھنے والے

ڈاکٹر سید عبداللہ
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان
ن۔م۔ راشد
اختر الایمان
ممتاز شیریں
خواجہ احمد عباس
ضیا جالندھری
عبدالعزیز خالد
جمیل جالبی
سلیم احمد
پروفیسر اختر انصاری
مشتاق یوسفی
خلیل الرحمٰن اعظمی
رام لعل
ڈاکٹر فاخر حسین
انور عظیم
شمیم احمد
اختر احسن
قاضی عبدالستار اور بہت سے دوسرے

ضخامت تقریباً پانچسو صفحات
قیمت چار روپے

مینجر: نیا دور پی آئی بی کالونی کراچی ۵

بابائے اردو کی چند لافانی کتابیں

انتخاب داغ

"داغ اک آدمی ہے گرما گرم" داغ کی اپنے متعلق یہ رائے سو فیصدی درست ہے، اس پر اتنا اضافہ ضرور ہونا چاہیئے کہ وہ آدمی ہی نہیں شاعر بھی "گرما گرم" قسم تھا۔ داغ نے زندگی کے روحانی پہلو کو جس خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی غزلوں میں نمایاں کیا ہے اس سے خود صنف غزل کے حسن میں اضافہ ہوا ہے داغ حسن کا شاعر تھا اس نے زندگی بھر حسن کی پرستش کی اور وہ اس انداز سے کہ "مٹی" اور "سونے" کو برابر سمجھا بابائے اردو نے داغ کے کلام کا یہ انتخاب عمر کے اس حصے میں کیا تھا جب انسان دنیا میں ایک تماشائی کی حیثیت سے منظر ڈالتا ہے۔ لیکن اس میں بابائے اردو تماشائی نہیں بلکہ جزو تماشا منظر آتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ داغ ہی کے کلام کا بہترین انتخاب نہیں بلکہ بابائے اردو کے ادبی ذوق کا اعلیٰ نمونہ ہے

قیمت ۴ روپے

اردو صرف و نحو

اردو صرف و نحو یہ کتاب تاریخی اہمیت کی حامل ہے

یہ اس موضوع پر پہلی کتاب ہے جو سائنٹیفک بنیادوں پر لکھی گئی بابائے اردو سے پہلے اس موضوع پر جن مصنفین نے قلم اٹھایا انھوں نے عربی فارسی زبانوں کی قواعد کو مشعل راہ بنایا اور اردو زبان کے مزاج و منہاج کو نظر انداز کر دیا۔ بابائے اردو نے عربی فارسی کی قواعد کو مشعل راہ حد تک پیش نظر رکھا ہے جہاں اس کی ضرورت تھی انھوں نے اردو زبان کی خصوصیات کو پورا پورا طرح سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی اور پہلی بار اس حقیقت کا احساس دلایا کہ اردو قواعد عربی و فارسی زبان کا چربہ نہیں ہے بلکہ بعض ایسی خصوصیات کی حامل ہیں جو صرف اسی سے مخصوص ہیں۔ قیمت ۲/۵۰ روپے

چند ہمعصر

انسان کا بہترین مطالعہ خود انسان ہے یہ کتاب اسی اجمال کی تفصیل ہے جس میں بابائے اردو نے اپنے معصروں کی شخصیت کے نقوش واضح کئے ہیں

قیمت چھ روپے

افکار عبد الحق

مرتبہ: آمنہ صدیقی (ایم اے۔ بی ایڈ)

اس میں بابائے اردو کی وہ تمام تحریریں یکجا کر دی گئی ہیں جن میں ادب اور زندگی کے مختلف مسائل پر بحث کی گئی ہے یہ کتاب ایک ایسا آئینہ ہے جس میں بابائے اردو کے نظریات اور ذہنی رجحانات پوری وضاحت اور تفصیل سے سامنے آتے ہیں مرتبہ نے کتاب کے شروع میں طویل اور فاضلانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں بابائے اردو کے کارناموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب بڑے اہتمام سے ٹائپ میں اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر شائع کی گئی ہے۔ قیمت دس روپے

اردو اکیڈمی سندھ۔ بہادر شاہ مارکیٹ بندر روڈ۔ کراچی۔

رائٹرز گلڈ کی تازہ مطبوعات

خوش فکر و خوش نوا شاعر جعفر طاہر کا پہلا مجموعۂ کلام

ہفت کشور

سات مشرقی ممالک کی داستان بیداری جو اسالیب و مضامین
کے اعتبار سے ایک منفرد شعری کوشش ہے

بنگلہ دیس کے اُردو شاعر احسن احمد اشک کا مجموعۂ کلام

جاگتے جزیرے

دھوپ میں جھلتے ہیں
اوس میں نہاتے ہیں
آندھیوں کے سرگم پر
تالیاں بجاتے ہیں
دور رہنے والوں کو
پیار سے بلاتے ہیں

خدیجہ مستور کے افسانوں کا تازہ مجموعہ

تھکے ہارے

خدیجہ مستور کا فن اُردو افسانہ نگاری کی آبرو ہے اس مجموعے میں
ان کے نمائندہ افسانے شامل ہیں قیمت ۵ روپے ۵۰ پیسے

اے حمید کا نیا ناول

چائے والا

اے حمید کی نثر اردو ادب میں ممتاز و منفرد مقام رکھتی ہے انہوں نے بہت کم
عرصے میں ہمارے ادب میں کئی زندہ رہنے والی تخلیقات کا اضافہ کیا
ہے "چائے والا" بھی ایک ایسی ہی تخلیق ہے قیمت ۴ روپے

گلڈ اشاعت گھر۔ اسٹریچن روڈ۔ کراچی

انجمن ترقی اردو پاکستان کی نئی کتابیں

قاموس الکتب (جلد اوّل) مذہبیات سے غیر متعلق مطبوعہ اور غیر مطبوعہ اُردو کتابوں کی مکمل فہرست
صفحات (۱۴۰۰) سائز ۲۰/۸ × ۳۰ قیمت چالیس روپے

داستان زبان اردو — ڈاکٹر شوکت سبزواری — قیمت ۵ روپے

جیتا جاگتا — اندلس کے مشہور فلسفی ابن طفیل کی تصنیف حیّ بن یقظان کا ترجمہ از ڈاکٹر محمد یوسف۔ قیمت تین روپے ۵۰ پیسے

ملا نصرتی — ملک الشعرا بیجاپور، بابائے اُردو۔ قیمت ۵ روپے

اُردو تنقید کا ارتقاء — ڈاکٹر عبادت بریلوی۔ قیمت سات روپے

مہ و انجم — مارٹن ڈیوڈسن کی کتاب کا ترجمہ از ثناء الحق صدیقی۔ قیمت ۴ روپے ۵۰ پیسے

خیالات عزیز — عزیز مرزا کے مضامین کا مجموعہ، قیمت ۴ روپے ۵۰ پیسے

رتن ناتھ سرشار کی ناول نگاری — ڈاکٹر لطیف حسین ادیب۔ قیمت چھ روپے ۵۰ پیسے

قدیم اُردو — بابائے اُردو۔ قیمت پانچ روپے ۵۰ پیسے

مضامین سلیم — (تین جلدوں میں) وحید الدین کے نایاب مضامین کا مجموعہ مرتبہ مولوی محمد اسماعیل پانی پتی۔ مکمل سیٹ کی قیمت بارہ روپے ۵۰ پیسے

رومیو جولیٹ — شیکسپئر کے ڈرامے کا منظوم ترجمہ از عزیز احمد قیمت ۵ روپے

مرحوم دہلی کالج — بابائے اُردو قیمت ۴ روپے

فاؤسٹ — گوئٹے کے شاہ کار کا منظوم ترجمہ، از مولوی عبد القیوم باقی مرحوم قیمت ۵ روپے

داس کیپٹال — (حصہ اوّل) کارل مارکس کی عہد آفریں کتاب کا ترجمہ از سید محمد تقی قیمت ۷ روپے ۵۰ پیسے

فن شاعری — ارسطو کی بوطیقا کا ترجمہ مع حواشی از عزیز احمد قیمت ۲ روپے ۵۰ پیسے

اُردو تھیٹر — (جلد اوّل) از ڈاکٹر عبد العلیم نامی۔ قیمت سات روپے

" — جلد دوم " " " " "

" — جلد سوم " " " " "

اُردو اکیڈمی سندھ۔ بندر روڈ۔ کراچی ۱

مطبوعـــات انجمن ترقی اردو پاکستـــان

روایت کی اہمیت۔

از ڈاکٹر عبادت بریلوی ۔ یہ کتاب اردو ادب کی عظیم روایات کی آئینہ دار ہے ۔ اس میں روایت کی اہمیت ، اردو شاعری میں گل و بلبل کے اشارے ، دلی کا دبستان شاعری ۔ اردو شاعری میں حب الوطنی کی روایت اور اردو تنقید میں روایت اور تجربے کے ایسے پر مغز اور خیال افروز مقالات شامل ہیں جن سے اردو ادب کے تاریخی مد و جزر کی صحیح تصویر سامنے آجاتی ہے مختصر الفاظ میں یہ تحقیقاتی اور تنقیدی مقالات کا مجموعہ ہے ۔ قیمت سات روپے پچاس پیسے ۔

ب رس ۔

یہ کتاب سلطان عبداللہ قلی قطب شاہ کے دربار کے نامور شاعر اور ادیب مولانا وجہی کی تصنیف ہے سنہ ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۶ء اس کا سال تصنیف ہے ۔ اردو نثر کی یہ نایاب اور قدیم کتاب بہت تلاش اور جست و جو کے بعد خاص اہتمام اور صحت سے چھاپی گئی ہے ۔ شروع میں بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کا محققانہ مقدمہ بھی شامل ہے ۔ قیمت پانچ روپے پچاس پیسے ۔

نیص الاردو ۔

انجمن ترقی اردو کے رسالہ" اردو کے سی سالہ پرچوں سے بہترین مضامین کا بہترین انتخاب ہے جسے انجمن کی پنجاہ سالہ جوبلی کی یادگار میں مرتب کر کے شائع کیا گیا ہے ۔ یہ کتاب گیارہ مضامین پر مشتمل ہے اور سب کے سب کارآمد اور عمدہ معلومات سے پر ہیں ۔ کتاب کی جان دو مضامین ہیں : (۱) رومی ، نطشے اور اقبال از ڈاکٹر عبدالحکیم (۲) نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی اور کچھ میری زبانی از مرزا فرحت اللہ بیگ ۔ قیمت پانچ روپے پچاس پیسے ۔

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ ۔ مولوی مسافر خانہ ۔ بندر روڈ کراچی

Regd. S. No. 1138 Phone: 32784
ortnightly **QUOMI ZUBAN** Karachi

بابائے اردو کی تصانیف

(شائع کردہ انجمن ترقی اردو پاکستان)

خطبات عبدالحق

بابائے اردو کے معرکہ آرا خطبات کا مجموعہ جن میں اردو لسانیات اور تاریخ ادب کے بہت سے اہم پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ بابائے اردو کے نظریات اور گذشتہ نصف صدی میں اردو تحریک کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے ان خطبات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

قیمت چھ روپے پچاس پیسے

سر سید - حالات و افکار

اس کتاب میں سر سید کے حالات اور افکار کے بعض پہلوؤں پر نئے انداز سے لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کو حالی کی "حیات جاوید" کا ضمیمہ سمجھنا چاہیے۔ قیمت چار روپے۔

نصرتی

ملک الشعرائے بیجاپور ملا نصرتی کے حالات اور کلام کا ایسا مفصل جائزہ کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔ بابائے اردو نے کئی برس کی محنت شاقہ کے بعد یہ کتاب تالیف کی تھی اس میں نصرتی کی بہت سی نایاب تصانیف پر تفصیلی تبصرہ اور انتخاب شامل ہے۔ قیمت پانچ روپے

اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام

اس کتاب میں بابائے اردو نے یہ بتایا ہے کہ صوفیائے کرام نے اردو زبان کی نشو و نما میں کیا حصہ لیا۔ اس موضوع پر یہ اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ ستاسی پیسے

اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ

بابائے اردو نے اس کتاب میں تفصیل سے بتایا ہے کہ وضع اصطلاحات کے سلسلے میں کیا کوششیں کی گئیں اور ان میں کہاں تک کامیابی ہوئی نیز اس موضوع پر بحث کی کہ وضع اصطلاحات کے لئے کن اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ قیمت پچاس پیسے

قدیم اردو

یہ قدیم اردو شعرا" اور مصنفین کے بارے میں گراں قدر تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے مضامین اس اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتے کہ ان میں بعض اہم شعرا کے ایسے حالات۔ بعض نادر تصانیف کی اسی تفصیلات پیش کی گئیں ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں ملتیں۔

قیمت پانچ روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ

بہادر شاہ مارکیٹ بندر روڈ کراچی

محمد مصلح الدین سعدی کے زیر اہتمام انجمن پریس سے شائع ہوا
مدیر اعلیٰ :- جمیل الدین عالی مدیر:- مشفق خواجہ
طابع و ناشر:- لفٹننٹ کرنل عطاالرحیم
قیمت فی پرچہ :- چار آنے - قیمت سالانہ :- پانچ روپے -